سفرِ محبّت

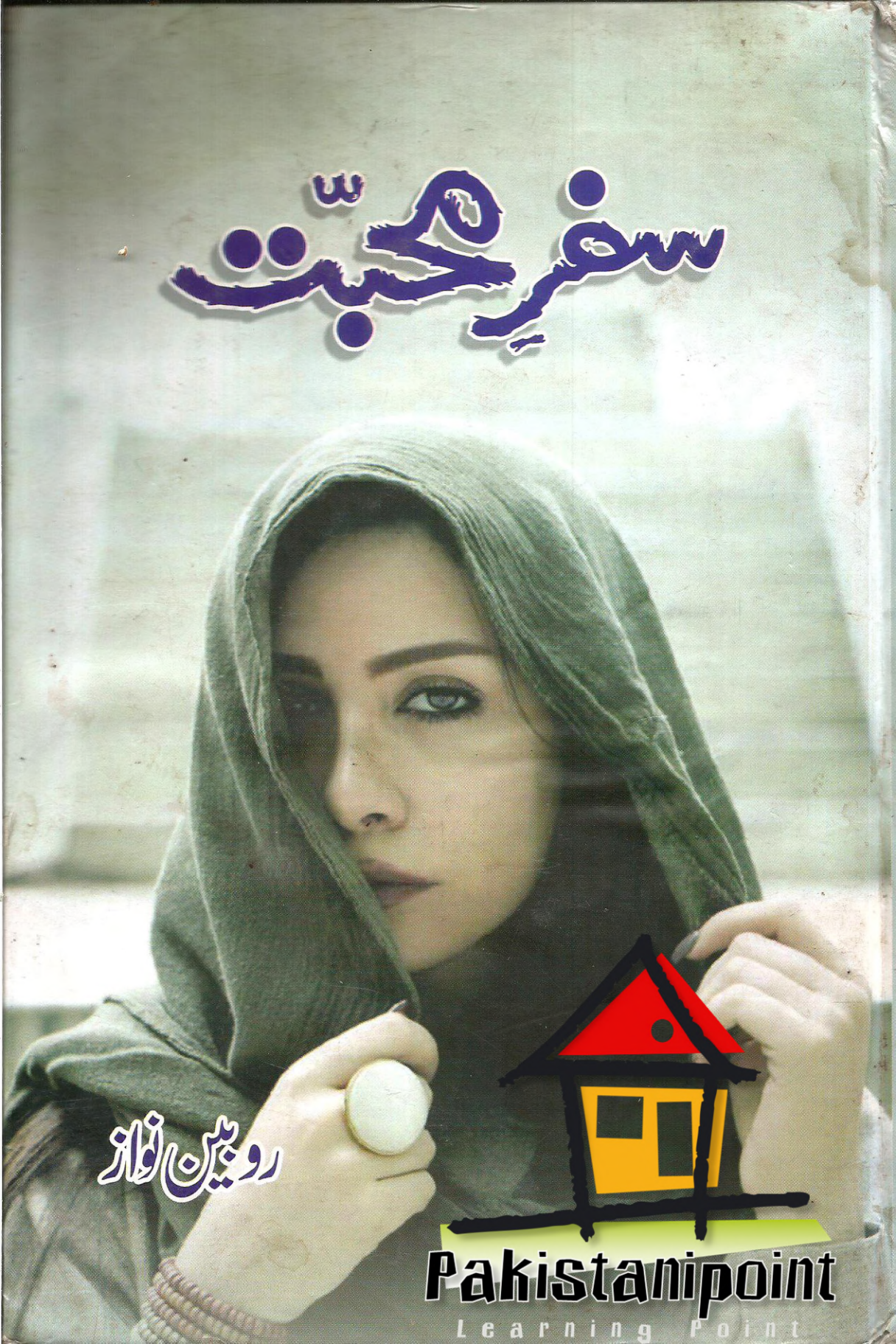

روبین نواز

Pakistanipoint
Learning Point

سفرِ محبت

روبین نواز

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

علم و عرفان پبلشرز
الحمد مارکیٹ، 40-اُردو بازار، لاہور۔
فون: 37352332، 37232336، فیکس: 37223584
www:ilmoirfanpublishers.com
E-mail:ilmoirfanpublishers1@gmail.com

پیش لفظ

''سفرِ محبت'' میرا دوسرا ناول ہے۔ اسے لکھنے کے لیے میں نے بہت محنت کی ہے۔ کیونکہ کسی بھی کام کو کرنے کے لیے بہت ساری محنت اور کوشش چاہئے ہوتی ہے۔ میرے پہلے ناول کا نام ''آپ جہاں ہم وہاں'' ہے۔ لکھنے اور پڑھنے سے انسان کی محنت رائیگاں نہیں ہوتی، بلکہ علم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

''اس ناول میں میری سوچ اور یادیں میرے لیے بہت مقام رکھتی ہیں۔'' مجھے اُمید ہے میرا یہ ناول قارئین کو بہت پسند آئے گا۔

کسی بھی کتاب کو کامیاب بنانے کے لیے جتنی کوشش رائٹر کو کرنی پڑتی ہے۔ اتنی ہی کوشش پبلشر کو بھی کرنی پڑتی ہے۔ پچھلے کچھ عرصہ میں میری کتاب کے حقوق اشاعت حاصل کرنے کے بعد علم و عرفان پبلشرز نے اس ذمہ داری کو میری توقعات سے زیادہ بہتر طور پر ادا کیا ہے۔ میں اُمید کرتی ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد قارئین میری اس رائے سے اتفاق کریں گے۔

شکریہ!

روبین نواز

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سفرِ محبت

تلاش تھی مجھے
میرے راہی کی میرا ہمسفر تھا وہ
بچھڑ گیا سفرِ محبت میں
کیا تھا ایسا کہ! بچھڑتے وقت شور بہت تھا
لیکن میں پھر بھی تنہا کھڑی تھی
اس شور کے بیچ جہاں آج بھی میری تلاش جاری تھی
اور یہ تلاش عمر بھر کا جنون بن کر رہ گیا تھا
اگر کبھی گہرائی تک سوچنے بیٹھ جاتی تو سب کچھ ایک خواب کی مانند لگتا
پھر بھی میں نے اپنا سفر جاری رکھا تھا
اس محبت کے سفر کو چلتا ہوا دیکھ رہی تھی
کیوں کہ!
تلاش تھی مجھے
اس سفرِ محبت کی

PakistaniPoint
www.pakistanipoint.com

آج اسے نو سال کے بعد میں اپنے روبرو دیکھ رہی تھی وہ انسان جسے میں اربوں میں بھی پہچاننے میں ایک پلک جھپکنے کی بھی دیری نہ کرتی کیا وہ بدل گیا تھا یا بس میرے ذہن کا واہمہ تھا یا لمبی مسافت کے بعد اسے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا گئے دنوں کی باتیں میرے ذہن میں رقص کر رہی تھیں۔ میرا دل وہاں ٹھہرنے کو نہیں کر رہا تھا، لیکن مجبوری تھی یہ پارٹی عالمی شعراء کے لیے خاص ترتیب دی گئی تھی۔ دنیا کے مشہور فلم نگار مصنف، شاعروں نے شرکت فرمائی تھی جن میں وہ بھی شامل تھے اور بدقسمتی سے میں بھی، کھانے کے دوران جب بھی میری نظریں اس کے تعاقب کو جاتی تو وہ پہلے سے ہی میری طرف دیکھتا ہوا نظر آتا تو ایک گمان سا ہوتا کہ چلو میں اسے یاد تو ہوں کم از کم بھولی تو نہیں سارا وقت مجھے پرانی بھولی بسری باتیں یاد آتی رہیں۔

احمد صاحب میرے پاس آئے سلوٹی میں کب سے دیکھ رہا ہوں آپ کچھ کھائیں بس کہیں سوئی نظر آ رہی ہیں۔ میں نے ان کی طرف مسکراتے ہوئے کہا کہ ایسی کوئی اب بات نہیں، بس آپ گھر جانا چاہتی ہوں کافی وقت ہو گیا ہے میں تو مشاعرہ ختم ہوتے ہی چلی جاتی لیکن آپ کے والد صاحب کے اسرار پر رک گئی۔

احمد فیصل آباد کے مشہور شاعر رحیم صاحب کا بیٹا تھا جو کہ خود بھی باکمال شاعروں میں شامل ہوتا تھا۔ ہر سال سالانہ مشاعرہ منعقدہ کیا جاتا تھا فیصل آباد جیسے مشہور شہر میں اور اس مشاعرے میں سب سے بڑا ہاتھ رحیم صاحب کا ہوتا تھا وہی اسے منعقد کرتے تھے ہر سال جن میں بڑے بڑے شعراء، کالم نگار اور اس کے علاوہ کالج اور یونیورسٹیوں سے بھی طالب علم یہاں آ کر اپنا ہنر آزماتے تھے۔

عائشہ میرے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے بولی، بھائی میں انہیں کب سے کہہ رہی ہوں کہ کچھ کھا لیں لیکن وہی بات کے یہ پتہ نہیں کہاں کھوئی ہوئی ہیں کب سے۔ عائشہ رحیم، احمد رحیم کی اکلوتی بہن تھی۔ عائشہ ہی کی وجہ سے میں نے تھوڑا بہت کھانا کھا لیا تھا، اس کے صرار پر ورنہ جب سے اسے دیکھا کچھ بھی کھانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔

میں اب گھر جانے کے لیے اٹھ گئی۔ عائشہ سے ملنے کے بعد میں نے سوچا رحیم انکل سے بھی ملتی جاؤں۔ انکل میں انہی کے کہنے پر انہیں انکل کہتی تھی کیونکہ انہوں نے کبھی میرے اور اپنی بیٹی عائشہ کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھا تھا وہ مجھے بھی عائشہ کی طرح اپنی بیٹی ہی سمجھتے تھے۔ انکل رحیم کے پاس جاتے ہوئے احمد بھی میرے ساتھ چلنے لگ گئے۔

آپ اگر کچھ دیر رک جائیں تو کوئی حرج نہیں تھا کونسا آپ نے دور جانا ہے۔

نہیں احمد صاحب میں اب چلتی ہوں کیوں کہ گھر میں آنٹی اور چھوٹی انتظار میں ہوں گے اور مہرال کو تو نیند بھی نہیں آتی میرے بغیر۔ رحیم انکل کچھ دوستوں کے پاس بیٹھے ہوئے مل گئے وہ مجبوریوں میں گھرا ہوا انسان بھی وہیں موجود تھا سگریٹ پینے میں مصروف۔ اوہ تو مطلب سگریٹوں نے جان ابھی بھی نہیں چھوڑی۔

انکل ہمیں دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ آؤ بیٹا، ملو ان سے یہ ہیں اکرم صاحب اور یہ ان کے ساتھ محترم نسیم صاحب ہیں۔ جی انکل میں ان سب سے مل چکی ہوں پہلے بھی۔ پھر میں نے اکرم صاحب کی تعریف میں دو بول بھی ادا کیے کہ وہ بہت اچھا لکھتے ہیں اور وہ الٹا مجھ پر ہی بول بیٹھے کہ بیٹا اب تو ہماری باتیں ختم، اب تو آپ لوگوں کی باری ہے۔ نئے نئے شاعر نئے نئے ذوق کے لوگوں کی۔ میں ان کی بات سن کر مسکرانے لگ گئی کہ سر آپ ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں کیا اگر نئے شاعر پیدا ہو جائیں تو پرانے بھول تھوڑی جاتے ہیں۔ بلکہ ہم تو آپ لوگوں کی جگہ کبھی بھی نہیں لے سکتے، وہ مسکراتے ہوئے پھر کھانے میں مصروف ہو گئے اور سب سے آخر پر رحیم انکل نے اس بے [illegible] محترم شخص کا تعارف کروایا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سلویٰ ان سے ملیے یہ ہیں احسن، یہ پچھلے پانچ سال سے انگلینڈ میں تھے لیکن وہاں جا کر بھی انہوں نے اپنے لکھنے والے کام کو برقرار رکھا اسی سال ان کی شاعری کی ایک کتاب بھی شائع ہوئی ہے "تم میرے ساتھ" اور بھی بہت ساری ان کی کتابیں ہیں آپ نے پڑھی تو ہوں گی۔ میں نے جان بوجھ کر جھوٹ بول دیا نہیں انکل ان کا تعارف ہی میں آج پہلی دفعہ سن رہی ہوں۔ میں نے اتنا بول کر احسن کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے پتہ نہیں اب یہ کس چیز کے انگارے تھے۔ میری ایسی بات سن کر یا پھر کوئی اور وجہ تھی۔ بہر حال میں اتنا سوچنا نہیں چاہ رہی تھی اس متعلق۔

میں نے انکل سے اجازت لی تو وہ کہنے لگے، احمد بیٹا سلویٰ کو چھوڑ آؤ۔ میں نے انکار کر دیا کہ انکل مجھے ڈرائیور لینے آیا ہوا ہے گھر سے میں اسی کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ میں وہاں سے نکل آئی میرے پیچھے کوئی اور بھی جانے کے لیے اٹھ گیا تھا اجازت مانگ رہا تھا وہ بھی رحیم انکل سے اور وہ اصرار کر رہے تھے احسن آپ تو رک جائیں تھوڑی دیر اور لیکن اگلے شخص نے کیا کہا وہ میرے کانوں تک نہ پہنچ سکا کیوں کہ میں دور آ گئی تھی گاڑی کے پاس۔

مجھے لکھنے کا شوق کافی عرصے سے تھا اور کسی حد تک لکھتی بھی اچھا تھی میں، میرا ذوق بھی کمال کا تھا۔ یہ صرف میرا اپنا کہنا نہیں تھا بلکہ کالج سے لیکر یونیورسٹی تک میں نے کتنے مشاعروں میں حصہ لیا تھا اور تب ٹیچرز بھی میرے کہے ہوئے شعروں کی تعریف کرتے۔ میں نے اس شاعری کے کتنے انعام بھی جیتے ہوئے تھے۔

میرے بڑے بھائی رحمٰن کو بھی شاعری اور اردو ناول پڑھنے کا بڑا شوق تھا اور وہ بھی کافی ادبی کتابیں گھر لاتے رہتے اور اسی بہانے میرا بھی داؤ لگا رہتا تھا پڑھنے کا۔ ایک دن فیس بک پر مرزا غالب کے نام والے گروپ میں مَیں شاعری پڑھ رہی تھی کہ وہاں ایک رضوان نامی کسی بندے نے ان کی بہت پیاری غزل پوسٹ کی ہوئی تھی۔ میں نے ان کی پوسٹ کی ہوئی غزل کو پڑھ کر بہت ساری ان کے ذوق کو داد دی۔ سر ایک ایک شعر کمال کا بہت عمدہ ذوق سخن ہے آپ کا۔ آگے سے ان کا جواب مجھے برآمد ہوا۔ سلویٰ بچے میں آپ کے ذوق کی بھی تعریف کروں گا ضرور میں نے آپ کی بھی پوسٹ پڑھی ہیں۔ کتنی دفعہ آپ بھی بہت اچھے ذوق کی مالک ہیں۔

وہ باتیں بڑی اچھی کرتے تھے ایسے ہی روز میں ان کی پوسٹ پر تعریف کرتی اور انہیں بہت ساری داد دیتی ان کی کری ہوئی غزلوں کی وہ بہت اچھے اور مذہبی انسان تھے۔ جب مجھے بیٹا کہہ کر یا سلویٰ بچے کہہ کر مخاطب کرتے تو ان کے اندر مجھے رحمٰن بھائی کا عکس نظر آتا۔ اب تو ان سے تھوڑی بہت جان پہچان بھی ہو گئی تھی۔ انہوں نے مجھے اپنے بیٹے اور بیٹی کی تصویریں بھی دکھائیں۔ ماشاء اللہ بہت پیارے بچے ہیں آپ کے رضوان بھائی۔ ایسے ہی وہ میری پڑھائی کا پوچھنے کے بعد گھر والوں کا پوچھنے لگے میں نے جوں ہی بابا کا نام لیا محمد افضال تو

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

آگے سے انہوں نے خود ہی بتا دیا محمد افضال وہ مارکیٹ والے افضال میرا کہنے کا مطلب ہے افضال اینڈ سنز مارکیٹ کے مالک۔ میں نے فوراً بولا جی بھائی وہی تو آگے سے بولے سلویٰ بچے تو اپنی لڑکی نکل آئی مطلب تم نے مجھے سچ میں نہیں پہچانا؟ نہیں بھائی مجھے نہیں یاد آ رہا آپ کا۔

میں رحمٰن تمہارے بھائی کا کلاس فیلو اور آپ کے انکل لطیف کا بیٹا رضوان ہوں۔ پھر مجھے تھوڑا تھوڑا ذہن میں آیا وہ پچھلے کافی برس سے سعودی عرب مقیم ہو چکے تھے تو ان سے رابطہ بابا اور بھائی کا تو ہوگا ہی فون تک لیکن وہ جب سے گئے پاکستان نہیں آئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ پاکستان نہیں آئے تو کہنے لگے کہ ہم دس دن ہو گئے پاکستان آئے ہوئے ہیں۔ بس آپ کے ہاں چکر نہیں لگ پا رہا میں نے آگے سے انہیں بولا کہ بس پھر آپ دیکھئے گا کہ اسی اتوار آپ سب ہمارے گھر آئیں گے لازمی اپنا کوئی نمبر مجھے بھیج دیں یا پھر بابا کو میں بولوں گی آپ کو فون کر کے بس اتوار کو گھر پر آنے کا بولے فاطمہ اور ارسل کو بھی ضرور لائیے گا اور بھابی کو بھی انہیں بھی دیکھے ہوئے مدتیں ہو گئی ہیں۔ امی کی آواز آئی تو میں بھائی کو خدا حافظ کہہ کر امی کی بات سننے کے لیے کچن کی طرف چلی گئی۔

جوں ہی وہ وہاں سے اجازت لے کر گاڑی کی طرف بڑھی پتہ نہیں کیوں میرا دل بھی اس کے پیچھے بھاگنے کو کیا لیکن میں کس منہ سے اس کے پیچھے جاتا، کس حق سے اس کا تعاقب کرتا کس رشتے سے میں اسے آواز دیتا، میں تو اسے چھوڑ چکا تھا۔ پچھلے بارہ برس سے میں اسے ٹھوکر مار کر جا چکا تھا اپنے گھر والوں کے آگے بے بس اور لاچار بن کر میں نے اپنی محبت کو رد کیا تھا۔

انتہاء کی محبت کرتی تھی مجھے پتہ نہیں کیوں میں ماضی کی دنیا میں کھو گیا لیکن پھر بھی میں نے گاڑی اس کی گاڑی کے پیچھے لگا دی دل میں تجسس تھا کہ وہ کہاں رہتی ہے، اس کی شادی کہاں ہوئی ہے، آج سے پانچ سال پہلے جب میں انگلینڈ میں تھا تو رضوان کے ذریعے مجھے سلویٰ کے ماں باپ کے فوت ہونے کی خبر ملی تھی جب سے پاکستان آیا تھا اور پاکستان سے جانے سے پہلے بھی اس کے پرانے گھر گیا تو خبر ملی کہ وہ گھر وہ لوگ بیچ کر کہیں اور چلے گئے۔ کتنی کوششیں کیں لیکن کوئی خبر نہیں ملی وہ لوگ کدھر چلے گئے تھے۔ گاڑی میری اس کی گاڑی کا پیچھا کرتے ہوئے کافی دور آ گئی تھی۔ ہم بٹالہ کالونی کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ میں نے گاڑی ذرا فاصلے پر ہی رکھی کہ اسے شک نہ ہو سکے کہ کوئی پچھلے تیس منٹ سے اس کی گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ گاڑی سے نیچے اتری اور دو گھر چھوڑ کر وہ تیسرے گھر کے اندر داخل ہو گئی تھی۔ اس کے اندر جانے کے بعد ڈرائیور بھی گاڑی اندر کرنے لگا تو میں نے اس کے گھر کے آگے جا کر گاڑی کو موڑا اور کتنی دیر کھڑے ہو کر اس کے عالیشان گھر کو دیکھنے لگ گیا اور ایک کمرے کی لائیٹ جلی تھی اور کمرے میں لگے ہوئے پردے صاف نمایاں ہونے لگ گئے۔ میرے دل سے آواز آئی کہ یقیناً یہ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کمرہ اسی کا ہوگا۔ کالونی کا چوکیدار میری گاڑی کے پاس آ کر مجھے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگ گیا۔ صاحب جی کوئی کام ہے آپ کو۔ میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی چلا دی، وہ مجھے عجیب نظروں سے گھورتا رہا جاتے ہوئے۔

آج بابا جان نے صبح ہی اطلاع دے دی تھی کہ بھائی رضوان لوگ آئیں گے اور رات کا کھانا وہ ہمارے ساتھ ہی کھائیں گے۔ میں نے سنا تو بہت خوشی ہوئی۔ کتنی دیر بعد بھابی کو دیکھوں گی پتہ نہیں کیسی لگتی ہوں گی اب اور ایمان ارسل بھی تو کتنے پیارے تھے دونوں۔ خالہ بی نے آ کر مجھے بتایا تو میں نے پہلے ہی انہیں فوراً بولا کہ خالہ بی میں نے بابا کی بات سن لی ہے اچھا اٹھ جاؤ ناشتہ کر لو پھر مجھے بتا دو رات کے لیے کیا بنانا ہے کھانے میں۔ جی خالہ بی آپ چلیں میں آتی ہو۔ اور نسرین کدھر ہے ابھی تک آئی نہیں۔

بیٹا وہ آئی ہوئی ہے رفعت بیگم کا کمرہ صاف کر رہی ہے وہ کہہ کر کمرے سے چلی گئیں۔ میں فریش ہو کر سیدھے امی کے کمرے میں گئی وہ نسرین سے کمرے کی صفائی کروا رہی تھیں۔ میں نے امی کو سلام کیا اس سے پہلے وہ بھی خالہ بی کی طرح مہمانوں کے آنے کی خبر دیتیں میں نے خود ہی بول دیا امی مجھے پتہ چل گیا، آپ بس یہ بتائیں کیا بنایا جائے ان لوگوں کے لیے اور لطیف انکل بھی آ رہے ہیں ساتھ کہ نہیں۔

ہاں بیٹا سب آ رہے ہیں۔ تم خالہ بی کے ساتھ کچن میں جا کر رات کے کھانے کا بندوبست کرو اور ناشتہ بھی کر لو وقت سے کچھ کھاتی نہیں تم، دن کے بارہ بج گئے اور ابھی تک تم نے ناشتہ کرنا ہے۔ پتہ نہیں آگے جا کر کیا کرو گی تم، میری تو ہر وقت یہی دعا ہوتی کہ ماں باپ کے گھر والا سکھ چین میری جان کو سسرال میں بھی جا کر ملے۔ امی کا ہمیشہ والا لیکچر شروع ہو گیا تھا۔ میرا وہاں سے کھسک جانا ہی بہتر تھا۔ میں نے بات ٹالنے کے لیے نسرین کو بولا امی کا کمرہ صاف کرنے کے بعد میرا بھی کر دینا۔ میں نسرین کو کہہ کر کچن کی طرف بڑھ گئی رات کے کھانے کی تیاری کے لیے۔

فاطمہ اور ارسل دونوں بہت پیارے بچے تھے مجھ سے اتنی جلدی مانوس ہو گئے تھے کہ پورے گھر میں پھوپھو سلوی ایسے پھوپھو سلوی یہ کام وہ کام کر دیں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ عنبر بھابی انہیں بار بار ڈانٹتی کہ کیوں تنگ کر رہے ہو سلوی کو تو وہ آگے سے کہتے ماما ہماری پھوپھو ہیں تو کیا ہے اور انہیں ہم تنگ تو نہیں کر رہے بس باتیں کر رہے ہیں ان سے۔ تو میں ہنس کر ٹال دیتی کہ بھابی بچے ہیں کھیلنے دیں انہیں کوئی بات نہیں رحمٰن بھائی کے بچوں کی طرح یہ بھی مجھے بڑے پیارے ہیں۔ میں نے چھوٹے سے ارسل کے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا کھانے کے بعد خالہ بی چائے بنا کر لے آئی تھیں۔ انکل لطیف خالہ بی سے ان کا حال احوال پوچھنے لگ گئے کہ ان کے بچوں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

نے ان کی کوئی خبر لی کہ نہیں تو وہ افسوس سے انکل کو دیکھتے ہوئے بولی کہ نہیں۔ خالہ بی پندرہ سال سے ہمارے پاس تھیں، ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کے بیٹوں نے اپنی بیویوں کے چکر میں آ کر انہیں گھر سے نکال دیا تھا یہ لطیف انکل کی کوئی دور کی رشتہ دار تھیں ان دنوں انکل لوگ سعودی عرب میں رہائش پذیر ہو گئے تھے اور یہ تب سے ہمارے پاس ہی رہتی تھیں۔ انکل انہیں ہمارے گھر چھوڑ گئے تھے اور تب سے خالہ بی ہمارے پاس تھیں ان کے بیٹوں نے اپنی ماں کی آج تک کوئی خبر تک نہیں لی تھی۔ کچن کا کام خالہ بی سنبھالتی تھیں اور یہ کام انہوں نے خود اپنے سر لیا تھا۔ کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ وہ ایسے کوئی کام کئے بنا نہیں رہیں گی اگر ہم نے ایسا نہ کرنے دیا تو وہ اسی اولڈ ہوم میں چلی جائیں گی۔ اس لیے امی نے پھر انہیں ہاں کہہ دی کہ وہ کھانا بنانے کی ذمہ داری لے لیں۔ خالہ بی کھانا پیچ میں بہت لذیذ اور خستہ بناتی تھیں میں نے رضوان بھائی کو اپنی لکھی ہوئی شاعری کی ڈائری دکھائی اور انہوں نے میری تمام شاعری کی بہت تعریف کی اور بولے پھر کب تک شائع کروا رہی ہو تو میں نے کہا بھائی مجھے کوئی اندازہ نہیں اس چیز کا کہ کتابیں کیسے شائع کرواتے ہیں اور ویسے بھی میں ابھی اس قابل کب ہوں۔ میری شاعری ابھی اتنی بھی اچھی نہیں کہ کوئی بڑا شاعر پڑھ کر تعریف کر سکے۔ میری لکھی ہوئی شاعری کی رضوان بھائی نے میری تین، چار غزلوں کی تصویریں موبائل میں کھینچ لیں اور بولے چلو دیکھتے ہیں کیسے نہیں کوئی تعریف کرتا۔

پھر ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد رضوان بھائی بولے، وہ رحیم صاحب نہیں وہ جو شاعر ہیں۔ میں فوراً بولی جی بھائی میں نے انہیں پڑھا ہے کتنی دفعہ وہ میری یونیورسٹی بھی آئے تھے سالانہ مشاعرہ میں وہاں میں نے ایک اپنی غزل پڑھی تھی انہوں نے باقاعدہ میرے پاس آ کر میری غزل کی تعریف کی تھی تو بھائی بولے بس تو پھر کوئی پریشانی کی بات ہی نہیں۔ دیکھنا اب کیسے تم ادبی دنیا میں اپنا ایک مقام بناتی ہو۔ ایک اور شاعر ہیں میری فیس بک کی آئی ڈی میں، احسن نام ہے اس لڑکے کا تمہارا ہی ہم عمر ہوگا۔ ادھر فیصل آباد کے ساتھ ایک گاؤں ہے ادھر کا ہے، وہ بھی کمال کا شاعر بن رہا ہے۔ رحیم صاحب اس بچے کی بھی بڑی تعریف کرتے ہیں کہ احسن اچھا لکھتا ہے۔

چلو باقی رہی بات میری بہن کی تو انشاء اللہ مستقبل کی شاعرہ تو تم بھی ہو گی دیکھ لینا یہ میری دعا ہے۔ رضوان بھائی نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی۔ میں مسکرانے لگ گئی اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آنیوالے دنوں میں جیسے سچ میں میری شاعری بھی مشہور ہو جائے گی کتنی خواہش تھی میری شاعرہ بننے کی، لکھنے کی لفظوں کو اچھے سے اچھا بنانے کی بس اللہ کرے میرے دل کی تمنا پوری ہو جائے بلکہ تمنائیں پوری ہو جائیں تو زندگی مکمل لگنے لگ جاتی ہے مجھے اپنی ایک نظم کی لکھی ہوئی لائن یاد آ گئی۔

تمنائیں پوری ہو جائیں تو
زندگی مکمل ہو جاتی ہے پھر اس سے خوبصورت چیز
کوئی نظر نہیں آتی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

رحمٰن بھائی، بھابی اور ان کے بچے اور دادا ابو عمرہ کرنے گئے ہوئے تھے اور بھائی بھابی لوگوں کا بھی پروگرام عمرہ سے سیدھا پاکستان آنے کا تھا دادا ابو کے ساتھ اور آج ہی رات کو ان کی واپسی تھی عالیان، اور شایان بہت خوش تھے کہ ہم پھوپھو کے پاس پاکستان جا رہے ہیں گھر میں قریبی رشتہ دار آج ہی ملنے آ گئے تھے مجھے بہت الجھن ہو رہی تھی۔ پھوپھو اور آنٹی لوگوں کی تو خیر تھی لیکن باقی جو مہمان امی لوگوں کے ان سے مجھے سخت قسم کی چڑ تھی جب بھی وہ گھر میں آتے تھے غصہ ہی چڑھتا رہتا تھا۔

امی اور خالہ بی سے پھر ڈانٹ بھی بہت پڑتی کہ مہمانوں کے لیے ایسا نہیں کہتے مہمان اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔ پھر میں بھی آگے سے بولتی امی آپ کے مہمان تو روز ہی آتے رہتے ہیں اپنے گھروں میں ٹک کر بیٹھ نہیں سکتے امی اور ابو ائیر پورٹ کے لیے نکل گئے ہوئے تھے۔ اسلام آباد سے ان کی فلائیٹ تھی اس لیے جلدی گھر سے نکل گئے تھے کیوں کہ کافی ٹائم لگتا تھا فیصل آباد سے اسلام آباد کے لیے۔ گھر میں خالہ بی، میں اور مہرال نے مہمانوں کو سنبھالنے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا۔ مجھے بڑا غصہ آتا تھا جب گھر میں گند ڈالتے تھے بچے اور جو مہمان آئے ہوئے تھے میں اب انہیں کیا کہوں بچے تھے۔ لیکن بچوں کو بھی سمجھایا ہو تو وہ کبھی ایسا نہیں کرتے اللہ معافی دے۔

بار بار گھر سے باہر جاتے کسی نے پاپڑ پکڑے ہوتے کوئی املی کھا رہا تھا کوئی چیونگم چبا کر فرش پر ہی پھینک رہا تھا مجھے رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا سب پر خالہ بی بس مجھے روک رہی تھیں کچھ بھی نہ کہنے کے لیے ورنہ میرا بس نہیں چل رہا تھا لگاؤں ایک ایک تھپڑ سب کو۔ مہرال کی بھی عادتیں میرے جیسی تھیں تقریباً اسے بھی غصہ آ رہا تھا۔ دیکھ دیکھ کر وہ بھی کہتی آپی میرا دل ہے ایک دفعہ کلاس لوں ان بچوں کی ہم دونوں خالہ بی سے نظریں چرا کر کچن سے باہر لاؤنج کی طرف چلی گئیں بھلا دیکھیں تو سہی بچوں کی مائیں بھی بچوں کو کچھ نہیں کہہ رہی تھیں بلکہ خوش ہو رہی تھیں کہ ہمارے بچے اتنے اچھے کارنامے کر رہے ہیں۔ ہم جب لاؤنج میں پہنچیں ہر طرف پاپڑ، ٹافیاں اور پتہ نہیں کس کس چیز کے کاغذ بکھرے پڑے تھے دیکھ کر میرا غصہ تو ساتویں آسمان کو چھونے لگ گیا، میں بول پڑی باجی آپ لوگ اپنے بچوں کو سمجھا کیوں نہیں رہیں بیٹھ کر گپوں میں مصروف ہیں۔ بندہ سمجھاتا تو ہے ناں بچوں کو دیکھیں حال بحال کیا ہوا پورے گھر کا پھوپھو مجھے چپ ہی کرواتی رہیں کہ سلوی بیٹا کوئی بات نہیں بچے ہیں میں نے پھوپھو کو بھی چپ کروا دیا کہ بچوں کو سمجھایا جائے تو وہ ایسی حرکت کبھی نہیں کرتے سارے بچے مجھے دیکھ کر آرام سے بیٹھ چکے تھے اپنی اپنی ماؤں کے پاس میں نے سب بچوں کی طرف دیکھ کر انہیں بولا اب کوئی بچہ اٹھ کر باہر گیا یا کسی نے کوئی کاغذ نیچے پھینکا تو میں نے اسے اس کمرے میں بند کر دینا ہے۔ بچے سہم کر بیٹھ گئے مہرال نے پورے لاؤنج میں بکھرے کاغذ سمیٹے میں کچن میں چلی گئی غصے سے بھری ہوئی میرے پیچھے سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ سب کو غصہ آیا ہو گا آتا

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہے تو آئے لیکن بندہ روکتا تو سہی ناں بچوں کو انہیں جب تک پیار سے بھی سمجھ نہیں آئی تو پھر ظاہر ہے سخت لہجے سے سمجھانا پڑے گا۔

دادا ابو لوگ گھر پہنچ آئے تھے خیریت سے باقی سب مہمان چلے گئے تھے مل کر پھوپھو اور آنٹی لوگ ادھر ہی تھے۔ میں کتنی دیر دادا ابو کے پاس بیٹھی رہی انہیں مجھ سے بڑا پیار تھا۔ رحمٰن بھائی سے بھی بڑا پیار کرتے تھے لیکن میں تو ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے رہی تھی جبکہ بھائی اپنی نوکری کے سلسلے کی وجہ سے ملک سے باہر ہی تھے وہ دس سال سے امریکہ میں ہی تھے۔ شادی کے بعد بھابی اور بچے بھی پھر ان کے ساتھ ہی تھے۔

چھٹیوں میں ہی پاکستان کا چکر لگتا تھا میں اور بھائی ہی بابا اور دادا ابو کی کل کائنات تھے اور اب تو ماشاء اللہ عالیان اور شایان بھی ہمارے گھر کی رونق تھے بڑا پیار کرتے تھے دونوں مجھ سے جب سے آئے تھے دونوں پھوپھو، پھوپھو کہتے ہوئے میرے آگے پیچھے گھوم رہے تھے۔ دونوں کو نیند آئی ہوئی تھی تھک گئے تھے سفر کی وجہ سے میں نے دونوں کو بھیجا چلو مہرال پھوپھو آپ دونوں کو سلا دیتی ہے میں سب کو چائے بنا کر دے کر آتی ہوں۔ مہرال سے بھی دونوں بڑا لگاؤ رکھتے تھے اس لیے آرام سے اس کے ساتھ چلے گئے دونوں۔ میں خالہ بی کے ساتھ کچن میں کام کرتے ہوئے سوچنے لگ گئی مہرال میری سگی خالہ زاد تھی میری طرح وہ بھی اکلوتی تھی مجھے تقریباً سب کزنوں میں مہرال سے زیادہ لگاؤ اور محبت تھی مہرال ابھی نویں کلاس کی طالبہ تھی بہت ذہین تھی اپنی عمر سے بڑھ کر وہ خود سمجھدار تھی خالہ کا بیٹا بھی وہی تھی اور ان کی بیٹی بھی وہ بہت چھوٹی تھی جب خالو اس دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ اس نے تو اپنے باپ کا چہرہ بھی صرف تصویروں میں ہی دیکھ رکھا تھا میں نے کتنی دفعہ خالہ کو بولا تھا کہ وہ ہمارے پاس آ کر رہ لیں مہرال ادھر بھی کسی اچھے سکول میں پڑھ سکتی ہے لیکن خالہ میری اس بات پر ہر دفعہ انکار کر دیتی تھیں اور میرے پاس چپ کے سوا کچھ نہ رہتا پھر۔

رحمٰن بھائی اور دادا ابو کو ملنے آج رضوان بھائی اپنی فیملی کے ساتھ ہمارے گھر آ رہے تھے جس دن بھی رضوان بھائی نے گھر آنا ہوتا اس دن میرے لیے عید کا دن ہوتا تھا ایک وہی تھے جو میرے اندر کے شاعرہ پن کو سمجھ پاتے تھے۔ ادبی گفتگو ان کے ساتھ بہت اچھی ہوتی تھی میری۔ رحمٰن بھائی کے تو بچپن کے دوست تھے رضوان بھائی اور کافی مدت کے بعد دونوں ملنے والے تھے بار بار کچن میں آتے کے کھانے پینے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے میرا بچپن کا بیلی یار، سجن آ رہا ہے اور ان کے ساتھ کوئی اور بھی مہمان ہیں کوئی شاعر صاحب ہیں۔ میں تو خوشی کے مارے چیخ اٹھی ہائے اللہ بھائی کونسے شاعر ہیں نام تو پوچھنا تھا رضوان بھائی سے پتہ نہیں کیا نام بتا رہا تھا میں تو بھول گیا ہاں لیکن وہ کہہ رہا تھا کہ تمہیں پتہ ہے ان کا نوجوان شاعر ہیں کوئی میرے ذہن میں سرخ بتی کا سگنل

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

بلا نہیں احسن صاحب تو نہیں آ رہے رضوان بھائی کے ساتھ تو بھائی فوراً بولے ہاں یہی نام لیا تھا رضوان نے۔ بھابی کھانے بنانے میں مصروف تھیں انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی ہماری ان باتوں سے وہ شروع سے ہی بہت چڑتی تھیں شعر و شاعری کے نام سے۔ بھائی کچن سے چلے گئے تھے میں وہیں کھڑی سوچتی رہی احسن صاحب جن کا ذکر بھائی نے کیا تھا ان کی پہلی کتاب شائع ہو چکی تھی جس کا نام انہوں نے ''پھولوں کا تحفہ'' رکھا تھا۔ کل بھابی کے ساتھ مارکیٹ گئی تھی اس کتاب کا پتہ کیا تھا میں نے لیکن مارکیٹ میں شاید ابھی نہیں آئی تھی، بھابی نے مجھے آواز دی سلوی کہاں گم ہو، چائے پی لو میں اور بھابی کچن میں بیٹھ کر ہی چائے پینے میں مصروف تھیں کہ خالہ بی نے آ کر پیغام دیا مہمان آ گئے ہیں۔

میں نے فوراً پوچھا خالہ بی کون کون آیا ہے تو بتانے لگیں رضوان بیٹا ہے، ساتھ ان کی بیگم بچے ان کے والد صاحب اور ایک اور نوجوان سا پیارا سا کوئی لڑکا ہے ساتھ میں۔ خالہ بی کا چہرہ دیکھ کر مسکرانے لگ گئی بھابی اور میں انہیں ملنے کے لیے باہر چلی گئیں سب کو سلام کر کے آخر میں ہمیشہ کی طرح عنبر بھابی کی تعریف کی کہ وہ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ عالیان اور شایان دونوں کو اپنے ہم عمر ساتھی مل گئے تھے۔ کھیلنے کے لیے وہ دونوں رضوان بھائی کے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے باہر لان میں بھابی لوگ سب باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ تب بھائی ڈرائینگ روم سے نکلے کہ کھانا لگا دو ٹیبل پر رضوان بھائی بڑے کھلے مزاج کے بندے تھے۔

انہوں نے ہی بھائی کو بولا کہ پانی، بوتل وغیرہ کا تکلف نہ کرو تم ڈائریکٹ کھانا لگواؤ ٹیبل پر۔ میں اور مہرال نے مل کر خالہ بی کے ساتھ کھانا ٹیبل پر لگا دیا تھا سب کھانے میں مگن تھے میں کچن میں آ کر بیٹھ گئی پتہ نہیں کیوں دل چھپ جانے کو کر رہا تھا عجیب کیفیت تھی مسلسل ایک ہی سوچ ذہن میں گھوم رہی تھی اس کے دیکھنے کا انداز ہی اسی طرح کا تھا یا میری نظر کا قصور تھا۔ میں بچوں کو باہر لان سے بلانے کے لیے باہر کی طرف نکل رہی تھی دروازہ کھولتے ہی سیدھا اس انسان کے ساتھ ٹکرائی ہلکی ہلکی ڈاڑھی، مونچھیں پیشانی پر آئے ہوئے پیارے پیارے بال آنکھوں میں میٹھی سی خاموشی لیے وہ میرے سامنے کھڑا مجھے ہی دیکھ رہا تھا میں معذرت کرنے کے لیے ابھی منہ سے کچھ بولنے لگی تھی کہ وہ مجھ سے پہلے بول پڑا کوئی بات نہیں محترمہ اتنا کہہ کر وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ میں پیچھے مڑ کر اس عجیب سے اجنبی انسان کو دیکھتی رہی۔

عالیان بھاگتا ہوا میرے پاس آیا اور مجھے پکڑ کر لان کی طرف کھینچ کر لے گیا۔

وہ بولتے جا رہا تھا کہ پھوپھو آپ بھی ہمارے ساتھ کھیلیں۔ وہ احسن بھائی اتنے اچھے ہیں ہمارے ساتھ کھیل رہے تھے میں عالیان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائی اور بولی۔ پہلے چلو سب اندر کھانا کھاتے ہیں پھر بعد میں سب مل کر کھیلیں گے۔ بچے فوراً میری بات کو مان گئے تھے۔ ان کے ہاتھ صاف کروا کے انہیں اپنے ہمراہ کھانے کی ٹیبل پر لے گئی جہاں سب بیٹھ کر کھانے میں مصروف تھے۔ رضوان بھائی مجھے دیکھتے ہی بولے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

آؤ سلویٰ کہاں غائب تھی تم تمہارے گھر اتنے بڑے شاعر آئے ہوئے ہیں۔ تمہیں تو خوش ہو کر خوش آمدید کرنی چاہئے تھی احسن کی۔

میں نے نظریں گھما کر احسن کی طرف دیکھا جو دنیا جہاں سے بیگانہ ہو کر چاول کھانے میں مصروف پایا گیا۔ وہ ایسے کھانا کھانے میں مصروف تھا جیسے اس کا نہیں کسی اور احسن کا ذکر ہو رہا ہو۔

رضوان بھائی نے احسن کو پکارا۔ کیوں بھائی کہاں کھوئے ہوئے ہو، ان سے ملو یہ ہے سلویٰ اقبال میری چھوٹی بہن۔ میرے بیلی یار میرے بچپن کے دوست رحمٰن کی چھوٹی بہن۔ میں نے مسکراتے ہوئے رضوان بھائی کو بولا، آپ کو تو تعارف بھی اچھے سے کروانا نہیں آتا۔ وہ پھر احسن کے ساتھ باتیں کرنا شروع ہو گئے۔ احسن میں نے سلویٰ کی کچھ لکھی ہوئی غزلیں تمہیں بھیجی تھیں ناں تم نے پسند بھی بہت کی تھیں یہ وہی والی سلویٰ ہے۔ بھائی پیچھے سے میری تعریف میں پتہ نہیں کیا کیا بولے جا رہے تھے۔ میں اٹھ کر کچن میں آ گئی چائے بنانے کے لیے لیکن خالہ بی نے پہلے سے ہی چائے کا پانی چولہے پر چڑھا رکھا تھا۔ میں نے خالہ بی کو بولا مہرال کے ہاتھ چائے بھیج دینا آپ مہمانوں کو میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ میرے سر میں اچانک ہی درد شروع ہو گیا ہے۔ میرا چائے کا کپ میرے کمرے میں پہنچا دینا آپ اور کوئی مجھے ڈسٹرب نہ کرنے آئے میں اتنا کہہ کر کمرے کی طرف چل دی۔

کمرے میں بھی پہنچ کر مجھے اس عجیب سے شخص کی شکل بھول نہیں رہی تھی ہے کیا تھا وہ؟ عجیب سا اسے تو ہنسنا تو دور کی بات اسے تو مسکرانا بھی شاید ڈھنگ سے نہیں آتا ہوگا۔ اس کا خیال میرے دماغ کے ہر کونے میں رقص کر رہا تھا۔ اتنا برا بھی نہیں تھا کم بولتا تھا، کم مسکراتا تھا۔ اس کے چہرے پر یہ دونوں حرکتیں بری نہیں لگتی تھیں۔

میرے اندر سے کوئی بولا کہ کیوں سلویٰ تم اس کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی ہو، تم خوامخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال رہی ہو اتنا سوچ سوچ کر اس اجنبی کے لیے۔ دروازے پر دستک ہوئی، مہرال چائے لے کر اندر داخل ہوئی۔ آپی یہ لیں اپنا چائے کا کپ پکڑیں میں جا رہی ہوں۔ وہ بھائی لوگ واپس جا رہے ہیں اور میری تو احسن بھائی سے کافی واقفیت ہو گئی ہے اس لیے میں تو باہر گیٹ تک انہیں چھوڑنے جاؤں گی۔ آپ بھی چلیں آپی؟

نہیں مہرال تم جاؤ۔ میرا اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ سو گئیں ہیں آپی۔ مہرال اثبات میں سر ہلا کر باہر نکل گئی۔ میں چائے کا کپ اٹھائے باہر لان میں کھلنے والی کھڑکی کی طرف گئی جہاں باہر کا منظر اچھے سے نظر آتا تھا۔ رضوان بھائی دادا ابو سے گلے مل رہے تھے الوداعی کلام کے ساتھ۔ عنبر بھابی ماریہ بھابی کے ساتھ مگن تھیں۔ میں نے ادھر اُدھر نظریں گھمائیں لیکن وہ کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ کنجی آنکھوں والا باگڑ بلا اس کی سوچ ذہن میں لے کر میں کھڑکی سے ہٹنے لگی تو وہ میری گلاب کے پھولوں والی کیاریوں کے پاس کھڑا کسی سے فون پر باتیں کرنے میں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

مصروف تھا۔ دھیان اس کا میری طرف تھا میں فوراً کھڑکی کے آگے پردے سرکا کر ادھر ہوگئی اور اپنے اوپر مجھے بہت غصہ آیا کہ وہ پتہ نہیں کب کا کھڑا میری کھڑکی کی طرف ہی دیکھ رہا ہوگا اور اس نے یہ بات بھی نوٹ کر لی ہوگی کہ میں سب کو دیکھ کر نظریں اِدھر اُدھر کس کی تلاش میں گھما رہی تھی۔

اف خدایا وہ باگڑ بلا کیا سوچتا ہوگا میرے بارے۔ لاؤنج میں سب کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں مطلب وہ لوگ چلے گئے اسی لیے سب اندر آ گئے تھے میں بھی خالی کپ اٹھا کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

آج کتنے برسوں بعد سلویٰ کو دیکھا تھا میں نے حالانکہ میرا اس مشاعرے میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن میرا دل نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں چلا گیا۔

شاید آج برسوں بعد سلویٰ کو دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ لیکن کس حیثیت سے؟ میں کیوں اس کی چاہ کر رہا تھا۔ میرا دل کیوں اس سے بات کرنے کو مجبور کر رہا تھا کیوں آخر کیوں؟ کسی بچے کی طرح ضد کر رہا تھا۔ دل اس سے ملنے کو اسے تو مجھ سے نفرت ہو چکی ہوگی بلکہ میں تو نفرت کے قابل بھی نہیں تھا۔ اللہ مجھے کوئی راستہ دکھا کیوں دل اسے سوچنے پر مجبور ہے جو اَب کسی اور کی امانت ہے۔ دس سال ایک عرصہ ہوتا ہے۔ وہ اب بھی ویسی کی ویسی خوبصورت ہے۔ میں نے کیسے اس کے کردار پر کیچڑ اچھالی تھی۔ میں ایسا کیسے کر سکتا تھا، میں نے ایسا کیوں کیا ماضی کی باتیں مجھے چین نہیں لینے دیتی تھیں۔ آج بھی وہ کسی تازہ یاد کی طرح میرے اندر انگارے بھرتی تھی۔

جب سے وہ نظر آئی تھی آنکھوں سے ہٹ نہیں رہی تھی میں اسے کیوں سوچ رہا ہوں وہ کسی اور کی سوچ تو مجھے ساری رات چین نہیں لینے دے گی پوری رات اذیت میں کٹے گی میری۔ اس لیے ایک ہی حل تھا میرے پاس میں نے گلاس میں پانی ڈالا دراز سے سلیپنگ پلز نکالی اور اپنے اندر انڈیل گیا پانی کے ساتھ میں فی الحال آرام سے سونا چاہتا تھا۔ مجھے اس کی یادیں آج بھی بے قرار کر دیتی تھیں مجھے آج بھی وہ اتنی ہی پیاری تھی اور رہے گی بھی سب سے بڑھ کر مجھے آج بھی اس سے محبت تھی۔ میرے دل سے آواز آئی ہاں مجھے آج بھی اس سے محبت ہے جس کے نام سے بھی مجھے محبت تھی۔ میں سلویٰ، سلویٰ بولتے ہوئے نیند کی آغوش کو سلام کر رہا تھا سو چکا تھا میں۔

کیوں وہ مجھے نظر آیا کیوں واپس آ گیا ہے وہ، کیا قسمت تھی میری شکوہ بھی کروں تو کس کے آگے جا کر کروں۔ اس بزدل شخص کے آگے جا کر کروں جو ازل سے میرا تھا ہی نہیں مجھ پر کیچڑ اچھال کر اپنی زندگی کتنی خوشی کے ساتھ بسر کر رہا ہوگا۔ اگر خوش ہی تھا تو واپس کیوں آیا انگلینڈ میں ہی رہتا۔ سوچوں کا ایک ڈھیر تھا جو میرے دماغ سے چمٹ کر بیٹھ گیا تھا۔ میں کیسے بھولوں اس شخص کو جو میرے لیے سب کچھ تھا۔ جس کی میں نے تمنا کی تھی جس کی چاہت میں جیتے جیتے یہاں تک پہنچی ہوں۔ اس کے لیے احترام، عزت تھی جو آج بھی برقرار ہے۔ اس کی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تلخ باتیں مجھے آج بھی یاد ہیں، اس کا وہ غصے والا لہجہ آج بھی اتنی ہی اذیت دیتا تھا۔

مجھے اس کا وہ آخری دفعہ مجھے سب کے سامنے بے عزت کرنا بھی مجھے یاد ہے۔ کیسے اس انسان نے اپنی منگیتر کو مجھ پر فوقیت دی کہ وہ اتنی پارسا ہے اور میں ایک بدکردار، بدتمیز، جاہل لیا کچھ نہیں کہا تھا اس نے مجھے، وہ بھی کتنے لوگوں کے سامنے۔ لیکن آج بھی مجھے اس کا پیار آوازیں مارتا ہوا کیوں محسوس ہوتا ہے، کیوں مجھے ایسے لگتا ہے جیسے وہ مجھے روز رات کو آوازیں دیتا ہے۔ ''مجھے کیوں ایسے لگتا ہے جیسے میری جگہ ابھی بھی اس کے دل میں خالی ہے، وہ پُر نہیں ہو رہی، وہ خالی کی خالی ہے ابھی بھی۔'' مجھے کیوں آج بھی اس کی محبت پگھلا دیتی ہے۔ پر میں پگھلنا نہیں چاہتی اب تو وہ مثال کا ہو گیا ہوگا۔ وہ مثال جو صرف اسے دھوکہ ہی دیتی آئی تھی۔ اور میری محبت جو صرف اس کے لیے برستی تھی وہ اسے کیچڑ کی طرح نظر آئی۔ وہ کیچڑ جس کے چھینٹے کپڑوں پر لگ جائیں تو داغ دار کر جاتے ہیں پورے کپڑے کو۔ جس وقت سے وہ دکھائی دیا تھا پھر سے پرانی یادیں تازہ ہو گئیں تھیں۔ ایک بوجھ سا بن کر رہ گیا تھا ذہن پر کہ وہ کیوں واپس آیا؟ اور اگر واپس آ ہی گیا تھا تو مجھے کیوں نظر آیا؟ میری نظروں سے اوجھل ہی رہتا۔ اسی سوچوں میں ڈوبی میں سونے کے لیے لیٹ گئی اور شکر ہے آج نیند مہربان جلدی ہو گئی تھی مجھ پر۔

آج ہماری یونیورسٹی میں سالانہ مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا تھا ہمیشہ کی طرح۔

میرا اب یونیورسٹی سے کوئی واسطہ نہیں رہا تھا کیونکہ میری پڑھائی مکمل ہو چکی تھی پچھلے ایک سال سے۔ لیکن سر عارف مجھے مشاعرے میں انوائیٹ کرنا کبھی نہیں بھولتے تھے۔ اور ان کا مجھے انوائیٹڈ پیغام ایک ہفتے سے موصول ہو چکا ہوا تھا۔ لہٰذا آج میرا یونیورسٹی جانا لازمی تھا۔ کچھ میری جونیئر بھی تھیں جنہوں نے کئی دنوں سے میرا سر کھا دیا ہوا تھا کہ سلویٰ جی آپ نے یونیورسٹی مشاعرے پر لازمی آنا ہے۔ جن میں ایک ہمارے شہر کے جانے مانے مشہور شاعر رحیم صاحب کی ایک بیٹی عائشہ رحیم بھی شامل تھی۔ اس سے میری ملاقات یونیورسٹی میں ہی ہوئی تھی۔ ویسے بھی وہ میری جونیئر تھی۔ اس کا تعلق بھی اُردو ڈیپارٹمنٹ سے تھا۔ اس کے صبح سے میرے موبائل پر میسج پر میسج آ رہے تھے کہ آپ آج یونیورسٹی ضرور آنا میں آپ کو اپنے بابا سے بھی ملواؤں گی۔ خیر رحیم صاحب سے ملنے کا مجھے خود بھی کسی حد تک شوق تھا۔ جن کا شمار بڑے بڑے شعراء کرام میں ہوتا تھا ان سے ملنا میرا شوق تھا۔ میں تیار ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچی ابو اور دادا ابو بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے۔ میں نے دونوں کو سلام کیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ دادا ابو بولے آج ہماری بیٹی کو اتنی جلدی جاگ کیسے آ گئی۔ مجھے تو یہ بات ہضم نہیں ہو رہی۔ میں مسکرا کر دادا ابو کو دیکھ کر بولی وہ دراصل آج یونیورسٹی جانا ہے مجھے اس لیے مجھے جلدی جاگنا پڑا۔ کیوں بیٹا خیریت یونیورسٹی کس لیے جانا ہے آپ کو؟ ابو نے سوال کیا۔ ابو جان وہ آج مشاعرے پر آپ کی بیٹی کو بھی بلاوا آیا ہوا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے یونیورسٹی کی آب و ہوا کھانے جانا ہے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ابو آپ مجھے آفس جاتے ہوئے چھوڑ جایئے گا یونیورسٹی۔ ہاں ٹھیک ہے بیٹا، بس ناشتہ کرلیں پھر نکلتے ہیں۔ امی اور خالہ بی ناشتہ تیار کر چکی تھیں۔ بھائی اور بھابی بھی اٹھ گئے تھے۔ سب ناشتے میں مصروف ہو گئے تھے چائے پیتے ہوئے بھائی کو کہا بھائی آپ بھی چلیں ناں میرے ساتھ؟

نہیں سلوئی تم ابو جان کے ساتھ چلی جاؤ مجھے آج ایک دوست کو بھی ملنے جانا ہے۔ تم ایسا کرنا واپسی پر مجھے کال کر لینا میں تمہیں پِک کرلوں گا۔ ٹھیک ہے؟ میں نے فوراً بھائی کو ہاں کہہ دی۔ ابو اٹھ گئے تھے ناشتہ کر کے اور جانے کا کہہ رہے تھے۔ میں بھی سب کو اللہ حافظ کہہ کر ابو جان کے ساتھ چل پڑی۔

میں اپنے اُردو ڈیپارٹمنٹ میں پہنچی تو مجھے کافی جانے پہچانے چہرے نظر آئے۔

سب ہی میری طرف آ گئے کچھ ساتھ میرے پڑھتی رہی کچھ کلاس فیلوز تھیں۔ ان سے میرا واسطہ صرف سلام کی حد تک ہی تھا پتہ نہیں کیوں وہ مجھے اچھی نہیں لگتی تھیں شروع دن سے ہی۔ میں نے ہال کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ عائشہ رحیم کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑی نظر آئی۔ میں وہاں سے خاموشی سے گزر جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ میں اتنے لوگوں کے بیچ جا کر عائشہ صاحبہ کو سلام کرنا نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ باقی لوگوں کو تو میں جانتی ہی نہیں تھی کون کون اس کے پاس کھڑا ہے۔ میں نے گزرتے ہوئے ایک نظر ان سب کی طرف اٹھا کر دیکھا تو وہاں احسن بھی کھڑے تھے۔ اوہ تو اس کا مطلب یہ بھی اس محفل میں آئے ہوئے ہیں۔ اس انسان کی نظر بھی میری طرف ہی تھی۔ میں منہ ہی منہ میں بڑبڑائی ایک تو اس باگڑ بلے کو پتہ نہیں کیسے میرا پتہ چل جاتا ہے حالانکہ آج دوسری بار دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ پھر بھی اس شخص کی نظریں میرا ہی تعاقب کیوں کرتی پھرتی ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں ان لوگوں کے پاس سے گزرتی عائشہ کی آواز میرے کانوں میں ٹکرائی اور وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا میں جتنا وہاں سے بھاگ رہی تھی آخر کو پکڑی گئی۔ عائشہ چل کر میرے پاس پہنچ چکی تھی۔ السلام وعلیکم! سلوئی جی کیسی ہیں آپ؟ میں نے سلام کا جواب دے کر اس کا حال احوال جاننے کے لیے ابھی منہ کھولنے ہی والی تھی کہ اس نے فوراً کہا سلوئی آیئے میں آپ کو سب سے ملواتی ہوں۔ اور مجھے ناچار اس کے ساتھ جانا پڑا۔ ان سے ملیے یہ ہیں احمد بھائی یہ میرے بڑے بھائی ہیں اور یہ ساتھ احسن صاحب ہیں ان سے تو آپ مل چکی ہوں گی۔ میں حیران ہوئی کہ عائشہ کو کیسے پتہ ہے کہ احسن سے میں پہلے بھی مل چکی ہوں۔ خیر جو بھی ہے میں نے دل میں سوچا! اور یہ مِشال ہیں اس کا بھی آپ کو پتہ ہوگا؟ یہ بھی آپ کی جونیئر رہ چکی ہیں۔ میں نے سب کو سلام کیا اور آخر پر مشال کو بولا آپ کافی چینج دِکھ رہی ہو۔ وہ بوکھلا کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولی میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھی؟ میرا کہنے کا مطلب تھا کہ پہلے آپ کے سر پر حجاب کبھی نہیں نہیں دیکھا اور آج پہلی دفعہ میں نے آپ کو عبایا میں دیکھا ہے۔ کافی پیاری لگ رہی ہیں آپ ایسے! ایسے ہی رہا کریں۔ مشال کے چہرے کا رنگ ایک دم پیلا پڑ گیا لیکن مجھے سمجھ نہیں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

آئی کہ وہ اتنی سہم کیوں گئی ہے۔ وہ اسی وقت ایکسکیوز کر کے وہاں سے چلی گئی۔ میں نے عائشہ سے پوچھا اسے کیا ہوا؟ عائشہ نے بھی بات گول مول کر دی۔ میری نظر پھر احسن کی طرف اٹھی جو ساری بات کو بڑے غور سے سن رہے تھے جیسے ان کی کسی عزیز رشتے دار کی بات ہو رہی ہو۔ اور سنایئے سلویٰ جی کیا مصروفیات ہیں آپ کی؟ بھئی آپ کی بڑی تعریفیں سنی ہیں یہ گڑیا میری جب سے ادھر کھڑی تھی آپ کے آنے سے پہلے آپ کی تعریفیں ہی کری جا رہی تھی کہ بھائی، سلویٰ بہت اچھا لکھتی ہیں ہمیں بھی شرف بخشیے اپنی شاعری سنانے کا دو ووٹ تو آپ کے حق میں ہو چکے ہیں۔ ایک میری بہن کا اور ایک ان برخوردار احسن میاں کا۔ میں حیرانی سے احسن کا منہ دیکھنے لگ گئی اور سوچا کہ یہ ناک چڑا بھی کسی کی تعریف کر سکتا ہے ''بھلا ان کا تو منہ نہ ٹوٹ جائے تعریف کرتے ہوئے'' میں نے دل میں سوچا نہیں احمد صاحب بس تھوڑا بہت اچھا لکھ ہی لیتی ہوں یہ عائشہ کو تو پتہ نہیں کیوں میرا لکھا ہوا اتنا پسند آتا ہے۔ فی الحال میں وہاں سے فرار چاہتی تھی اس لیے میں سب کو بولا کہ اب ہال کے اندر جانا چاہئے سر عارف کی مجھے کال آ رہی ہے بار بار۔ پھر ہم چاروں اکٹھے ہال کے اندر داخل ہو گئے وہ تینوں اپنی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے تھے میں سر عارف کی طرف بڑھ گئی انہیں سلام دعا کرنے کے لیے۔ وہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ سلویٰ بچے کب سے آپ کے انتظار میں تھے ہم اور آپ ابھی آئی اور میں نے سنا وہ نالائق بھی پاکستان آیا ہوا ہے؟ رحمٰن بھائی کی بات کر رہے تھے سر، بھائی کے بھی اساتذہ رہ چکے تھے۔ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد سر عارف نے ہی میرا تعارف رحیم صاحب سے کروایا وہ بھی مجھے دیکھ کر بولے سلویٰ بیٹا اچھا ذوق شوق ہے آپ کا لکھنے میں بھی کمال حاصل ہے آپ کو عائشہ میری بیٹی اکثر مجھے آپ کے لکھے ہوئے شعر، غزلیں، نظمیں سناتی رہتی ہے اور آپ واقعی ہی تعریف کے قابل ہو اللہ لکھنے کی طاقت میں اضافہ فرمائے! میں نے ان کا شکریہ ادا کیا سر عارف اور رحیم صاحب بھی کرسیوں کی طرف بڑھ گئے مشاعرہ شروع ہونے والا تھا۔ اور میں کچھ دیر کھڑی وہاں ہی سوچتی رہی کہ تعریفیں کچھ زیادہ ہی ہو گئی تھیں اتنی بھی تعریف اچھی نہیں ہوتی میں بھی مسکراتے ہوئے اپنی کرسی کی طرف بڑھ گئی عائشہ نے اپنے ساتھ میری سیٹ رکھی ہوئی تھی۔ میں عائشہ کے ساتھ والی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی عائشہ کے رائٹ طرف احمد بیٹھے ہوئے تھے اور اس سائڈ پر میں لیکن میرے ساتھ ایک کرسی خالی پڑی تھی۔ میں نے عائشہ سے پوچھا کہ کسی دوست وغیرہ کی جگہ بھی رکھی ہے کیا؟ تو وہ مسکرا کر بولی ادھر احسن بھائی نے بیٹھنا ہے وہ کوئی کال سننے گئے ہیں آپ پریشان نہ ہوں سلویٰ جی وہ کوئی جن بھوت نہیں جو آپ کو کھا جائیں۔ میں عائشہ کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ میں نے اس طرف دھیان کیا تو احسن آ کر بیٹھ چکے تھے میں نے دل ہی دل میں سوچا یہ تو سچ میں کوئی بھوت ہی ہے ابھی کرسی خالی تھی اور ابھی دیکھا تو موصوف آ کر بیٹھ بھی چکے تھے۔

سب نے میری سنائی ہوئی نظم کی تعریف کی تھی آج تو کوئی میرے لیے عالمی تعریفی دن تھا ہر ایک کے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

منہ سے اپنے لیے تعریفیں سن سن کر میرے تو کان پک گئے تھے۔ پر میرا ذہن ایک ہی جگہ اٹک گیا تھا۔ احسن کے لفظوں میں بہت مٹھاس تھی۔ وہ جب کچھ سنانے کے لیے لب کھولتا تو خود بخود ہی دھیان اس بندے کی طرف چلا جاتا اور دل چاہتا کہ وہ بولتا رہے اور ہم سنتے رہیں۔ ہم سنتے رہیں سے کیا مطلب؟ میرے اندر سے کسی کی آواز آئی۔ مجھے لگتا ہے میں جو بولنا چاہتی تھی وہ نہیں بولا۔ مجھے کہنا چاہیے! کہ وہ بولتا رہے اور میں سنتی رہوں۔

اس نے آخر پر غالب کا ایک شعر سب کی نظر کیا۔

آئینہ دیکھ اپنا سا مُنھ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

لیکن وہ شعر سناتے ہوئے مجھے کیوں دیکھ رہا تھا؟ میرے اندر یہ سوال بار بار آئے جا رہا تھا۔ میں نے اکثر موقعوں پر دیکھا اس کی نظریں مجھے ہی گھور رہی ہوتی تھیں۔ کنجی آنکھوں والا باگڑ بلا پتہ نہیں کیوں مجھے گھورتا رہتا ہے۔ اور یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی مجھے کہ وہ مجھے غصے سے نہیں دیکھتا تھا خالی نظروں سے بس میرا تعاقب کرتا جاتا تھا۔ سوالیہ نشان بن کر رہ گئیں تھیں اس کی آنکھیں میرے لیے۔ سلوئی جی کہاں کھوئی ہوئیں ہیں آپ؟ عائشہ پوچھ رہی تھی مجھ سے۔ نہیں عائشہ وہ بس میں سوچ رہی تھی کہ اب مجھے گھر چلنا چاہئے دوپہر کے چار ہونے کو ہیں بھائی نے مجھے کہا تھا کہ مجھے فون کرنا وہ مجھے پک کر لیں گے۔ نہیں نہیں آپ کو میں نے ایسے نہیں جانے دینا پہلے چلیں چل کر میرے ساتھ کھانا کھائیں اس کے بعد آپ گھر جانے کا سوچئے گا۔ عائشہ مجھے بازو سے پکڑ کر کھانے کی ٹیبل کی طرف لے گئی۔ وہاں ٹیبل کے اردگرد سب لوگ کھانے میں مصروف تھے۔ احمد بھی چل کر ہماری طرف آ گئے تھے۔ سلوئی جی آپ تو سچ میں تعریف کے قابل ہیں ماشاء اللہ بہت ہنر سے نوازا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو احمد میری تعریف پر پھر لیکچر دے رہے تھے اور میں تعریفیں سن سن کر صبح کی میری کان پک گئے تھے۔

عائشہ نے ایک ہی پلیٹ میں ہم دونوں کے لیے بریانی نکالی تھی کھاتے ہوئے میری نظر احسن پر پڑی وہ مشال کیساتھ کھڑے کھانے میں مصروف تھے۔ اور ان کی نظریں ہمیشہ کی طرح ادھر ہی تھیں ہماری طرف۔ سلوئی جی مشعال پتہ کون ہے؟ میں سوالیہ نظروں سے عائشہ کی طرف دیکھنے لگ گئی۔ مشعال وہی جو احسن بھائی کے پاس کھڑی ہے۔ میں پھر چپ رہی! آپ کو پتہ وہ احسن بھائی کی منگیتر ہے۔ میرے چہرے پہ کئی رنگ آ کر گزر گئے لیکن میں کیوں اتنی پریشان ہوئی جا رہی ہوں احسن کے لیے میری بلا سے شادی شدہ ہو مجھے کیا لینا دینا اس سے۔ سلوئی آپ کو پتہ ہے مشعال اکثر ہمارے اس جونیئر رمیض کے ساتھ دکھائی دیتی ہے اکثر کیا بلکہ ہر روز۔

مجھے نہیں لگتا وہ احسن بھائی کے ساتھ اس رشتے کے لیے راضی ہے کیونکہ مشعال ماڈرن لڑکی ہے اور احسن بھائی کی فطرت بہت الگ ہے اس سے میں اس دوران عائشہ کی باتوں کو آرام سے سن رہی تھی بس! عائشہ وہ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ماڈرن بس یونیورسٹی کی حد تک ہے یونیورسٹی میں آ کر بس وہ آزاد گھومتی ہے گھر وہ ویسی ہی ہوگی جیسے آج دکھاوے کے حجاب میں گھوم رہی ہے۔ وہ بس دھوکہ دے رہی ہے اپنے گھر والوں کو بھی اور احسن کو بھی۔ میں اتنا کہہ کر خاموشی سے بریانی کھانے میں مصروف ہوگئی۔ عائشہ یہ تم مجھے سلویٰ جی کیوں کہتی رہتی ہو عزت دینی بھی ہے تو سلویٰ آپی کہہ لیا کرو لیکن یہ جب ساتھ ''جی'' لگاتی ہو مجھے پتہ نہیں کیوں شرمندگی ہوتی ہے اور اگر آپی بھی نہیں کہنا تو صرف سلویٰ بول لیا کرو۔ وہ مسکرا کر بولی کہ کوشش کروں گی۔ عائشہ اچھی لڑکی تھی مجھے لگتی بھی اچھی تھی مہرال کی طرح تھی مجھے عائشہ بھی۔ میں نے گھڑی کی طرف دیکھا تو پانچ بجنے کو تھے میں نے سوچا کافی ٹائم ہوگیا ہے اب بھائی کو فون کر لینا چاہئے۔ میں عائشہ کو ایکسکیوز کر کے بھائی کو فون کرنے کے لیے بیگ سے موبائل نکالا بھائی کو کال ملائی لیکن بیلنس ختم مجھے شدید غصہ آیا کہ بیلنس کو بھی آج ہی ختم ہونا تھا۔ سلویٰ! میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو احسن کھڑے تھے۔

کوئی مسئلہ ہے آپ کو؟ سب ٹھیک تو ہے نہ؟ آپ پریشان نظر آ رہی ہیں۔

ہونہہ! اسے میری پریشانی کی کب سے فکر ہونے لگ گئی میں نے دل میں سوچا۔ نہیں وہ میں بھائی کو کال کر رہی تھی کہ مجھے لے جائیں آ کر لیکن میرے موبائل میں کریڈٹ ختم ہوگیا ہے۔ تو آپ اتنی چھوٹی سی بات پر پریشان ہو رہی ہیں؟ نہیں میں پریشان نہیں ہو رہی اس سے پہلے کہ میں کچھ اور بولتی وہ اپنا موبائل پکڑا چکے تھے مجھے، رحمٰن بھائی کا نمبر میرے موبائل میں ہے نکال کر انہیں فون کر لیں آپ۔ اتنا کہہ کر وہ سر عارف لوگوں کے پاس جا کر کھڑے ہوگئے۔ میں نے بھائی کو کال کی۔ کال اٹھاتے ہی سلام کے بعد بھائی بولے جی احسن صاحب کیسے یاد کیا آج آپ نے؟ میں بولی جی احسن صاحب تو نہیں ہیں ہم، ہم سلویٰ بات کر رہی ہیں۔ بھائی ہنسنے لگ گئے اور بولے لگتا ہے میری گڑیا کے موبائل میں سے کریڈٹ مک گیا؟ جی بھائی اسی لیے احسن کے موبائل سے آپ کو کال کر رہی ہوں اور مجھے لے جائیں آ کر۔ جی میری گڑیا میں بس دس منٹ میں پہنچا۔ میں کال بند کر کے موبائل واپس کرنے کے لیے احسن کے پاس گئی۔ انہیں موبائل دے کر شکریہ ادا کیا ان کا۔ وہ مسکرا کر بولے شکریہ والی کیا بات ہے اس میں یہ میرا فرض تھا۔ میں سوچ میں پڑ گئی کہ ان کا فرض کیسے ہوا۔ خیر جو بھی تھا میں پھر بھی ایک دفعہ ان کا شکریہ ادا کیا اور سوچا عائشہ کو بھی خدا حافظ کہتی جاؤں۔ میں وہاں سے جانے کے لیے مڑی تھی کہ احسن نے پھر آواز دی مجھے سلویٰ! میں پیچھے مڑ کر دیکھ رہی تھی انہیں کہ کیا کہنا ہے ان کو۔ وہ آگے سے صرف اتنا ہی بول پائے کہ کچھ نہیں آپ جائیں اللہ حافظ۔ مجھے ایسے جواب کی توقع نہیں تھی ان سے نک چڑھا نہ ہو تو بھلا ایسے بھی کوئی کرتا ہے میں بنا کچھ بولے وہاں سے باہر گیٹ کی طرف چل دی جہاں رحمٰن بھائی میرے انتظار میں کھڑے تھے عائشہ سے بھی ملے بغیر میں وہاں سے چلی آئی موڈ ہی اتنا خراب ہو چکا تھا میرا اس باگڑ بلے کی وجہ سے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سلویٰ بالکل نہیں بدلی تھی وہ آج بھی ویسی کی ویسی ہی تھی لم لو۔ سادہ اور سادگی کا پیکر اپنے پاؤں سے سجائے ہوئے ہمیشہ کی طرح ایک اچھی، خوبصورت سادہ سی لڑکی وہ سلویٰ جسے میں نے محبت کی انتہا کی محبت کی اور اپنی ہی محبت کے کردار پر میں نے کیچڑ اچھال دی۔ کچھ فیصلے چھوٹے غلط کرتے ہیں اور یہاں فیصلہ بڑوں نے غلط کر دیا۔ آج بھی یہ سب باتیں مجھے چین نہیں لینے دیتی تھیں۔ کیا مجھے سلویٰ سے معافی مانگنی چاہئے؟ کیا اپنی ہر کوتاہی کا ازالہ کرنا چاہئے؟ احسن صاحب کس کوتاہی کی بات کر رہے ہو، تم جیسا بے حسن انسان بھی بھلا شرمندہ ہوسکتا ہے؟ محبت کے دعوے کرنے والا انسان ہی اپنی محبت کے ساتھ کھیل گیا اور وہ شرمندہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میرے اندر کے ضمیر نے مجھے جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ پچھلے کئی برس سے ایک ایک لمحہ میں نے کتنی اذیت میں گزارا تھا۔ صرف اس غلطی کے بوجھ کے تلے کہ سلویٰ کے ساتھ میں نے اچھا نہیں کیا! نہیں کیا اس کے ساتھ اچھا میں نے لیکن میں اس پارسا لڑکی سے معافی ضرور مانگوں گا۔ وہ جو چاہے مجھے سزا دے مجھے برا بھلا کہے لیکن معافی ضرور مانگوں گا۔ پھر ہی میری باقی زندگی چین سے گزر پائے گی اس کی معافی کے سہارے۔ میں نے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ اب کی بار سلویٰ مجھے جہاں کہیں بھی ملے گی میں اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگوں گا مجھے امید ہے وہ مجھے معاف کر دے گی۔ امید ہی وہ واحد روشنی تھی جو مجھے جگمگاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

موسم بدل رہا تھا باہر لان میں دھوپ کی چمکتی ہوئی روشنی بہت بھلی لگ رہی تھی۔ سردیوں میں دھوپ میں بیٹھنے کا ایک اپنا ہی مزہ تھا۔ عالیان اور شایان تھوڑی دور لان میں کھیل رہے تھے۔ میں، مہرال اور بھابی بیٹھی چائے کا انتظار کر رہی تھیں۔ امی آج گھر پر نہیں تھیں وہ آنٹی کیساتھ ان کے گھر گئیں ہوئیں تھیں۔ مہرال کی چھٹیاں چل رہی تھیں کالج سے اس لیے اسے میں نے اور بھابی نے کافی اصرار کے بعد روک لیا تھا۔ خالہ بی چائے لے آئیں تھیں اور ساتھ کباب بھی تل لائی تھیں۔

چائے پیتے ہوئے مجھے مشعال کا خیال آیا کہ وہ دکھاوا کیوں کر رہی تھی احسن کے سامنے پہلے تو وہ آزادانہ گھومتی ہوئی دکھائی دیتی تھی اس لڑکے رمیض کے ساتھ لیکن میں مشعال کو لے کر اتنی سیریس کیوں ہو رہی ہوں؟ کیا میرا دل کوئلے کی طرح جل تو نہیں رہا جب سے میں نے سنا ہے کہ وہ احسن کی منگیتر ہے نہیں نہیں میں نے کیوں جلنا ہے بھلا میں نے اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے ''نہیں نہیں'' کے الفاظ استعمال کئے تھے۔ بھابی نے میرے چہرے کے آگے اپنا ہاتھ لہراتے ہوئے کہا کہاں کھوئی ہوئی ہو؟ میں بھابی کے بلانے پر، اپنے حواسوں میں واپس آ گئی ''کچھ نہیں'' کہیں نہیں بھابی اتنا کہہ کر میں چائے پینے میں مصروف ہوگئی۔

سلویٰ کتنی الگ ہے سب سے کیا کوئی انسان پہلی نظر میں بھی اچھا لگ سکتا ہے؟ ہاں شاید کوئی پہلی نظر

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں بھی اچھا لگ سکتا ہے اس میں کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ سلویٰ بھی تو مجھے پہلی نظر میں اچھی لگی ہے کتنی سادہ دلکش ہے وہ اور سب سے بڑھ کر وہ ایک اچھی سوچ کی سلجھی ہوئی لڑکی ہے۔ اس کی عادت اچھی تھی وہ کچھ بھی اپنے دل میں چھپا کر نہیں رکھتی زبان پر بول دیتی ہے۔ چاہے اگلے کو غصہ آئے یا نہ آئے اس کی پرواہ نہیں اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔ لیکن سیانی بہت ہے جسے ہم سمجھدار بھی کہہ سکتے ہیں۔ حیران اس بات پر ہوں کہ وہ مشعال کو ایسا کیوں کہہ رہی تھی کہ آپ کو آج حجاب اور عبایا میں پہلی بار دیکھا ہے آپ اچھی لگ رہی ہو۔ کیا مشعال صرف دکھاوا کرتی ہے ہم سب کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہے۔ مشعال کے ساتھ میری رضامندی نہیں تھی لیکن امی کی وہ لاڈلی بھتیجی تھی اور ناراض میں اپنی ماں کو بھی نہیں دیکھ سکتا لیکن کبھی کسی لحاظ سے نہیں لگا تھا کہ مشعال کو مجھ میں دلچسپی ہے کبھی بھی اس کی کسی حرکت سے نہیں لگا تھا کہ وہ اس رشتے سے خوش ہے۔ لیکن ماں کی آنکھوں میں پٹی بندھی ہوئی تھی لیکن بہت جلد آنکھوں سے پٹی اتر جائے گی امی کی کیونکہ! مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ مشعال خود بھی اس رشتے سے راضی نہیں ہے جلد یا بدیر حقیقت کھل کر سامنے آنے والی ہے اور مجھے اس دن کا انتظار ہے۔ میں اپنی اور اس کی زندگی تباہ نہیں کر سکتا رشتہ کر دینا آسان کام ہے لیکن اسے مضبوط بنانا بہت مشکل کام ہے اور پھر دل بھی مطمئن نہ ہو تو کیسے زندگی بسر ہوگی؟ میرے لیے اگر کوئی لڑکی بنی ہے تو وہ سلویٰ ہے میرے دل سے آواز آئی ہاں وہ سلویٰ ہی ہے۔ مجھے ''محبت ہوگئی ہے سلویٰ سے'' میری زبان سے یہ لفظ نکلے اور میرے چہرے پر مسکان اتر آئی میرا من کر رہا تھا کہ میں بولتا جاؤں کہ ہاں مجھے سلویٰ سے محبت ہے۔

کل بھائی اور بھابی کی واپسی تھی عالیان اور شایان کے سکول کی چھٹیاں ختم ہونے کو تھیں جس وجہ سے انہیں واپس امریکہ جانا تھا۔

بھائی لوگوں کی واپسی کے لیے رضوان بھائی نے آج صبح فون کر کے ہم سب کو کھانے پر مدعو کیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ پھر زندگی پتہ نہیں رہے یا نہ رہے اس لیے اور پھر پتہ نہیں کب ملاقات ہو جس وجہ سے رات کا کھانا آج سب اکٹھے ان کے گھر کھائیں گے۔ رضوان بھائی کی باتیں بہت عجیب ہوتی تھیں کبھی کبھی مجھے ان کا ذہن سائیکو لگتا میں یہ بات کر کے خود ہی مسکرا دی۔

رات کو پہننے کے لیے اپنے اور مہرال کے کپڑے نکالنے کے لیے میں الماری کی طرف بڑھ گئی۔

ہم سب تقریباً رات کے چھ بجے رضوان بھائی کے گھر پہنچے وہاں سب نے بہت اچھے سے ہمارا استقبال کیا۔ رضوان بھائی بولے ابھی ایک بندے سے آپ نہیں ملے انہیں میں نے کب سے روکا ہوا ہے کہ آپ سے ملے بغیر اور اپنی بھابی کے ہاتھ کا کھانا کھائے بغیر نہیں جانے دوں گا۔ کسی کا فون آ گیا ہے اسے وہ سن رہا ہے ذرا آ جاتا ہے۔ میرے ذہن میں ہمیشہ کی طرح بم پھوٹا احسن کی بات کر رہے ہیں بھائی اوہ تو وہ موصوف بھی آئے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہوئے ہیں۔

ایک تو وہ ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں مجھے لگتا ہے ان کے پاس الہ دین کا کوئی چراغ ہے ہر جگہ ٹپک پڑتے ہیں کسی جن کی طرح اور اوپر سے ان کے فون نہیں ختم ہوتے پتہ نہیں کیسے ہر وقت فون سن لیتے ہیں تنگ بھی نہیں آتے فون سن سن کے۔ کنجی آنکھوں والا باگڑ بلا نہ ہو تو اسی وقت سلام کی آواز گونجی میں نے اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو احسن کھڑے تھے وہ دادا ابو، ابو، اور بھائی سے بڑی گرمجوشی سے ملے تھے۔ مجھے اب یہاں بیٹھنا دشوار لگ رہا تھا سب بڑے بڑے بیٹھے تھے میرا یہاں کیا کام بھابی بھی اٹھ کر عنبر بھابی کے پاس کچن میں چلی گئی تھیں مہرال بچوں کے ساتھ بچی بنی ہوئی تھی میں نے بھی سوچا بھابیوں کے پاس کچن میں ہی چلی جاتی ہوں میں ابھی اٹھنے ہی لگی تھی کہ رضوان بھائی نے مجھے روک لیا! بیٹھو سلوی بیٹا جب تک کھانا نہیں لگتا ذرا دونوں شاعر ہمیں کچھ سناؤ آج تم اور احسن ، میں نے نظریں گھوما کر احسن کی طرف دیکھا وہ تو جیسے پہلے سے تیار بیٹھے تھے کہ مجھے کوئی بولے اور میں شعر سنانے شروع کر دوں۔ رحمٰن بھائی بھی شروع ہو گئے بولنے کہ ہاں ہاں چلو سنا دو کچھ! کچھ بھی سنا دو کسی بھی شاعر کا شعر سنا دو لازمی نہیں کہ آپ دونوں اپنے شعر بولو۔ شکر تھا کہ ابو اور دادا ابو نماز پڑھنے چلے گئے ہوئے تھے ان کے سامنے میں کبھی ایسے بلا جھجک ہو کر شعر و شاعری نہیں کی تھی۔ میں فوراً بولی کہ بھائی ابھی مجھے کوئی شعر یاد نہیں آ رہا۔ نہ سلوی نہ یہ تو سراسر جھوٹ بول رہی ہو تم ہم سے چلو زیادہ نہیں ایک دو ہی سہی۔ میں نے احسن کو کہا آپ شروع کریں پہلے انہوں نے ہلکا سا گلا کو کھنکارا اور امیر مینائی کا شعر سنانے لگے۔

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے
کیا ہے ہمارے دل میں بھلا جان جائیے

رضوان بھائی اور رحمٰن بھائی دونوں واہ واہ کر کے دادیں دے رہے تھے احسن کو اور انہوں نے یہ شعر پتہ نہیں کس لحاظ سے پڑھا ایک تو اس تک چڑے کی سمجھ بھی نہیں آتی مجھے۔ رحمٰن بھائی بولے سلوی تمہاری باری اب۔ میں نے دو منٹ کی خاموشی کے بعد میرے ذہن میں صوفی تبسم صاحب کا ایک شعر آیا بس میں نے جیسے تیسے کر کے عرض کر دیا۔

دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
آغاز بھی رسوائی، انجام بھی رسوائی

احسن کی نظریں میرے چہرے کے ارد گرد گھوم رہی تھیں پتہ نہیں کیوں میرے اس شعر پر ان کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا کہ وہ اب آگے اور نہیں سنا پائیں گے پر میں غلط تھی انہوں نے اپنی باری مکمل کی تھی محسن نقوی صاحب کے شعر سے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تیرے ہجر میں اور مجھے کیا کرنا ہے
تیرے نام کتابیں لکھتا رہتا ہوں

واہ واہ کیا بات ہے احسن مزہ آ گیا بہت داد رحمٰن بھائی کہہ رہے تھے۔ میں بس کر کے اٹھنے لگی تھی کہ احسن کی آواز پر میں چونک کر رک گئی۔ سلویٰ اپنی باری مکمل کریں اگر آج دونوں بھائیوں کا من کر ہی آیا ہے شعر سننے کا تو آپ میدان چھوڑ کر کیوں بھاگ رہی ہیں۔ اسی بات کو کرتے کرتے احسن نے ایک اور شعر میری طرف دیکھ کر طنزیہ لہجے میں پڑھا۔

حسرت موہانی۔

چوری چوری ہم سے تم آ کر ملے تھے جس جگہ
مدتیں گزریں پر اب تک وہ ٹھکانہ یاد ہے

مجھے بھی ناچار آگے شعر سنانا پڑا پتہ نہیں کیوں احسن کے روکنے سے میرے پاؤں رک گئے تھے اس کے کہے ہوئے لفظوں میں بڑی طاقت تھی یا شاید چاہت تھی کہ اس نے مجھے روکا اپنے لیے تھا لیکن نام بھائیوں کے لے لیے تھے انہوں نے۔ میں پہلے ہی سب کو وان لر کے بول دیا کہ یہ آخری اس کے بعد میں نے نہیں سنانا کوئی بھی شعر میں نے ساغر صدیقی کا ایک شعر عرض کیا۔

رات کی رانی کا جھونکا تھا کسی کی یاد بھی
دیر تک آنگن مرے احساس کا مہکا رہا

اس شعر کے بعد میں وہاں رکی نہیں ایکسکیوز کر کے کچن کی طرف بڑھ گئی جہاں کھانوں کی دلکش خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں۔ عنبر بھابی ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں ابو اور انکل لوگ بھی آ چکے تھے نماز پڑھ کے آنٹی نے مجھے کہا جاؤ سلویٰ رضوان لوگوں کو بھی ڈرائنگ روم سے بلا لاؤ کہ کھانا لگ گیا ہے ٹیبل پر آ جائیں وہ تینوں بھی۔

ڈرائنگ روم کی طرف جاتے ہوئے میں دل میں بڑبڑا رہی تھی کہ آنٹی کو بھی میں ہی ملی تھی ان کو بلا کر لانے کے لیے بار بار پتا نہیں کیوں واسطہ پڑتا رہتا اس ناک چڑے سے۔ روم میں پہنچ کر میں نے انہیں کھانے کا بولا کہ کھانا تیار ہو چکا ہے ٹیبل پر آپ تینوں کی کمی تھی سب بلا رہے ہیں چل کر کھانا کھا لیں۔ میں انہیں اطلاع دے کر کولڈ ڈرنک والے گلاس اٹھانے لگ گئی۔ رحمٰن بھائی اور رضوان بھائی کمرے سے جا چکے تھے میں گلاس اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھنے لگی تو احسن دروازے میں ہی کھڑے تھے میں حیران ہوئی کہ وہ دونوں تو چلے گئے ان کا کیا کھو گیا ہے جو ابھی تک یہاں کھڑے تاڑ رہے ہیں۔ میں نے پوچھ لینا مناسب سمجھا۔ آپ نہیں چل رہے کچھ کھو گیا ہے آپ کا جو آپ رک گئے ادھر؟ تھوڑی سی خاموشی کے بعد وہ بولے۔

یہی تو سمجھ نہیں آ رہی مجھے اب، تک کہ کچھ کھو گیا ہے میرا، لگتا مجھے ایسا ہی ہے کہ کچھ کھو گیا ہے۔ لیکن ابھی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تک سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کھو گیا ہے۔

خیر چھوڑیں آپ اس بات کو وہ میں نے کہنا تھا کہ آپ کے کہے ہوئے شعر اچھے تھے مجھے پسند آئے مجھے پسند کیا آنے بلکہ آپ نے میری پسند کے شعر سنائے۔ آپ کی پسند کی تو مجھے خبر نہیں یہ میں نے اپنی پسند کے شعر بولے اتنی مجھے خبر ہے میں ہلکا سا مسکرائی اور باہر جانے کے لیے آگے بڑھنے لگی تو وہ پھر بولے! سلویٰ کس حد تک پھر ہماری پسند ملتی جلتی ہے۔ میں نے آگے سے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور اتنا بول کر باہر نکل گئی کہ کھانا کھالیں آ کر سب انتظار کر رہے ہیں۔

کھانا کھانے کے بعد چائے کی طلب ہونے لگ گئی تھی سب کو اور رضوان بھائی کے منہ پر، بس ایک ہی بات تھی کہ چائے سلویٰ ہی بنائے گی۔ رضوان بھائی یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ناں ہم ادھر بھابی کے ہاتھوں کے کھانے اور چائے وغیرہ پینے آئے ہوئے ہیں اور آپ پھر میرے ہاتھ کی چائے پینے کی بات کر رہے ہیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ سلویٰ بچے اٹھ جاؤ چائے تو تم ہی بناؤ گی وہ دراصل بات پتا کیا ہے تمہاری بھابی کے ہاتھوں کی چائے پی پی کہ ہم سب تنگ آ گئے ہیں اتنی بے سری چائے بناتی ہے کہ کچھ نہ پوچھو رضوان بھائی کی اس بات پر سب ہی ہنسنے لگ گئے تھے یہاں تک کہ عنبر بھابی بھی کیونکہ وہ بھی جانتی تھیں کہ رضوان بھائی محض مذاق کر رہے ہیں۔ میں اٹھ کر کچن میں چلی آئی چائے بنانے کے لیے۔ کچن میں غزالہ برتن دھو رہی تھی۔ غزالہ مجھے ساری چیزیں بتا دو کہاں کہاں پر رکھی ہیں تا کہ مجھے چائے بنانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ بی بی جی آپ تو مہمان ہیں آپ کیوں چائے بنانے آ گئیں ہیں کچن میں جائیں آپ اندر چلی جائیں میں چائے بنا کر لے آتی ہوں چلیں آپ جائیں بی بی جی! غزالہ رضوان بھائی کے کہنے پر میں چائے بنانے لگی ہوں انہیں میرے ہاتھ کی چائے پینی تھی اس لیے۔ لیکن پھر بھی بی بی جی! غزالہ کیا بی بی جی کی رٹ لگائی ہوئی ہے انہیں ہی چائے بنانے دو میرے کہنے پر ہی رضوان بھائی نے انہیں چائے بنانے کا بولا ہے کیونکہ یہ چائے بہت اچھی بناتی ہیں۔ احسن نے میری طرف دیکھ کر آخری لفظ ادا کیے تھے۔ میں دوسری طرف رخ پھیر کر چائے بنانے میں لگ گئی۔ صاحب جی آپ کو کچھ چاہیے تھا؟ جو آپ بھی کچن میں آ گئے مجھے آواز لگا دیتے میں آ جاتی وہاں پہلے بی بی جی کچن میں آ گئیں اور اب آپ بھی مجھے بالکل اچھا نہیں لگ رہا کہ آپ لوگ کچن میں آ کر کام کرو میرے ہوتے ہوئے۔ غزالہ کوئی بات نہیں چائے ہی تو بنانی ہے کونسا مشکل کام ہے اور ویسے بھی میں کونسا دیگیں بنانے لگ گئی ہوں کچن میں آ کر اور دوسری بات یہ تم مجھے بی بی جی، بی بی جی کیوں کہہ کر پکارتی ہو بار بار میرا نام لیا کرو۔ مجھے اچھا لگے گا وہ مسکرا کر بولی جی اچھا! اور ہاں آپ! میں آپ سے مخاطب ہوں شاید! جی کس سے؟ جی آپ ہی سے مخاطب ہوں احسن صاحب آپ کا کچن میں کوئی کام نہیں لہٰذا آپ جائیں یہاں سے۔ وہ میں تو، میں تو دیکھنے آیا تھا کہ آخر کیا ایسا ڈالتی ہیں آپ چائے میں جو اتنی لذیذ بنتی ہے مجھے بھی بنانی سکھا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی آپ کی! میں نے غصے سے گھور

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کر احسن کی طرف دیکھا غزالہ ہم دونوں کی باتیں سن کر کھڑی مسکرا رہی تھی اور بولی صاحب جی آپ کیوں باجی کو تنگ کر رہے ہیں۔ غزالہ میں کب تمہاری باجی کو تنگ کر رہا ہوں بلکہ یہ مجھے تنگ کر رہی ہیں'' پتا نہیں کب سے!''

میں نے احسن کے آخری الفاظ سن لیے تھے بلاشبہ انہوں نے آخری لفظ آہستہ آواز میں ادا کیے تھے کہ جیسے وہ لفظ صرف مجھے ہی سنائے گئے ہوں۔

میں نے شکر کیا کہ وہ کچن سے چلے گئے تھے۔ میں کپ میں سب کے لیے چائے ڈالی ایک کپ میں دو چمچ بھر کر میں نے نمک کے چائے میں مکس کر دیئے۔ غزالہ! باجی یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ غزالہ یہ کپ احسن کو دوں گی پھر کبھی انہیں میری چائے پسند نہیں رہے گی آج تو انہیں مزہ آجائے گا چائے پینے کا چلو اب اٹھاؤ ٹرے اور سب کے آگے خود چائے رکھنا تا کہ تم بھولو مت کہ کونسے کپ میں نمک ڈالا ہوا ہے اور یاد رکھنا بھول مت جانا کہ کونسا کپ ہے چلو اب جاؤ میں باقی چائے کیتلی میں ڈال لاتی ہوں۔ غزالہ سب کے آگے چائے رکھ آئی تھی۔ وہ آ کر بڑی خوشی سے مجھے بتا رہی تھی کہ باجی میں چائے دے آئی سب کو۔ میں ایک پیاری سی مسکراہٹ کے ساتھ لاؤنج میں چلی آئی سب لوگ باتوں میں مصروف تھے رضوان بھائی مجھے دیکھتے ہوئے بولے آؤ سلوی بچے چائے پی لو آ کر تم بھی اور بڑی مہربانی چائے بنا کر دی ہم سب کو۔ سب چائے پینے میں مصروف ہو گئے تھے احسن اور رضوان بھائی نے ابھی اپنا چائے کا کپ نہیں اٹھایا تھا۔ میں دل ہی دل میں دعائیں کر رہی تھی کہ احسن کپ اٹھائیں اپنا احسن میری طرف دیکھ کر ایسے مسکرا دیئے تھے کہ جیسے انہیں خبر ہو گئی ہو کہ ان کی چائے میں میں نے نمک مکس کیا ہوا ہے۔ احسن نے آخر کار کپ اٹھا ہی لیا اور میری خوشی کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا اس وقت بڑے آئے! میرے ہاتھوں کی چائے پینے والے۔ ایک گھونٹ اس کے بعد دوسرا اس کے بعد تیسرا پر یہ کیا یہ تو بڑے مزے سے چائے پیئے جا رہے ہیں تو نمک والا کپ رضوان بھائی کے پاس چلا گیا غزالہ کی بچی یہ کیا کیا تم نے میں دل ہی دل میں غزالہ کو صلوتیں سنا رہی تھی۔ اب میں کیا کروں کیسے بھائی کے آگے سے وہ کپ اٹھاؤں۔ میں چائے والا کپ اٹھانے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی کہ احسن نے چائے کا کپ مجھ سے پہلے اٹھا لیا۔ میں دل ہی دل میں بڑبڑائی کہ یہ سارا کیا دھرا ان جناب کا ہے مجھے بہت غصہ آیا احسن پر لیکن میں اب کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ کپ اٹھا لیا تھا پہلے ہی احسن کے بچے نے۔ بھائی چائے پی لیں ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ ویسے بھی کچھ بھیگی بلیوں کی نظریں ہیں آپ کے کپ کے اوپر۔ احسن میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر بھائی کے ہاتھوں میں چائے کا کپ تھما چکے تھے۔ میں وہاں سے اب کسی طریقے فرار چاہتی تھی۔ اف اللہ کیا ہو گا جب رضوان بھائی چائے پئیں گے تو۔ احسن پھر رضوان بھائی کو کہہ رہے تھے بھائی جلدی چائے پئیں تا کہ دوسرے کپ کو بھی پینے کی باری آ سکے اتنی اچھی چائے بار بار تھوڑی نا ملتی ہے۔ رضوان بھائی نے جوں ہی چائے والے کپ کو منہ لگایا میں فوراً اٹھ گئی تا کہ یہاں سے کسی طریقے باہر نکل جاؤں اور اس غزالہ کو بچی کو جا کر پکڑوں جو اتنی بڑی غلطی کر کے یہاں سے جا چکی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہے۔ایک گھونٹ لگاتے ہی بھائی کو زور کی کھانسی آئی اور میں جہاں کھڑی تھی وہاں کی وہاں ہی رک گئی۔ان کے لبوں سے ایک شریر سی مسکراہٹ برس رہی تھی۔سلویٰ بچے کیا بات ہے چینی ڈالنے کی بجائے چائے میں نمک ڈال دیا ہے کیا؟ احسن فوراً بولے نہیں بھائی ہماری چائے میں تو نمک نہیں تھا۔ بلکہ بہت مزیدار چائے تھی میں تو ایک اور کپ پینے لگا ہوں۔رضوان بھائی سوری کپ آپ کی طرف آ گیا وہ دراصل نمک میں نے اپنی چائے والے کپ میں ڈالا تھا غزالہ کچن میں سے میرا کپ اٹھا لائی۔سلویٰ اتنا نمک ہے اس کے اندر تقریباً دو، تین چمچ نمک مکس ہے اس کے اندر اتنا نمک پی کر مرنا تھا؟ بھائی میں آپ کو اور ڈال دیتی ہوں چائے آپ نمک والی چائے رکھ دیں۔میں نے رضوان بھائی کو دوسرے کپ میں چائے ڈال دی اور وہ پیتے ہوئے بولے دیکھا اب پتا چل رہا ہے کہ سلویٰ کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے پی رہا ہوں۔میں احسن کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا جو جیت کی صورت میں بڑے خوش دکھائی دے رہے تھے میں نے گھورتے ہوئے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

بھائی، بھابی اور بچے چلے گئے تھے واپس۔گھر ایسے سنسان ہوا پڑا تھا کہ جیسے کوئی رہتا ہی نہ ہو یہاں ورنہ عالیان اور شایان کی آوازیں پورے گھر میں گونجتی رہتی تھیں۔ہر وقت گھر میں رونق سی لگتی تھی ان کے ہوتے ہوئے۔میرے موبائل میں صبح سے کسی پرائے نمبر سے میسج پر میسج آ رہے تھے پتا نہیں کون تھا کون نہیں میں نے جواب دینا لازم نہیں سمجھا تھا۔آج مہرال بھی واپس چلی گئی تھی اپنے گھر اس کے بھی کالج اوپن ہو گئے تھے۔میں کچھ زیادہ ہی اکیلی ہو گئی تھی گھر میں۔ابو اور دادا ابو آفس چلے جاتے تھے خالہ بھی اور امی اپنے ہی کاموں میں مصروف دکھائی دیتی تھیں۔

دادا ابو گھر آ گئے تھے۔میرے موبائل پر پھر ایک میسج آیا ''سلویٰ جی'' لکھا ہوا تھا۔پتہ نہیں یہ کون ہے کیسے پہچانوں ایک تو ہر کوئی مجھے جاننے والا میرے نام کے ساتھ ''جی'' ضرور لگاتا ہے۔جیسے میں کوئی بڑی دادی اماں ہوں۔میں سوچتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی کہ دادا ابو کے ساتھ چل کر چائے پیتی ہوں تھوڑا وقت گزر جائے گا۔میں چائے بنا کر دادا جی کے کمرے میں ہی لے آئی تھی۔وہ عصر کی نماز ادا کر رہے تھے۔میں خاموشی سے سائیڈ پر صوفے کے اوپر بیٹھ گئی۔دادا ابو نماز پڑھ کر اٹھ گئے تھے۔میں نے انہیں چائے کا کپ تھمایا اتنی پیاری مسکراہٹ کے ساتھ انہوں نے میرے ہاتھ سے کپ لیا۔دادا ابو میں نے کتنی دفعہ آپ سے بولا ہے کہ روز، روز ایسے نہ جایا کریں آفس تھک جاتے ہوں گے آپ۔نہ میری بچی بندہ گھر میں رہ کر تھک جاتا ہے باہر نکل کر سو یار، بیلی مل جاتے ہیں دل لگا رہتا ہے اچھا چھوڑو تم اس بات کو یہ بتاؤ کہ رحمٰن کا فون آیا؟ پہنچ گئے ہیں ناں خیریت سے؟ ہاں جی! دادا جی پہنچ گئے ہیں وہ لوگ میں آپ کی رات کو بات کرواؤں گی بھائی سے بھی اور بچوں سے بھی۔اچھا سلویٰ یہ لو موبائل اور ذرا اس بچے کو تو فون ملانا کیا نام ہے اسکا میرے ذہن میں نہیں آ رہا جو رضوان کے ساتھ اکثر

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

گھر بھی آتا ہے۔ آپ احسن کی بات تو نہیں کر رہے؟

ہاں احسن پتر کو فون ملاؤ وہ کہہ رہا تھا گھٹنوں والے ڈاکٹر کے پاس لے کر جائے گا مجھے ابھی تک آیا کیوں نہیں پوچھو ذرا اس کو۔ میں موبائل میں سے نمبر ملانے لگی تو دادا جی بولے اس کے نمبر پر اس کا نام لکھا ہوا ہے اس نے نمبر خود اپنا موبائل میں ڈال کر دیا تھا مجھے کہ جب آپ کو میری ضرورت پڑے مجھے فون کر دینا کرنا آپ، بہت لائق اور اچھا لڑکا ہے۔ میں نے نمبر نکالا موبائل میں سے یہ نمبر کچھ جانا پہچانا کیوں لگ رہا ہے مجھے اوہ یاد آیا یہ تو وہی نمبر ہے جس نمبر سے مجھے صبح سے میسج آ رہے تھے اچھا تو یہ باگڑ بلے کا نمبر ہے۔ میں فون ملا کر دادا جی کو موبائل پکڑانے لگی تو وہ بولے تم ہی پوچھ لو کہ کب تک آئے گا وہ میں فون کان کے ساتھ لگا لیا دوسری سائیڈ سے فون اٹھا لیا گیا تھا۔ بڑے شریفانہ انداز میں سلام کے بعد وہ فوراً بولے جی دادا جی کیسے ہیں آپ؟ آپ بس تیار رہیں میں دس منٹ تک آپ کے پاس پہنچ آؤں گا انشاء اللہ۔ اب بولنے کی باری میری تھی میں نے بھی اچھی خاصی کر کے سنائیں کہ بندہ سلام کرنے کے بعد جواب کے انتظار میں چپ رہتا ہے کہ اگلا بھی ہمارے اوپر سلامتی بھیجے تو تب اگلی بات شروع کی جائے اور آپ ہو کہ سٹریٹ فارو ڈ بولے جا رہے ہو۔ سلوئی یہ تم ہو؟ نہیں سلوئی کا بھوت ہے۔ آگے سے ایک زوردار قہقہہ موبائل کے اندر سے گونجا۔ معذرت چاہتا ہوں سلوئی وہ دراصل دادا جی کے نمبر سے کال تھی تو مجھے لگا کہ وہی ہوں گے اب یہ تو مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آگے سے کوئی بھیگی بلی بول پڑے گی نہیں سوری وہ میرا کہنے کا مطلب تھا کہ سلوئی بول پڑے گی۔ اچھا چلیں اب زیادہ باتیں مت کریں دادا ابو آپ کے انتظار میں ہیں۔

کیا صرف دادا ابو ہی انتظار میں ہیں کہ کوئی اور بھی؟ نہیں جی ہاں اور کوئی آپ کے انتظار میں نہیں ہے سوائے دادا ابو کے رکھتی ہوں اب فون اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتے میں نے جلدی سے کال بند کر دی۔ دادا ابو اپنی چائے لیکر باہر لان میں چلے گئے تھے میں بھی لان میں چلی آئی۔ احسن آ رہے ہیں دادا ابو وہ بس پہنچنے والے ہوں گے آپ تیار رہیں۔ ابھی میرے کہنے کی دیر تھی کہ احسن صاحب سیدھے گھر کے اندر سلام کرنے کے بعد وہ بھی دادا ابو کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ سلوئی جاؤ احسن بچے کے لیے کچھ کھانے کو لے کر آؤ۔ دادا جی پہلے ڈاکٹر سے ہو آتے ہیں پھر واپسی پر کچھ کھا پی لیں گے اور چائے تو ضرور پیئوں گا میں وہ بھی بغیر نمک کے۔ دادا ابو اندر کمرے میں چلے گئے تھے یہ کہہ کر میں آتا ہوں تب تک آپ دونوں بیٹھو۔ ویسے طنز کرنے کی آپ کو کوئی بیماری تو نہیں؟ ارے! سلوئی جی ہماری کیا مجال کے ہم آپ کو طنز کریں وہ تو بس لاڈ سے آپ کو ایسا بول دیا ویسے ایک بات کہوں میں نے اس دن نمک والی چائے بھی پی لینی تھی میں تمہاری اور غزالہ کی باتیں بھی سن چکا تھا لیکن مجھے بھی مذاق سوجھا اور وہ کپ میں نے رضوان بھائی کے آگے رکھ دیا اور دوسری بات رضوان بھائی کو میں نے ہی کہا تھا کہ سلوئی کو بولیں چائے بنا کر لائے بہت ذائقہ ہے تمہارے ہاتھوں میں سلوئی کھانے بھی اچھے بناتی ہو اور میں تو

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ویسے بھی مزیدار کھانے کھانے کا بہت شوقین ہوں کبھی کبھی تو میں سوچتا ہوں کہ تمہیں اپنے گھر لے جاؤں میں اس دوران احسن کو بس سن رہی تھی خاموشی سے اور میں سننا بھی خاموشی سے چاہتی تھی وہ بہت اچھا اور پیارے بولتے تھے۔ وہ تھوڑی سی خاموشی کے بعد پھر بولے ہاں تو میں اکثر سوچتا ہوں کہ تمہیں اپنے گھر لے جاؤں اور وہ بھی شیف بنا کر۔ مجھے بہت زور کی ہنسی آئی کچھ دیر ہنس کر میں بولی باتیں آپ اچھی بناتے ہیں۔ سلویٰ تم ہنستی اچھا ہو ہنستی رہا کرو۔ دادا ابو آ گئے تھے۔ سلویٰ بچے تم اچھا سا کھانا بنا لو رات کا کھانا احسن ہمارے ساتھ کھائے گا ہم اِن شاء اللہ جلدی واپس آ جائیں گے۔ میں گیٹ تک انہیں چھوڑنے گئی احسن نے گاڑی کے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر پہلے دادا ابو کو بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر، بیٹھنے سے پہلے میری طرف مسکرا کر دیکھ کے سیٹ پر بیٹھ گئے اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ میں بھی رات کے کھانے کے انتظام کے لیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

احسن اچھی شخصیت کے مالک تھے۔ پہلے دن سے ہی وہ مجھے اچھے لگے تھے لیکن یہ اچھا پن کچھ ٹھیک نہیں تھا میرے لیے وہ کسی کے ہو چکے تھے۔ نہیں نہیں کب کوئی ہوئے تھے وہ ابھی کسی کے کونسا ابھی ان کی شادی ہوئی ہے لیکن شادی کا کیا اور ایک سال ٹھہر کر وہ بھی ہو جائے گی اس مشعال کے ساتھ مجھے پتا نہیں وہ اچھی نہیں لگتی تھی ایک آنکھ بھی نہیں بھاتی وہ مجھے احسن جیسے اچھے انسان کو دھوکہ دے رہی تھی۔ خیر احسن بھی کونسا بچے ہیں سب سمجھتے ہو ں گے وہ بھی کہ مشعال ان کے لیے ٹھیک نہیں اور نہ ہی وہ احسن کے ساتھ جچتی تھی۔ خالہ بی کو میں نے آج کھانا پکانے سے روک دیا تھا اور خود سارا کھانا بنایا تھا بہت دل سے۔ ابو بھی آ چکے تھے آفس سے اب انتظار تھا تو صرف دادا جی کا اور احسن کا وہ لوگ آتے ہیں تو کھانے کو ٹیبل پر لگاتی ہوں۔ آدھے گھنٹے کے اور انتظار کے بعد دیکھا تو دادا ابو اکیلے ہی اندر داخل ہو رہے تھے احسن نہیں تھے ساتھ دادا جی کے۔ دادا ابو بتا رہے تھے کہ احسن کی والدہ کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تو انہیں گھر جانا پڑا۔ میرا چہرہ مرجھا گیا تھا احسن کے نہ آنے کی وجہ سے اتنے انتظار کے بعد وہ نہیں آئے پر چلیں کوئی بات نہیں اللہ ان کی امی کو شفا دے۔

میں کچن میں جانے لگی تو دادا ابو نے روک لیا سلویٰ وہ احسن کہہ رہا تھا کہ سلویٰ کو، میری طرف سے معذرت کریئے گا انہیں کھانے کا بول کر خود میں آ نہیں سکا۔ اچھا بیٹھیں آپ میں کھانا لگاتی ہوں پھر کھاتے ہیں ہم سب آپ ہی کے انتظار میں تھے۔ میں اتنا کہہ کر اترا ہوا چہرہ لے کر کچن میں چلی آئی انتظار میں اب تو بھوک بھی مر چکی تھی۔ خالہ بی کو ٹیبل پر کھانا لگانے کا کہہ کر میں خود اپنے کمرے میں آ گئی۔

دل بہت بھرا ہوا تھا آج پتا نہیں کیوں۔ احسن کے نہ آنے کی وجہ سے لیکن ان کا بھی کوئی قصور نہیں ان کی والدہ بیمار ہیں مجھے خیریت پوچھنی چاہیے تھی۔ میں انہیں فون کرنے کے لیے موبائل اٹھایا ہی تھا کہ موبائل پر پپ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

بجنے لگی کال احسن ہی کر رہے تھے۔ میں نے جان بوجھ کر ایک دفعہ کال کٹ کی کہ جیسے میں اس نمبر کو جانتی ہی نہ ہوں لیکن ساتھ ہی فون دوبارہ بجنے لگ گیا لیکن اس دفعہ میں دیر کیے بغیر فوراً کال اٹھالی۔ احسن سلام کرنے کے بعد شاید میرے جواب کے انتظار میں خاموش ہو گئے تھے۔ میں نے سلام کا جواب دیا تو بولے میں انتظار میں تھا کہ سلام کا جواب آئے میں سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ نہ ہو کہ آپ کا فون اب دادا ابو نے نہ اٹھالیا ہو کیونکہ ضروری بھی تو نہیں کہ جس کا موبائل ہے کال پر بھی وہی ہو۔ میں نے کہا اچھا تو یہ آپ کا نمبر تھا۔ وہ دراصل پرایا نمبر دیکھ کر میں کال نہیں ریسیو کر رہی تھی آپ کی امی کیسی ہیں اب؟ دادا ابو بتا رہے تھے کہ آپ کو ضروری جانا پڑا گھر آپ کی والدہ بیمار ہیں اس لیے۔ میں نے کھانا بنایا ہوا تھا لیکن کوئی بات نہیں وہ کھانا سب کھا رہے ہیں باہر میرا دل اچانک سے بہت بھر آیا مجھے کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا بات کر رہی ہوں اور کیا بات کرنی ہے میں کچھ دیر خاموش ہو گئی کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ احسن میری کانپتی ہوئی آواز کو سن نہ لیں۔ اور انہیں خبر نہ ہو جائے کہ میں آج کتنا انتظار کیا ان کے آنے کا۔ انتظار کیوں تھا مجھے اس چیز کا بھی پتہ نہیں لگا پا رہی تھی۔ لیکن دل بہت بھر گیا تھا کہ احسن آئے نہیں۔ سلوی کیا ہوا آپ کو؟ چپ کیوں ہو گئی ہیں آپ اچانک سے؟ نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو آپ کے بولنے کے انتظار میں خاموش ہو گئی تھی۔ آپ نے بتایا نہیں آپ کی امی کیسی ہیں اب طبیعت سنبھلی ان کی؟ امی بالکل ٹھیک ہیں اب اور رہی بات کھانا کھانے کی تو وہ پھر کسی دن آ جاؤں گا آپ کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھانے۔ اور کچھ ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد میں نے فون بند کر دیا تھا۔ فون بند کرنے کے بعد میں سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ پتہ نہیں کیوں! احسن کے ساتھ مجھے اپنائیت کا احساس ہونے لگ گیا تھا جیسے کوئی اپنا اپنا سا ہو دل کے بہت پاس اور سب سے خاص۔ احسن مجھے اچھے لگنے لگ گئے تھے۔ کیا! نہیں بالکل نہیں یہ نہیں ہو سکتا وہ ناک چڑا کبھی نہیں جنہیں میں نے کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا ہر وقت ناک پر غصہ رہتا ان کے اور وہ شخص مجھے پسند کیسے آ سکتا ہے بھلا؟ میرے اندر سے جیسے کوئی بول رہا تھا میرا ضمیر جیسے مجھے ملامت کر رہا تھا کہ سلوی تم اس حقیقت سے نظریں نہیں چرا سکتی سچ یہی ہے کہ احسن کو تم پسند کرنے لگ گئی ہو۔ میرے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی ہوا میں کسی جھولتے اور گنگناتے ہوئے پھولوں کی طرح۔ اگر میرے چہرے پر یہ مسکراہٹ خوشی بن کر جگ مگ کر رہی تھی تو یہ خوشی مجھے بہت اچھی لگ رہی تھی آج کی مسکراہٹ میرے لیے بہت قیمتی تھی جس کا میں اندازہ بھی نہیں لگا سکتی تھی۔ میری آنکھوں کے آگے مشعال کا عکس گھوم گیا میری مسکراہٹ اچانک ڈھیلی پڑ گئی۔ میرے اندر محبت کی نئی کونپلیں پھوٹی تھیں پر اچانک ہی وہ مدھم پڑنے لگ گئیں۔ مجھے وہ انسان اچھا لگنے لگ گیا تھا جو کسی اور کا تھا۔ پر اس محبت کا کیا؟ جو مجھے ہو چکی تھی بنا کچھ کہے بنا کچھ سمجھے میرے اندر سما گئی تھی۔ میں اپنی اس محبت کو احسن کے آگے کبھی بیان نہیں کروں گی میں نہیں چاہتی تھی کہ کسی اور لڑکی کو ہٹا کر اپنی جگہ بناؤں۔ مشعال کی بھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ کسی اور کی ہوتے ہوئے بھی اس نے دھوکے میں رکھا ہوا تھا سب کو۔ غصہ مجھے اس بات کا تھا کہ احسن کو سب کچھ نظر بھی آ رہا تھا کہ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

مشعال یونیورسٹی میں کسی کو پسند کرتی ہے لیکن احسن نظر انداز کیوں کر رہے تھے مشعال کی ان حرکتوں کو۔ میرا سوچنا صرف سوچ تک ہی مقید تھا کیونکہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی کہ مشعال کی حقیقت ہی عیاں کر دوں اس ناک چڑھے کے آگے۔ خیر بہتری کی امید تھی مجھے جو فی الحال نظر نہیں آ رہی تھی۔

امی میں نے مشعال کے ساتھ شادی نہیں کرنی آپ کیوں اپنے بیٹے کی زندگی اپنے ہاتھوں سے برباد کرنا چاہتی ہیں۔ اور نہ صرف میری بلکہ اس مشعال کی بھی آپ زندگی تباہ کرنا چاہتی ہیں میرے ساتھ میں اسے کبھی خوش نہیں رکھ پاؤں گا۔ امی آپ کیوں ایک بات کے پیچھے پڑ گئی ہیں؟ مشعال میرے معیار کی لڑکی نہیں ہے اور سب سے بڑی بات وہ مجھے پسند بھی نہیں ہے برائے مہربانی کر کے آپ ماموں کو انکار کر دیں اس سے پہلے کہ دو زندگیاں کیا دو خاندان تباہ ہو جائیں آپ کی اس زبردستی کے چکر میں آپ ماموں کو انکار کر دیں کہ احسن اس رشتے کیلیے راضی نہیں ہے۔

میں کبھی انکار نہیں کروں گی تمہارے ماموں کو ویسے بھی یہ سوچ اپنے ذہن سے نکال دو کہ تمہاری شادی مشعال سے نہیں ہوگی کبھی سوچنا بھی مت شادی تو تمہاری مشعال کے ساتھ ہی کرنی ہے میں نے اس سے آگے ایک لفظ بھی مت بولنا۔

امی آپ سمجھتی کیوں نہیں اسلام بھی مجھے حق دیتا ہے اس بات کا کہ میں اپنی پسند ناپسند کو ترجیح دے سکتا ہوں۔ اور میری بھی ایک بات کان کھول کر سن لیں کہ میں مشعال سے شادی کبھی نہیں کروں گا وہ مجھے اچھی نہیں لگتی بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔

''میں کسی اور سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔''

امی حیرانی سے میری طرف دیکھنا شروع ہو گئیں۔ احسن بیٹے یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ آج سے پہلے تو ایسا کچھ نہیں تھا اور پھر اب یہ دوسری لڑکی کہاں سے آ ٹپکی۔ اماں میری پیاری اماں وقت آنے پر میں آپ کو اس لڑکی کے بارے میں سب بتا دوں گا بس پلیز آپ ماموں کو انکار کر دیں۔ ویسے بھی رشتہ کرتے وقت بھی کونسا آپ نے میری رائے کو میری مرضی کو اہمیت دی تھی جو میں آپ کو بتا پاتا کہ مشعال مجھے پسند نہیں ہے۔ اور رہی بات شادی کرنے کی تو میں اپنے فیصلے سے آپ کو آگاہ کر چکا ہوں۔ میں امی کو اپنا فیصلہ سنا کر کمرے سے باہر آ گیا تھا میرے بعد انہوں نے میرے اس فیصلے کو اہمیت دی تھی یا نہیں! یہ بعد کی بات تھی۔ وقت آنے پر بہتر فیصلے کی امید تھی مجھے امی سے۔

اس مشعال کی بچی کو تو میں اتنی جلدی معاف نہیں کرنے والی کیسے ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑی ہوئی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہے۔اس بدتمیز، جاہل لڑکی کو میں مزہ چکھا کر رہوں گی۔اس کی ساری حرکتوں کی خبر اس کے گھر والوں تک پہنچانی پڑے گی بلکہ صرف اس کے گھر والوں کو نہیں اس کے منگیتر احسن کے گھر بھی یہ ساری اس کی تصویریں بھیجوں گی کہ کیسے اس نے میرے شوہر کو پھانسا ہوا ہے۔میرے دو معصوم بچے اپنے باپ کی شکل دیکھنے کو ترس جاتے تھے اور اسے کسی کی ہوش نہیں نہ اپنی بیوی کی نہ ہی اپنے بچوں کی اور نہ ہی اپنے گھر کی۔میں کس کے آگے یہ سب رونا روتی میرا تو کوئی ہے ہی بھی نہیں تھا اس دنیا میں ایک بھائی تھا وہ بھی بس نام کا۔ملک سے باہر تھے وہ اپنی فیملی کے ساتھ کبھی مہینوں یا سالوں میں ایک ادھ دفعہ جو فون کرتے بھی تھے وہ بھی حال چال پوچھنے کے بعد اگر اتنا پوچھ ہی لیتے کہ بہن کوئی چیز تو نہیں چاہیے؟ لیکن بس یہ سوال پوچھنے کی دیر ہوتی تھی کہ بھابی فوراً ان سے فون پکڑ لیتی اور خیر خیریت دریافت کرنے کے بعد کہتیں سمیرا ہم پھر تمہیں فون کریں گے۔وہ تمہارے بھائی ابھی کام سے واپس آئے ہیں تو میں انہیں کھانے کا پوچھ لوں اتنا کہہ کر فون کھڑاک سے بند کر دیتی تھیں۔میں اسی سوچ سے ابھی نہیں نکلی تھی کہ ڈور بیل ہوئی دونوں بچے بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف دوڑے کہ بابا آ گئے، بابا آ گئے۔دروازہ کھولا تو سامنے رمیض کھڑا تھا۔

بچے فوراً باپ کو دیکھ کر اس کے ساتھ چمٹ گئے، اسے اپنے بچوں سے بہت پیار تھا کسی وقت میں وہ مجھ پر بھی اپنی جان نچھاور کرتا تھا لیکن تقریباً پچھلے ایک سال سے اس مشعال کی وجہ سے مجھ سے بدگمان ہو چکا تھا۔مجھے دیکھنا تک گوارا نہیں تھا اسے، میں آج سوچ لیا تھا کہ رمیض کو بولوں کہ میں نے مشعال کو سب کچھ سچ سچ بتا دینا ہے کہ تم شادی شدہ ہو اور تمہارے دو بچے بھی ہیں۔دونوں بچے اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔رمیض بھی کمرے کی طرف جانے کے لیے اٹھ گیا تھا اس دوران اس نے مجھ سے بات کرنا تو دور مجھے دیکھا تک نہیں تھا۔رمیض میں نے اسے آواز دی وہ میری آواز پر رک گیا تھا۔کھانا کھاؤ گے؟ وہ میری طرف دیکھ کر بولا میں کھانا باہر سے کھا آیا ہوں۔میں چپ نہیں رہ سکی، رمیض تم کیوں میرے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہو میں تمہاری بیوی ہوں کوئی غیر نہیں ہوں تم مجھے کیوں نظر انداز کرتے ہو۔

اس جاہل اور بد دماغ لڑکی کے لیے جو تمہاری کچھ لگتی بھی نہیں۔رمیض چلا کر بولا سمیرا اپنی زبان کو لگام دو تم، تم کون ہوتی ہو مشعال کو ایسا کہنے والی وہ کوئی اور نہیں بلکہ وہ بھی میری بیوی ہے" میں نے مشعال کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔"

مجھے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔آنکھیں دھندلا گئیں تھیں مجھے ہر طرف دھواں اٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔میں نے روتے ہوئے چیختے ہوئے رمیض کو پکڑا، اور روتے ہوئے چلا رہی تھی کہ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ تمہیں اپنے معصوم بچوں کا اور میرا ایک دفعہ بھی خیال نہیں آیا کہ تم نے اس مشعال سے شادی رچالی میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔میں بتاؤں گی اس مشعال کو کہ تم شادی شدہ ہو۔رمیض اونچی آواز میں ہنستے ہوئے بولا اسے سب

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

پتا ہے تم خوشی سے جا کر بتا سکتی ہو۔

رمیض نے کمرے میں جاتے ہوئے مجھے زور سے دھکا دیا میں ٹیبل کے ساتھ جا کر ٹکرائی۔ رمیض کمرے میں جا چکا تھا۔ میں وہی بیٹھی بلک بلک کر رو رہی تھی پتہ نہیں ہمارے ہنستے بستے گھر کو کس کی نظر لگ گئی تھی میری آئندہ زندگی میں شاید رونا دھونا لکھ دیا گیا تھا مجھے رمیض سے بہت محبت تھی میں کیسے اسے کسی اُور کو سونپ سکتی تھی وہ بھی اپنی آنکھوں کے سامنے کیوں ایسا کیا تم نے رمیض، کیوں ایسا کیا تم نے۔ تم بہت پچھتاؤ گے۔ میرے آنسو پونچھنے والا بھی کوئی نہیں تھا میں کس کو اپنے دکھ سناتی کس کے آگے روتی۔

میرے اللہ! یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا کیوں میری اتنی اچھی زندگی اتنی بری ہو کر رہ گئی۔ مجھے ایک ہی ڈر ستائے جا رہا تھا کہ اب رمیض مجھے اور میرے بچوں کو چھوڑ کر اس مشعال کے ساتھ کہیں چلا جائے گا کبھی نہ واپس آنے کے لیے مجھے کچھ تو کرنا ہوگا۔ اس سارے مسئلے کا کوئی تو حل بتا میرے اللہ! میں رمیض کے بغیر نہیں رہ سکتی اس نے اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا لیا۔ میں نے نظریں اوپر اٹھا کر دیکھا میرے دونوں بیٹے دروازے کے پاس کھڑے مجھے روتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

بابا پلیز میری بات سمجھنے کی کوشش کریں احسن میرے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا ہے بے شک آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں۔ میں نے اپنے کانوں سے اسے یہ بات پھوپھو کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ اچھا یہ بات ہے! بابا بولنا شروع ہوئے۔ اچھا اگر احسن اس رشتے کے لیے راضی نہیں یا اگر وہ تم سے شادی پر رضامند نہیں تو کوئی بات نہیں بیٹا تم تو اس رشتے کے لیے راضی ہو نا تو پھر مسئلہ کس چیز کا ہے؟ اور رہی بات احسن کی تو اس کی ماں اسے راضی کروا لے گی تم فکر نہ کرو۔ میں بس دل میں ہی سوچ کر رہ گئی کہ بابا میں خود بھی اس رشتے کے لیے راضی نہیں ہوں بلکہ میں اب شادی شدہ ہوں میں نے رمیض کے ساتھ کورٹ میرج کر لی ہے۔ اور اتنا بڑا قدم میں نے اپنے گھر والوں کے بغیر اس لیے اٹھایا تھا کہ وہ کبھی بھی نہیں مانتے میرے اور رمیض کے رشتے کیلیے۔ ویسے بھی احسن مجھے شروع دن سے ہی پسند نہیں تھا وہ ایک تنگ نظر انسان تھا میں اپنی پوری زندگی اس کے ساتھ کبھی بھی گزارنا پسند نہیں کرتی اس لیے میں نے رمیض سے شادی کی وہ ایک سلجھا ہوا لڑکا تھا مجھے پسند بھی تھا۔ اس کے ماں، باپ وفات پا چکے تھے۔ اس کا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں تھا میرے سوا! اس کا اپنا بزنس تھا۔ مجھے اور کیا چاہیے تھا وہ پڑھا لکھا اور ایک اچھی شخصیت کا مالک تھا اور سب سے بڑھ کر وہ مجھے بہت چاہتا تھا۔ گھر والے میری شادی کروانا چاہتے تھے جلد ہی احسن کے ساتھ اور میں یہ شادی کیسے کر سکتی تھی نکاح پر نکاح نہیں ایسا نہیں ہو سکتا مجھے کچھ تو کرنا پڑے گا کسی سے تو بات کرنی پڑے گی۔ کس سے بات کروں کیسے بات کروں میرے گھر والوں کو اگر اس بات کی خبر ہو گئی نکاح والی بات کی تو وہ بس دو ہی کام کریں میرے ساتھ یا تو مجھے جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر رمیض سے طلاق دلوا کر

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میری شادی پھر احسن سے کر دیں گے اور میں ایسا بالکل ہونے نہیں دوں گی۔

''آج مجھے اپنی ڈگری کے سلسلے میں یونیورسٹی پہنچنا تھا۔'' میں ناشتے کی ٹیبل پر پہنچی، سامنے دیکھا تو احسن بیٹھے ہوئے تھے۔ ہیں! ''یہ کب آئے اور وہ بھی صبح سویرے۔'' میں سب کو سلام کرنے کے بعد کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

''خیر تو ہے پتر!'' آج صبح سویرے کہاں کی تیاری ہے؟ دادا جی نے سوال پیش کیا میری نظر میں۔ ویسے بھی آج آپ کی صبح نو بجے ہی ہوگئی؟''

سلوی پتر! عام دنوں میں تو آپ کی صبح گیارہ سے پہلے نہیں ہوتی۔

''دادا جی آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں'' اور وہ بھی سب لوگوں کے سامنے میں نے احسن کی طرف دیکھتے ہوئے یہ فقرہ بولا تھا۔ ''ارے! نہیں سلوی بیٹا میں تو ویسے ہی تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کہیں جا رہی ہو؟''

''جی دادا جی'' وہ آج یونیورسٹی جانا ہے مجھے ڈگری کے سلسلے میں۔ مجھے خبر ملی تھی کہ ''کنووکیشن'' ہے یونیورسٹی میں لیکن وہ آج تو نہیں ہے لیکن پھر بھی میں نے سوچا ''کنووکیشن'' سے پہلے ایک چکر یونیورسٹی کا لگا آؤں۔ ''احسن صاحب ناشتہ کرنے میں اتنے مگن تھے جیسے وہ ناشتہ ہی کرنے آئے تھے ہمارے گھر۔'' میرے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی احسن کو ناشتہ کرتے ہوئے دیکھ کر۔ وہ ایسے بھلا جھجک ہو کر ہمارے گھر کھانا کھاتے تھے جیسے! ''وہ بھی اس گھر کے فرد ہوں۔'' میں احسن سے نظریں ہٹا کر ابو کی طرف متوجہ ہوئی۔ ابو آپ مجھے یونیورسٹی چھوڑ دیں گے؟ ''بیٹا! میں آپ کو یونیورسٹی ضرور چھوڑ دیتا لیکن مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا ہے اس وجہ سے آپ یونیورسٹی خود چلی جاؤ۔'' لیکن ابو میں ابھی خود سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے بہت ڈرتی ہوں اتنا رش ہوتا ہے سڑکوں پر۔ ''سلوی بیٹا ڈرنے سے کام تو حل نہیں ہوتے اور جہاں تک میرا خیال ہے میری بیٹی ایک بہادر لڑکی ہے اور تم خود اب ڈرائیونگ کر سکتی ہو۔'' اوہو..... بحث مت کرو دونوں باپ بیٹی، اقبال تم جاؤ اپنے کام کے سلسلے میں جہاں جا رہے ہو۔ سلوی، احسن بچے کے ساتھ یونیورسٹی چلی جائے گی۔ اس ساری گفتگو کے دوران احسن نے پہلی بار نظریں اور اپنے سر کو اوپر اٹھا کر دیکھا، جیسے ہزار توپوں کی سلامی مل گئی ہو انہیں اتنی ان کے چہرے پر خوشی چمک رہی تھی۔ کیوں، احسن بیٹے آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہوگی؟ کوئی دقت تو نہیں چھوڑنے جانے کے لیے؟ ''ابو، احسن سے پوچھ رہے تھے۔'' نہیں انکل، آپ کیسی بات کر رہے ہیں مجھے کوئی پریشانی نہیں، میں سلوی کو یونیورسٹی چھوڑ دوں گا۔ شکریہ! احسن۔ ابو احسن کا شکریہ ادا کر کے چلے گئے اور میں ابھی تک اسی شاک سے ہی نہیں نکلی تھی کہ میں احسن کے ساتھ یونیورسٹی جاؤں گی۔ ''ایک تو دادا جی بھی پتا نہیں کیا کرتے ہیں یہ سارا کیا دھرا انہی کا تھا ایک دفعہ پوچھ تو لیتے بھلا مجھ سے کہ میں ان کے ساتھ جانا بھی چاہتی ہوں کہ نہیں۔ نہیں میرا مطلب ہے

Waqar Azeem www.pakistanipoint.com

کہ اگر جانا چاہتی بھی ہوں میں تو بندہ ایک دفعہ اجازت تو لے لیتا ہے ایک دفعہ پوچھ تو لیتا ہے نا کہ سلویٰ پتر تم کو کوئی اعتراض تو نہیں۔ احسن کے ساتھ جانے سے اس کے بعد میں کوئی جواب دیتی ہوئی بھی اچھی لگتی۔'' سلویٰ پتر! تمہارا مسئلہ حل ہو گیا ہے جانے کا تو اب کیوں پریشان بیٹھی ہو؟ دادا جی! جانے کا تو مسئلہ حل ہو گیا تو مجھے وہاں سے کون لے کر آئے گا۔'' آپ آ جایئے گا پھر لینے مجھے یونیورسٹی سے۔''

ارے نہیں.....'' دادا جی کو کیوں تکلیف دینی ہے، دادا جی آپ پریشان نہ ہوں میں سلویٰ کو لے بھی آؤں گا۔'' لو جی! کام کی مُکیا۔ میرا بچہ بہت اچھا ہے۔ اللہ صحت و تندرستی دے میرے بچے کو۔

دادا جی، احسن کی اس بات سے بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ میں نے بہت نوٹ کیا تھا وہ احسن سے بہت مانوس ہو گئے تھے۔ ''جیسے احسن انہیں بہت اپنا اپنا سا لگتا ہو وہ کبھی اسے غیر نہیں سمجھتے تھے ہمیشہ سے یہی کہتے کہ احسن بھی مجھے بالکل ویسا ہے جیسا میرا پوتا رحمٰن ہے میرے لیے۔'' میں امی اور خالہ بی کو کچن میں اللہ حافظ کہنے کے بعد احسن اور دادا جی کے ہمراہ باہر گاڑی تک آ گئی۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد میں نے دادا جی کی طرف دیکھا وہ ہمیں بہت خوش ہو کر دیکھ رہے تھے جیسے کچھ سوچ رہے ہوں اندر ہی اندر، دادا جی کو خدا حافظ! کہہ کر احسن گاڑی آگے لے گئے۔ سلویٰ!'' احسن نے گاڑی چلاتے ہوئے مجھے پکارا'' ..... میں نے انہیں مختصر سا ''جی'' کہہ کر ان کے جواب کے انتظار میں خاموش ہو گئی، کافی دیر خاموشی کے بعد وہ بولے تھے۔ ''ایک بات تو بتائیں؟'' میں نے پھر سوالیہ نظروں سے احسن کی طرف دیکھا..... ''سلوی، آپ مجھ سے اتنی جھجک کیوں محسوس کرتی ہیں، میں نے دیکھا ہے جب جب میں آپ کے سامنے آتا ہوں آپ کو ایسے جیسے غصہ آتا ہے مجھ پر، یا پھر آپ کو اچھا نہیں لگتا میرا بار بار، آپ کے سامنے آنا۔''

میں نے ہلکا سا گلا کھنکار کر اپنی بات شروع کی، ''ایسا کچھ نہیں ہے'' یہ صرف آپ کی اپنی ذاتی سوچ ہے اور کچھ نہیں۔ احسن اونچی آواز میں ہنسے تھے۔ سارے سفر کے دوران اس دفعہ میں ان کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ کیونکہ، میں نے آج شاید پہلی دفعہ انہیں اتنا کھلکھلا کر ہنستے دیکھا تھا۔ مجھے اس چیز کا اندازہ ہی آج ہوا تھا کہ اس بندے کو ہنسنا بھی آتا ہے۔ سلویٰ جی!'' یہ تو آپ کا سیاسی بیان ہے'' ..... ذاتی سوچ والا میرے بارے میں۔

میں نے بڑے تحمل سے بولتے ہوئے کہا، پہلی بات تو میں کوئی سیاست دان نہیں ہوں جو اتنے سیاسی بیان دے سکوں، احسن میری بات ٹوکتے ہوئے بول۔ ''اور دوسری بات کونسی ہوئی؟'' میں فوراً بولی دوسری بات وہی ہے جو پہلے بھی میں کہہ چکی ہوں کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو چکی تھی۔

یہ آج یونیورسٹی کیوں نہیں آ رہی، راستہ اتنا لمبا کیسے ہو گیا ہے۔ دل ہی دل میں یہ سب سوچ رہی تھی میں لیکن شاید احسن نے میری خاموشی کو محسوس کر لیا تھا، کہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔ سلویٰ وہ ہم آج دوسرے روڈ سے جا رہے ہیں اور اس طرف سے جاتے ہوئے آدھا گھنٹہ مزید لگ سکتا ہے۔ ''ہونہہ'' کتنے مزے سے اپنی بات مکمل

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کر کے ڈرائیونگ کرنے میں مصروف ہیں۔ ''جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، جیسے آدھا گھنٹہ ان کے لیے کوئی معمولی سی بات ہے۔'' مجھے تو ایسے لگ رہا تھا جیسے جان بوجھ کر اس راستے سے لے کر جا رہے ہیں، کہ زیادہ بات چیت کر سکیں میرے ساتھ۔ میں کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اچانک میری نظر مشعال اور رمیض پر پڑی وہ گاڑی سے اتر کر کسی ریسٹورنٹ کے اندر جا رہے تھے۔ ہماری گاڑی اشارے پر رکی ہوئی تھی اور یہاں سے باہر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا، پہلے میں نے سوچا کہ احسن کو بتاؤں کہ مشعال وہاں ایک لڑکے کے ساتھ جا رہی ہے لیکن پھر خاموش رہنے پر ہی اکتفا کیا، احسن کیا سوچیں گے کہیں میں انہیں بدگمان تو نہیں کر رہی مشعال کے متعلق اس لیے چپ رہنے میں ہی بہتری تھی۔ میں نے نظریں گھما کر احسن کی طرف دیکھا کہ یہ انسان سچ میں معصوم ہے، بھولا ہے، جسے کچھ پتا نہیں چل رہا کہ اس کی منگیتر ہے وہ اس پر نظر رکھے آخر وہ چاہتی کیا ہے۔ احسن کے ساتھ اگر اس کی رضامندی نہیں ہے تو کیوں زندگی تباہ کر رہی ہے اپنی بھی اور احسن کی بھی اور شاید ''میری بھی'' مجھے احسن اچھے لگنے لگ گئے تھے، صرف اچھے نہیں بلکہ بہت اچھے۔ میں نے اپنی نظریں باہر کی طرف گاڑھ دیں کہیں اتنی خاموشی میں احسن کو میرے دل کی آواز نہ سنائی دینے لگ جائے کہ ان کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں۔ اللہ اللہ کر کے یونیورسٹی آ گئی تھی میں نے شکر کیا کہ ہم یونیورسٹی پہنچ چکے تھے۔ پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے احسن بھی میرے ساتھ گاڑی سے نیچے اتر آئے تھے۔ سلویٰ! ''آپ ایسا کریں اپنا کام نبٹا لیں اس کے بعد آپ میرے ساتھ ہی گھر چلی جایئے گا۔'' میں یونیورسٹی میں ہی آپ کا انتظار کرتا ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کرتے ہیں میں بھی آپ کے ساتھ اندر چلتا ہوں اسی بہانے سر عارف اور عائشہ، مشعال سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئیں مشعال کا نام سن کر اُف میرے خدایا! مشعال سے یہ کیسے ملیں گے وہ تو یونیورسٹی سے باہر گھوم رہی ہے۔

میں نے فوراً کہا نہیں، نہیں احسن آپ یہاں اتنی دیر کیا کریں گے بھلا! آپ چلے جائیں واپس اگر میں نے آپ کے ساتھ ہی جانا ہوا تو، تو میں آپ کو فون کر لوں گی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا بولے جا رہی ہوں کیونکہ مجھے بس ایک ہی فکر کھائے جا رہی تھی کہ ان کے رشتے میں کوئی دڑار نہ پڑ جائے، اگر احسن کو پتا چل گیا کہ مشعال کی بچی یونیورسٹی میں نہیں ہے۔ سلویٰ! آپ ٹھیک تو ہو، اتنی سہمی ہوئی کیوں ہیں آپ؟ اچانک آپ کو کیا ہو گیا؟ اور باقی رہی میرے واپس جانے کی بات تو میں نہیں جانے والا میں آپ کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ وہ تو حکم صادر کر کے اندر کی طرف چل دیئے تھے مجھے بھی ناچار ان کی پیروی کرنی پڑی۔ ہم دونوں سیدھے سر عارف کے آفس میں چلے گئے۔ سر عارف ہم دونوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ آؤ، آؤ میرے بچو صحیح وقت پر آئے ہو آپ لوگ ان سے ملیں یہ ہیں سمیرا، انہوں نے آج ہی یونیورسٹی جوائن کی ہے۔ مس سمیرا یہ سلویٰ ہیں اور ساتھ ان کے احسن ہیں ان لوگوں سے آپ پہلے بھی مل چکی ہیں شاید، اور سلویٰ یہ رمیض ہیں انہیں تو آپ جانتی ہی ہیں یہ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

یہاں سٹوڈنٹ بھی ہیں اور پروفیسر بھی۔ رمیض کو دیکھ کر میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں مجھے لگ رہا تھا بیہوش ہو کر گر جاؤں گی میں اِدھر ہی، اگر رمیض ادھر ہے تو وہاں ریسٹورنٹ میں مشعال کے ساتھ کون لڑکا تھا۔ میں خود ہی ایک سوالیہ نشان بن کر رہ گئی تھی اپنے لیے، یہ آخر ماجرا کیا تھا۔ کیا کھچڑی پکا رہی تھی وہ مشعال، میں سوچ سوچ کر پاگل نہیں ہونا چاہتی تھی۔ میں اور احسن ساتھ پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئے۔ ہمارے بیٹھتے ہی رمیض سر سے کلاس لینے جانے کے بہانے اٹھ کر جا چکا تھا۔ میں اس کی اس جاتی ہوئی حالت کو سمجھ چکی تھی، وہ جب بھی احسن کو کہیں دیکھ لیتا تو بھاگنے میں ہی بھلائی سمجھتا تھا۔ سلویٰ! چھوڑو کن چکروں میں پڑی ہوئی ہو مت سوچو اتنا، کیوں اپنے آپ کو پاگل کرنا چاہتی ہو سوچ سوچ کر، یہ میرے ضمیر کی آواز تھی بیچارے کی جو میرے اندر سے مجھے سنائی دی، میں اچانک اپنے حواسوں سے باہر آئی تو احسن اور سر آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ مس سمیرا کا دھیان میری طرف تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھ لینا ہی مناسب سمجھا۔ سلویٰ! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟ ''سر سے بات کرنے میں مصروف احسن نے بھی اس دوران میری طرف دیکھا تھا۔'' جی! مس سمیرا، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ سر! آپ اور احسن باتیں کریں بیٹھ کے تب تک میں اور سلویٰ ذرا باہر یونیورسٹی کا چکر لگا کر آتے ہیں۔ ہم دونوں سر کی اجازت لے کر باہر آ گئی تھیں۔ سلویٰ! آپ کو میں کچھ بتانا چاہتی ہوں۔ میں سمیرا کے منہ کی طرف حیرانگی سے دیکھنا شروع ہو گئی کہ انہیں مجھ سے کیا بات کرنی ہے۔ جی مس سمیرا،'' آپ بات کریں اجازت لینے کی ضرورت نہیں آپ کو۔'' یاد ہے آپ کو سلویٰ! آپ نے سکول سے آتے ہوئے ایک بچے کی جان بچائی تھی۔ جو سکول بس تک پہنچنے کے لیے سڑک کراس کرنے لگا تھا؟ میرے ذہن میں فوراً وہ بچے والا سین تازہ ہو گیا، ہاں جی! مجھے یاد ہے، کیوں کیا ہوا ہے؟ میں سوالیہ نشان بنی سمیرا کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ''وہ میرا بیٹا تھا سلویٰ۔'' اوہ! ماشاءاللہ! بہت پیارا بچہ تھا۔ لیکن آپ کو کیسے پتا چلا کہ اس بچے کی جان میں نے بچائی تھی۔ سڑک کراس کرنے کے لیے میں نے اس بچے کی مدد کی تھی، یہ سب آپ کو کیسے پتا ہے؟ مجھے لگتا ہے اب آپ نے اچھا سوال کیا ہے مجھ سے، میں اچھے سے آپ کے اس سوال کا جواب دے پاؤں گی۔ بلکہ ہر اس سوال کا جواب دے پاؤں گی جو میرے خیال سے صرف مجھے آپ کو ہی بتانا چاہیے۔ میرے بیٹے کی جان آپ نے بچائی اس بات کی خبر مجھے میرے شوہر نے دی تھی۔ رمیض میرا شوہر ہے۔'' بم گر چکا تھا میرے سر پر بس اب پھٹنے کی دیر تھی۔ سمیرا ہر بات مجھے بتا رہی تھی۔ مجھے ہر طرف گرد اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سمیرا کا چہرہ بھی دھندلا چکا تھا۔ مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں سچ میں سمیرا کے سامنے کھڑی تھی یا کوئی گھناؤنا خواب دیکھ رہی تھی۔ مجھے احساس ہوا کہ ہاں یہ سچ ہی ہے کوئی خواب نہیں۔ سمیرا میرے دونوں ہاتھ تھامے ہوئے رو رہی تھی۔ وہ مسلسل روئے جا رہی تھی اس کی زبان پر صرف ایک ہی فقرہ تھا، سلویٰ! میرے شوہر کو اُس مشعال سے آزادی دلوا دو۔ میرے دو چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہیں۔ رمیض کے بغیر ہم کہاں جائیں گے۔ وہ روئے جا رہی تھی اور یہ فقرہ بار بار دہرا رہی تھی۔ مجھے تو اپنی کوئی ہوش نہیں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

رہی تھی۔ میں تو جیسے سکتے میں آ گئی تھی۔ میرے کانوں میں سمیرا کے یہی الفاظ بار بار گونج رہے تھے کہ ''مشعال اور رمیض'' نکاح کر چکے ہیں.....!

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ مجھے اس بات کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ میں اس بات کو لے کر اتنی فکر مند کیوں ہوں، فکر مند تو اس شخص کو ہونا چاہیے جس کے چہرے پر ہمیشہ سکون رہتا تھا۔ مطلب اسے کوئی فکر ہی نہیں تھی کہ مشعال کیا کرتی پھر رہی ہے۔ اچانک میری نظر دروازے پر پڑی جہاں احسن اور سر کھڑے کوئی بات کرنے میں مصروف تھے۔ مس سمیرا ساری بات بتا کر جا چکی تھیں۔ میں اس وقت کی بیٹھی یہی سوچ رہی تھی، احسن سے کس طرح بات کروں کہاں سے شروع کروں بات کرنی اور کہاں پر ختم کروں۔ اسی دوران سر اور احسن بھی چل کر میرے پاس پہنچ چکے تھے۔ احسن آتے ہی بولے سلویٰ! اب چلنا چاہیے ہمیں؟ میں نے نظریں اٹھا کر اس سکون بھرے شخص کی طرف دیکھا جو مجھے ہی دیکھ رہا تھا۔ سر عارف کو اللہ حافظ کہنے کے بعد ہم دونوں یونیورسٹی کے باہری گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

آج تک میں نے رمیض جتنا بیوقوف شخص نہیں دیکھا ہوگا دنیا میں۔ وہ کتنی آسانی سے تمہارے چنگل میں پھنس گیا ہے۔ ابرار بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ مشعال کے چہرے سے بھی مسکراہٹ جھلک رہی تھی۔ مشعال کیا کھاؤ گی؟ ابرار ہاتھ میں مینیو کارڈ پکڑے مشعال سے پوچھ رہا تھا۔ مشعال کہاں گم ہو میں تم سے مخاطب ہوں۔ کچھ بھی آرڈر کر لو جو تمہیں اچھا لگے۔'' ابرار کو اتنا کہہ کر میں پھر سلویٰ کے بارے میں سوچنے لگ گئی تھی۔''

مشعال کیا بات ہے؟ تم کچھ پریشان دِکھ رہی ہو؟

ابرار! میں پریشان بالکل نہیں ہوں۔ سلویٰ کے بارے میں بس سوچ رہی ہوں وہ آجکل کچھ زیادہ ہی قریب آ رہی ہے احسن کے، اور ویسے بھی مجھے پتا نہیں کیوں ایسا لگتا ہے جیسے وہ میرے اور رمیض کے نکاح کے بارے میں جان چکی ہے۔ اوہو، پاگل لڑکی! چھوڑو اس سلویٰ کو کیوں اس کے بارے میں سوچ سوچ کر اپنے آپ کو ہلکان کر رہی ہو۔ اگر وہ جان بھی چکی ہے تو اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ''دیکھ لیں گے اس سلویٰ کو بھی۔'' ابرار نے مجھے تسلی دیتے ہوئے آخری فقرہ ادا کیا تھا۔

میں بس خاموش تھی۔ ''میری خاموشی ہی بنتی تھی شاید'' میں اس سارے معاملات میں کہیں بھی دخل اندازی کرتی تو شاید غلط کہلاتی۔ لیکن اگر مجھے کوئی چیز ستا رہی تھی تو وہ احسن تھے، مجھے ان کے سامنے مشعال کی اس حرکت کا ذکر کرنا چاہیے..... میرے بتانے کے بعد احسن کا جو بھی رویہ یا لہجہ ہوا دیکھا جائے گا..... میں اس بندے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کے لیے بہت فکر مند تھی، میں اسے کھونے سے ڈرتی تھی۔ میں نے اپنے دل میں اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا۔

احسن کو مشعال کی ساری بات سے آگاہ کر دوں گی۔ ویسے بھی مشعال نکاح تو کر چکی ہے تو یہ شادی کا کیا چکر ہے پھر ہاں سچ! یاد آیا مس سمیرا کہہ رہی تھیں کہ اس کے گھر والوں کو اس کے نکاح کی کوئی خبر نہیں ہے، اسی لیے وہ لوگ احسن اور مشعال کی شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ میں احسن کو بتانے کا فیصلہ کر کے کل کی پیکنگ کے لیے اٹھ گئی تھی۔

آج مجھے اور احسن کو اسلام آباد ایک مشاعرے پر شرکت کے لیے روانہ ہونا تھا۔ ''احسن نے ہی دادا ابو اور ابو سے اجازت طلب کی تھی کہ سلویٰ اور میں ایک ساتھ چلے جائیں گے۔'' ابو احسن کے ساتھ کہیں بھی مجھے بھیجنے کے لیے منع نہیں کرتے تھے، بقول میرے ابو کے! ''احسن، گھر کا ہی فرد ہے۔'' میں نے رات میں ہی پیکنگ کر لی تھی۔ دو یا تین دن کے لیے ہمیں اسلام آباد جانا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد میں باہر لان میں آ گئی تھی۔ صبح کی ٹھنڈی ہوائیں سردیوں کے آنے کی خبر دے رہی تھیں اکتوبر کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ دن میں موسم نارمل ہی ہوتا تھا، لیکن صبح کے وقت اور دن ڈھلے سردی کا احساس ہوتا تھا۔ پرندوں کے چہچہانے کی آواز دل کو بہت بھلی لگ رہی تھی۔ دادا ابو اور ابو کا روز کا معمول تھا، وہ فجر کے بعد سیر کو جاتے تھے۔ ارے! میری بیٹی آج یہاں کیسے وہ بھی اس وقت؟ دادا جی کی آواز پر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ لوگ سیر سے واپس آ چکے تھے۔ میں نے سلام کرنے کے بعد چائے کی آفر کی۔ ابو کو کسی ضروری کام سے آج لاہور کے لیے نکلنا تھا، جس کی وجہ سے وہ تیاری پکڑنے کے لیے اندر کی طرف بڑھ گئے۔ دادا ابو اور میں کیسے چائے کو چھوڑ سکتے تھے۔ میں چائے بنانے کے لیے اندر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ امی پہلے سے ہی کچن میں موجود تھیں، انہیں ابو کے لیے ناشتہ تیار کرنا تھا۔ چائے کا بھی امی کو بول دیا کہ وہ بنا دیں۔ ''میرے اور دادا ابو کے لیے''

میں چائے کا کہہ کر پھر لان میں دادا ابو کے پاس آ گئی تھی۔ دادا جی نے احسن کی باتیں چھیڑ لی تھیں۔ سلویٰ پتر! ''احسن بہت اچھا لڑکا ہے'' کبھی کبھی بیٹھے سوچتا ہوں، اس کے ساتھ بات کروں۔

میں بیٹھی بڑے غور سے دادا ابو کی باتیں سن رہی تھی۔ میں چونک گئی جب دادا ابو نے ایسا کہا۔ ''کیا بات کرنا چاہتے ہیں آپ انکے ساتھ؟'' مجھے اندازہ تو ہو رہا تھا کہ دادا جی کو احسن کیوں اتنا اچھا لگتا ہے، پر میں جان بوجھ کر بات کو نظر انداز کر گئی تھی۔ بڑے شفاف طریقے سے۔ دادا ابو نے بھی یہ بات گول مول کر دی تھی یہ کہہ کر کہ! وقت آنے پر بتاؤں گا اپنی بیٹی کو۔ چائے خالہ بی لے آئی تھیں۔ چائے پینے کے فوراً بعد میں دادا جی سے اجازت لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ احسن لینے آ جائیں گے۔ میں نے ابھی کپڑے بھی تبدیل کرنے تھے۔ ابھی بہت کام باقی تھا۔ شولڈر بیگ تیار کرنا تھا۔ میرے وہاں سے اٹھ جانے کے بعد دادا ابو کسی گہری سوچ میں چلے گئے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تھے۔انکی یہ گہری سوچ کسی پریشانی کی نہیں بلکہ خوشی کی علامت تھی۔

صبح دس بجے کے قریب احسن گھر آ گئے تھے۔ میں نے سارا سامان وغیرہ تیار کرلیا تھا۔احسن نے میرا سامان بھی ڈِگی میں رکھوا دیا تھا۔ دادا ابو کے اصرار پر ہم دونوں بھی ناشتہ کرنے بیٹھ گئے۔ دادا جی کا کہنا تھا، ناشتے کے بغیر نہیں جانا۔ آنٹی، انکل نظر نہیں آ رہے آج؟ احسن امی سے پوچھ رہے تھے۔ بیٹا! انہیں کام کے سلسلے میں لاہور جانا تھا، بتا رہے تھے نا اس دن وہ آپ کو۔ اوہ اچھا، جی، جی آنٹی یاد آ گیا مجھے۔ احسن مسکراتے ہوئے کہہ رہے تھے۔ ناشتہ کرنے کے بعد سب کو اللہ حافظ کہہ کر ہم دونوں گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ دادا ابو بھی باہر گاڑی تک ہمیں چھوڑنے آئے تھے۔ الوداعیہ کلام کے بعد احسن نے گاڑی چلا دی تھی۔

موٹروے کی سڑک پر گاڑی رواں دواں تھی۔ سلویٰ! آپ کچھ سننا پسند کریں گی؟ میں نے احسن کو کہا کیوں سننے کے بغیر آپ کو راستہ بور لگ رہا ہے؟ میں نے بھی احسن کو سوال کے بدلے سوال کر ڈالا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے لہجے میں بولے، تم کو سوال پر سوال کرنے کی عادت ہے کیا، میں نے کافی دفعہ غور کیا ہے اگر میں کوئی سوال کرتا ہوں تم نے آگے سے میرے سوال سے بھی بھاری سوال تیار کر کے رکھا ہوتا ہے۔ میرا چہرہ مسکراہٹ سے بھر گیا تھا۔ میں نے احسن سے پوچھا کیوں آپ کو اچھا نہیں لگتا میں سوال پر سوال کر دیتی ہوں؟ ارے ایسی بات نہیں ہے مجھے اچھا کیوں نہیں لگے گا بھلا، وہ تو بس ایسے ہی۔ احسن بات کو گول مول کر گئے تھے۔ میں نے احسن کی طرف دیکھا کنجی سی خوبصورت آنکھیں، ناک پر رعب اور غرور سجائے ہوئے وہ گاڑی چلانے میں مصروف تھے۔ گھنی مونچھوں میں چھپے ہوئے ہونٹ کچھ بولنے کے لیے کھولے تھے۔ میں نے فوراً اپنا منہ باہر کھڑکی کی طرف کرلیا اسی وقت احسن نے پھر سوال کیا؟ سلویٰ! کیا بات ہے، کچھ کہنا ہے کیا؟ میرے منہ سے اس دفعہ نہ کوئی سوال نکل پا رہا تھا اور نہ ہی کوئی جواب۔ میں شرمندگی کے عالم میں کچھ بول ہی نہیں پا رہی تھی، انہوں نے اتنی صفائی سے میری چوری پکڑ لی تھی کہ میں انہیں دیکھ رہی تھی۔ ان کی آنکھوں میں کچھ تلاش کر رہی ہوں، شاید میں دیکھنا چاہ رہی تھی کہ میرا عکس نظر آتا ہے ان کی آنکھوں میں یا میں محسوس کر پاؤں گی کہ ان کی زندگی میں میری کیا اہمیت ہے۔ احسن نے پھر ایک دفعہ میری رائے جاننے کے لیے مجھ سے پوچھا نصرت فتح علی خاں کو سنو گی؟ میں نے ان کی طرف دیکھے بغیر اثبات میں سر ہلا دیا، اور ایک دفعہ پھر باہر شیشے کی طرف منہ کرلیا۔ گاڑی کے اندر مدھم آواز میں نصرت فتح علی خاں کی آواز گونجنے لگ گئی۔

تمہیں دل لگی بھول جانی پڑے گی
محبت کی راہوں میں آ کر تو دیکھو

WaqarAzeem
www.pakistanipoint.com

''میں نے پھر اپنی نظریں ان کی طرف لیں جو بڑے سکون سے گاڑی چلا رہے تھے۔''

تڑپنے پہ میرے نہ پھر تم ہنسو گے
کبھی دل کسی سے لگا کر تو دیکھو

اس دفعہ احسن نے بھی میری طرف رُخ پھیرا۔ میں نے جلدی میں اپنی نظریں پھر باہر کھڑکی کی طرف کر دیں۔

فضاؤں کی ہم سے توقع نہیں ہے
مگر ایک بار آزما کے تو دیکھو
زمانے کو اپنا بنا کر تو دیکھو
ہمیں بھی تم اپنا بنا کر تو دیکھو

''میں اب بار بار احسن کی طرف نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ ویسے بھی میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ گاڑی چلاتے ہوئے توجہ میری طرف کریں۔ گاڑی چلانے پر ہی توجہ دیں تو بہتر ہے۔''

خدا کے لیے چھوڑ دو اب یہ پردہ
کہ ہیں آج ہم تم نہیں غیر کوئی
شب وصل بھی ہے حجاب اس قدر کیوں
ذرا رُخ سے آنچل اٹھا کر تو دیکھو
جفائیں بہت کیں بہت ظلم ڈھائے
کبھی اک نگاہِ کرم اس طرف بھی
ہمیشہ ہوئے دیکھ کر مجھ کو برہم
مری جاں کبھی مسکرا کر تو دیکھو

''آخری لائن احسن نے بھی گنگنائی تھی۔'' میں سن کر مسکرا دی لیکن میں نے اپنا مسکرانا احسن پر عیاں نہیں کیا تھا۔

جو الفت میں ہر اک ستم ہے گوارہ
یہ سب کچھ ہے پاس وفا تم سے ورنہ
ستاتے ہو دن رات جس طرح مجھ کو
کسی غیر کو یوں ستا کر تو دیکھو
اگرچہ کسی بات پر وہ خفا ہیں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تو اچھا یہی ہے تم اپنی سی کرلو
وہ مانے نہ مانے یہ مرضی ہے اُن کی
مگر ان کو پرنم منا کر تو دیکھو
تمہیں دل لگی بھول جانی پڑے گی
محبت کی راہوں میں آ کر تو دیکھو

قوالی ختم ہونے کے بعد گاڑی میں خاموشی چھا چکی تھی۔ میں تو ابھی تک قوالی کی ان لائنوں پر ہی کھوئی ہوئی تھی۔ ہمیشہ کی طرح احسنؑ نے ہی خاموشی کو توڑا تھا۔ سلویٰ! مجھے تو لگتا تم قوالی کے اندر ہی چلی گئی ہو؟ میں نے مسکراتے ہوئے سر کو اثبات میں ہلایا۔

کچھ اور سنو گی اب؟ نہیں اس ترنم سے ہی میں باہر نہیں نکل پائی اس لیے کچھ اور سن کر میں اس قوالی کے ٹیسٹ (Taste) کا مزہ کرکرا نہیں کرنا چاہتی۔ اوہ! سچ میں بتانا بھول گیا راستے میں اِک کزن کو بھی پک کرنا ہے میں نے، وہ لاہور سے آ رہا ہے موٹروے کے کسی قیام وطعام (Refreshment) ایریا پر اسکی بس رکے گی تو ہم اسے اُدھر سے پک کرلیں گے۔ میں نے ہی اسے انوائیٹ کیا ہے اس مشاعرے پر یہ میری زندگی کا سب سے اہم اور یادگار مشاعرہ ہوگا۔'' احسن بولے جا رہے تھے میں خاموشی سے بس انکی بات سن رہی تھی۔'' آج کے مشاعرے پر تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے سلویٰ! میں نے حیران کن نظروں سے احسن کی طرف دیکھا تھا کہ میرے لیے ایسا کیا سرپرائز ہوسکتا ہے بھلا میں ہچکچاتے ہوئے بولی کہ میرے لیے سرپرائز؟ احسن خوشی سے ہاں کے جواب میں سر ہلا رہے تھے۔'' سرپرائز میرے لیے ہے لیکن خوش آپ زیادہ دکھائی دے رہے ہو مجھے؟'' کیونکہ بات خوشی کی ہے اس لیے میں خوش دکھائی دے رہا ہوں اور یقیناً جب تمہیں اس سرپرائز کا پتا چلے گا تو تم مجھ سے بھی زیادہ خوش ہوگی، اب سوچ سوچ کر کہ سرپرائز کیا ہے دماغ کا دہی نہ کرو کیونکہ یہ تو تمہارے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوگا اس سرپرائز کا، احسن میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرائے۔ تقریباً دو گھنٹے ہو چکے تھے ہمیں چلے ہوئے اور ابھی بھی گھنٹے ڈیڑھ کا سفر باقی تھا۔'' پری'' گاڑی چلاؤ گی؟ میں اک دم سے چونک اٹھی یہ پری کون آ گئی ہے گاڑی کے اندر، ارے پگلی! اِدھر اُدھر کیا نظریں گھما رہی ہو میں نے پری تمہیں کہا ہے۔ میں نے انتہائی شریفانہ اور شرارتی لہجے میں احسن سے پوچھا، آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں؟ احسن بہت زور سے ہنسے، جیسے میں نے انہیں کوئی لطیفہ سنا دیا ہو۔ سلویٰ میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے'' الحمدللہ'' لیکن یہ بھی سچ ہے کہ پری میں نے تمہیں ہی بولا ہے۔ اک بات کہوں سلویٰ؟ احسن کی اس بات پر مجھے ہر طرف خوشی کے تارے جگ مگ، جگ مگ کرتے ہوئے دکھائی دینے لگے کہ پتا نہیں احسن کیا بات کہنے لگے ہیں۔ میں نے بھی ابھی انہیں'' ہاں جی کہیے'' بولا بھی نہیں تھا کہ وہ فوراً بولے'' چلو رہنے دو پھر کبھی۔'' مجھے احسن کی اس بات پر پتا نہیں کیوں بہت غصہ آیا اگر کچھ کہنا ہی ہے انہیں تو

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

انتظار کیوں کروا رہے ہیں میں یہی وہ پہلی بات بولوں ہی رہ گئی۔ اچھا تم نے بتایا نہیں گاڑی چلاؤ گی؟ مجھے ابھی پہلی بات کا ہی غصہ بہت جس کی وجہ سے میں کافی اونچی آواز سے احسن کو جواب دینے پر مجبور ہو گئی۔ ''مجھے نہیں آتی گاڑی واڑی چلانی آپ ہی چلاؤ میں کیوں چلاؤں آپ مجھے اپنے ساتھ لے کر آئے ہو میں کوئی شوق سے نہیں آئی'' احسن میری اس حرکت پر حیران ہونے کی بجائے کھلکھلا کر ہنس دیئے۔ جیسے وہ سمجھ چکے تھے کہ میں ان کی اس والی بات پر غصہ ہوئی ہوں۔ احسن نے ایک ہوٹل کے آگے گاڑی روک دی تھی۔ ''میری طرف دیکھتے ہوئے بولے غصے میں بہت پیاری لگتی ہو۔'' چلو، چل کر کچھ کھاتے ہیں عماد بھی آنیوالا ہوگا اس کی ''بس'' بھی یہاں ہی قیام کریگی۔ احسن مجھے اتنا کہہ کر گاڑی سے نیچے اتر چکے تھے۔ میں نے بھی فرنٹ ڈور کھولا اور گاڑی سے باہر چلی گئی۔ ٹھنڈ ہونے کی وجہ سے دھوپ اب دل کو بہت بھاتی تھی۔ ریسٹورنٹ کے باہر بھی لان میں بیٹھنے کا انتظام تھا جہاں کرسیاں، میز لگے ہوئے تھے، اس سے پہلے کہ میں احسن کو بولتی ہم بھی باہر دھوپ میں بیٹھتے ہیں لیکن انہوں نے میرے منہ کی بات چھین لی۔ میری طرف دیکھتے ہوئے بولے سلوی کیا ارادہ ہے باہر دھوپ میں بیٹھا جائے ٹھنڈک کا احساس کم ہوگا، میں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور احسن کے ساتھ لان کی طرف بڑھ گئی۔

مجھے آج بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔ دل پر، ایک بھاری بوجھ تھا بہت ہی زیادہ بھاری کہ دل کے اوپر اس بوجھ کا وزن میں برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ میں خود لالچ میں آ چکی تھی یا مجھے ابرار نے لالچی بنا دیا تھا۔ سر رمیض سے نکاح کرنے کے بعد یہ بوجھ میرے وہم و گمان سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ لیکن میرے پاس حل بھی یہی تھا اپنے خاندان سے چھٹکارے کا، اور پھوپھو تو مجھے ذرا بھی اچھی نہیں لگتیں اور اوپر سے انکا بیٹا احسن کیا سمجھتا ہے خود کو ''میری طرف سے بھاڑ میں جائے۔'' میں تو اپنے گھر والوں کو ایسا مزہ چکھاؤں گی کہ زندگی بھر یاد رکھیں گے مشعال کو.....

احسن مجھے بیٹھنے کا کہہ کر عماد کا پتا کرنے چلے گئے تھے۔ میں نے بیگ سے اپنا موبائل نکالا اور میسج دیکھنے لگ گئی پہلا میسج عائشہ کا تھا لیکن دوسرے والے میسج کو دیکھ کر مجھے ذرا حیرانی ہوئی کیونکہ وہ کسی غیر (Unknown) نمبر سے میسج تھا۔ پہلے نمبر دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی اس کے بعد پیغام پڑھ کر مجھے اور دھچکا لگا لکھا ہوا تھا۔

''بہت شوق ہے تمہیں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا بہت جلد تمہاری اس ہمدردی کو نفرت میں تبدیل کر دیا جائے گا، جن لوگوں کے ساتھ تم ہمدردی کرنے پر مجبور ہو بہت جلد وہی لوگ تمہیں نفرت کی نظر سے دیکھیں گے۔''

میں عجیب سے وسوسوں کا شکار ہونے لگ گئی کہ یہ پیغام سچ میں مجھے ہی کسی نے بھیجا ہے یا پھر غلطی سے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کسی کا میسج مجھے موصول ہو گیا تھا۔ خیر شاید غلطی سے ہی ہوا ہو گا یہ میسج میں نے موبائل کو دوبارہ واپس اپنے بیگ میں رکھ دیا تھا۔ کسی کی درد بھری آواز میرے کانوں میں ٹکرائی میں نے اِدھر اُدھر نظریں گھما کر دیکھا تو ایک بوڑھی عورت پھولوں کی کیاریوں کے ساتھ دھوپ میں زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ان کے پاؤں سے خون نکل رہا تھا۔ وہ بہت تکلیف میں لگ رہی تھیں۔

میں اٹھ کر ان کے پاس پہنچی اور ان سے پوچھا ماں جی آپ ٹھیک تو ہیں اور یہ آپ کے پاؤں سے اتنا خون کیوں نکل رہا ہے؟ وہ مجھے دیکھ کر بڑے پیارے لہجے میں بولیں، بیٹا یہ میرے پاؤں پر زخم تھا تو وہ زیادہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے خون نکلنے لگ گیا زخم سے۔ میں نے انہیں سہارا دے کر اٹھایا اور اپنے ساتھ کرسی پر بٹھانے کے لیے لے گئی۔ میرے وہاں پہنچنے تک احسن بھی آ چکے تھے ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جو کہ یقیناً عماد ہی ہو گا۔ اس نے ہمیں سلام کیا۔ میں نے سلام کے بعد احسن کو بتایا کہ یہ ماں جی اکیلی ہیں انکے ساتھ یہاں کوئی نہیں اور اوپر سے ان کے پاؤں سے بہت زیادہ خون بھی بہہ رہا ہے جو کہ ان کی صحت کے لیے اچھا نہیں۔ آپ کچھ کریئے انکے لیے یہاں کوئی ڈاکٹر وغیرہ مل سکتا ہے اگر تو، سلوی یہاں ڈاکٹر نہیں ملے گا موٹروے ایریا ہے ڈاکٹر کی بجائے ایمبولینس لے کر آ جائیں گے لوگ اس لیے تم ایسا کرو کسی ٹشو پیپر کے ساتھ ان کا زخم صاف کرو اور پٹی کر دو۔

مجھے یاد آیا میرے شولڈر بیگ میں سنی پلاسٹ تھے۔ میں نے دو، تین سنی پلاسٹ اکٹھے لیے ماں جی کا زخم صاف کر کے زخم والے حصے کے اوپر وہ تینوں سنی پلاسٹ اکٹھے لگا دیئے تا کہ ابھی فی الحال ان کے پاؤں سے خون رک سکے۔ انہوں نے اتنی ڈھیر ساری مجھے دعائیں دیں جیسے کوئی ماں اپنے بچوں کو دعائیں دیتی ہے۔ وہ اتنی بوڑھی نہیں تھیں جتنی دکھ رہی تھیں پتا نہیں کیا مجبوری رہی ہو گی انہیں یا کیا مجبوری ہے ان کی جو وہ ایسے لاوارثوں کی طرح بھٹک رہی ہیں۔ ویٹر کھانا ٹیبل پر لگا کر جا چکا تھا۔ احسن نے ماں جی کو بولا پہلے آپ کھانا ڈال لیں، ماں جی نے پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ احسن کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پلیٹ میں کھانا نکالنے لگ گئیں۔

کھانا کھانے کے دوران انہوں نے بتایا کہ وہ بھی فیصل آباد سے ہیں۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ وہ اپنی تھیں کیونکہ ہم اک شہر کے تھے۔ ان کی باتیں سن کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی تھی مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ کوئی بیٹا محض اپنی بیوی کی خاطر اپنی ماں کو ایسے گھر سے بے دخل بھی کر سکتا ہے جس عمر میں ان کی خدمت کروانے کے دن تھے وہ خود دوسروں کے گھر کام کر کے اپنا پیٹ پال رہی تھیں۔ جس طرح انہوں نے اپنے گھر اور بچوں کا بتایا تھا مجھے شک نہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ ماں جی وہی ہیں، میں اپنے ہی خیالوں میں گم تھی جب ماں جی نے مجھے پکارا کہ بیٹی کھانا نکال لو آپ بھی اپنی پلیٹ میں۔ میں پلیٹ میں چاول ڈال رہی تھی جب ماں جی نے احسن سے سوال کیا۔ احسن بیٹا آپ دونوں میاں بیوی ہو؟ یہ سوال سنتے ہی مجھے زور سے کھانسی آئی جیسے نوالہ میرے گلے میں اٹک گیا ہو، اس بات پر میرا کھانسنا نارمل تھا احسن نے فوراً پانی کا گلاس مجھے پکڑایا، میں نے گلاس پکڑتے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہوئے ان کی طرف دیکھا ان کے لبوں پر شریر مسکراہٹ تھی چہرہ انگارا گلاب کی طرح کھل رہا تھا۔ ماں جی کے اس سوال پر وہ بہت خوش ہوں۔ میں نے اپنی نظریں پلیٹ کی طرف جھکا لیں۔

احسن، ماں جی کو جواب دے رہے تھے۔ ''نہیں ماں جی ایسی کوئی بات نہیں بس دعا کر دیجئے گا۔''

میں نے ایک دفعہ پھر احسن کی طرف دیکھا یہ دعا والی بات مجھے کچھ ہضم نہیں ہوئی تھی۔ لیکن احسن صاحب یہ بات کر کے کھانے میں ایسے مصروف تھے، جان بوجھ کر میسنے بن گئے تھے۔

ماں جی کو خیریت سے احسن بس میں بٹھا آئے تھے۔ بس فیصل آباد کے لیے روانہ ہو چکی تھی۔ احسن نے رضوان بھائی کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ ان بوڑھی خاتون کو ان کی منزل تک پہنچا دیں جب بس فیصل آباد پہنچ جائے تب۔ ہم لوگ بھی کھانا کھانے کے بعد ہوٹل سے نکل چکے تھے۔ اسلام آباد کا راستہ اب زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ سردیوں کے دن بھی کس قدر چھوٹے ہوتے ہیں، تین چار بجے کے بعد ایسے لگنے لگ جاتا تھا جیسے رات تیار کھڑی ہو نے کے لیے۔ سورج کی چمکتی ہوئی روشنی اب دور پہاڑوں پر اپنے پر پھیلائے کھڑی تھی۔ ڈوبتے ہوئے سورج کا منظر بھی کتنا نرالا ہوتا ہے جیسے آسمان پر سورج نہیں بلکہ کوئی تصویر ٹانک دی گئی ہو۔ میری نظریں اس ڈوبتے ہوئے سورج کا ہی تعاقب کر رہی تھیں تب ہی ڈرائیونگ کرتے ہوئے عماد نے مجھے آواز لگائی، اب ڈرائیونگ عماد کر رہا تھا احسن شاید گاڑی چلا چلا کر تھک چکے تھے۔ سلوئی باجی کیا بات ہے؟ میں کب سے دیکھ رہا ہوں آپ کا دھیان باہر کھڑکی کی طرف ہے جیسے کسی سوچوں میں گم کوئی شہزادی اپنے شہزادے کے انتظار میں بیٹھی اپنی خوبصورت آنکھوں کو تھکا رہی ہو۔

عماد کی اس بات پر مجھے بہت زور سے ہنسی آئی۔ عماد آپ بہت شریر ہو لیکن لگتے نہیں ہو۔

سلوئی باجی! پہلی بات یہ کہ آپ مجھے برائے مہربانی کر کے 'آپ' کہنے کی گستاخی نہ ہی کریں تو اچھا ہے۔

''آپ مجھے اپنا چھوٹا بھائی سمجھیں اور تم کہہ کر پکارا کریں مجھے اچھا لگے گا۔''

احسن خاموش تماشائی بنے ہم دونوں کی باتیں سن رہے تھے، اور مسکرا رہے تھے بس۔

اچھا سلوئی باجی پھر آج تو سرپرائز ہے آپ کے لیے۔ میں حیران ہوئی کہ اس سرپرائز کے بارے عماد بھی جانتا تھا۔

سلوئی باجی مجھے بھی احسن نے اسی وجہ سے آج بلا لیا ہے ورنہ مہینوں ہم دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو ترستے ہیں دونوں کزن خیر ہم کزن کم دوست زیادہ ہیں دونوں۔ بڑا خوبصورت بندہ ہے یہ میرا کزن کم یا زیادہ میرا جگری یار احسن۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

اس دوران احسن جی بولنے پر مجبور ہوئے تھے۔ پل بس لر اب زیادہ تعریفیں نہ جھاڑ عماد کے بچے۔

ویسے سلوئی باجی آپ کو Excitment نہیں ہو رہی اپنے اس سرپرائز کے بارے میں؟ عماد سوال کر کے چپ کر گیا تھا میرے جواب دینے کے لیے۔ ہاں ناں عماد میں تو بڑی خوش والی حیران ہوں کہ یہ سرپرائز اب پتا نہیں کیا ہے، اوپر سے وہ عائشہ بھی میسج پر میسج کر رہی کہ آج تمہارے لیے بہت بڑا دن ہے اور یادگار بھی۔

احسن دھیان رکھنا یار کہیں خوشی کے مارے سلوئی باجی پچھلی سیٹ پر بیہوش نہ پڑی ہوں۔ عماد کی اس بات پر میری ہنسی چھوٹ گئی تھی۔ عماد تم فیصل آباد سے ہمارے ساتھ آجاتے بھلا، بہت بور ہوئی میں سارے راستے، احسن تو کچھ بولتے بھی نہیں انہیں باتیں ہی کرنی نہیں آتیں۔

''ارے، سلوئی باجی یقین کریں میں سارے راستے آپ کے بارے میں ہی سوچے جا رہا تھا کہ بھئی اوہ اللہ کی بندی پتا نہیں کیسے اس سڑیل انسان کے ساتھ جا رہی ہوگی، خاموشی سے سفر کٹ رہا ہوگا دونوں کا صرف گاڑیاں چلنے کی آوازیں ہوں ان دونوں کے درمیان کیونکہ یہ احسن نامی بندہ بہت بور ہے۔''

احسن نے عماد کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی، کتنے تم بدتمیز ہو عماد پہلے تو میری تعریفیں کری جا رہے تھے سلوئی، کے سامنے اور اب ساتھ ہی برائیاں شروع کر دیں تمہارا بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوتا دوغلا نا ہو تو۔

''عماد مسکرا دیا۔'' ہم لوگ اسلام آباد داخل ہو چکے تھے۔ مشاعرے کا اہتمام کسی فائیو سٹار ہوٹل میں منعقد کیا گیا تھا۔ عماد نے گاڑی کا رُخ ہوٹل کی جانب کر لیا تھا، جو یہاں سے تقریباً دس منٹ کی مسافت پر تھا۔ میرا دل بے قرار تھا اس سرپرائز کو لے کر جس کا ذکر احسن اور عماد کر چکے تھے، یہاں تک کہ عائشہ کے بھی جو پیغامات مجھے موصول ہو رہے تھے وقفے وقفے سے وہ بھی اس سرپرائز کے حوالے سے ہی تھے، اللہ خیر کرے پتا نہیں کیا ہونیوالا تھا۔ ہم لوگ ٹھیک دس منٹ بعد ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ میں اور احسن گاڑی سے باہر نکل گئے جبکہ عماد گاڑی پارک کرنے چلا گیا پارکنگ لاٹ کی طرف۔ ہم دونوں بھی عماد کے انتظار میں رک گئے کہ وہ آئے تو ہم تینوں اکٹھے ہوٹل کے اندر داخل ہوں۔ احسن، جب تک عماد نہیں آجاتا میں گھر فون کر لوں، ہاں سلوئی تم فون کر لو خیریت دریافت کر لو۔ میں نے فون کرنے کے لیے بیگ سے موبائل نکالا اور دادا جی کا نمبر ڈائل کرنے لگ گئی۔

اباجی! سلوئی، نے آپ کو اپنے پہنچنے کی کوئی اطلاع دی؟ فون آیا اسکا؟ ہاں رفعت دھی یہ ابھی میں سلوئی کا ہی فون سن رہا تھا وہ لوگ خیر خیریت سے پہنچ چکے ہیں۔ چلو شکر ہے اللہ کا وہ لوگ خیر سے پہنچ گئے آج میری بیٹی کے لیے بہت خوشی کا دن ہے۔

وہ سچ میں مجھے یاد آیا، اباجی! نظیراں آپا کا فون آیا تھا۔ وہ ابراہیم کے لیے سلوئی کا ہاتھ مانگ رہی ہیں،

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں نے سوچا آپ کو اطلاع دوں، سلویٰ نے بابا لاہور سے واپس آتے ہیں تو ان سے بھی بات کروں گی اس بارے میں۔ نہیں کوئی ضرورت نہیں اقبال سے اس موضوع پر بات کرنے کی کیونکہ میں نے سلویٰ کے رشتے کے بارے میں سوچ رکھا ہے۔ تم بس مجھے یہ بتاؤ احسن کیسا رہے گا سلویٰ کے لیے؟

ابا جی، آپ نے تو میرے دل کی بات چھین لی ہے۔ سلویٰ کے لیے احسن سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا، احسن بہت نیک اور سلجھا ہوا لڑکا ہے۔ خیر ابھی اس بات کو کسی کے آگے عیاں مت ہونے دینا میں خود سارے معاملات دیکھ لوں گا۔ میرے دل کو سکون تھا کہ احسن اچھا انتخاب ہے میری بیٹی کے لیے۔

عماد گاڑی پارک کر کے آ گیا تھا۔ ہم تینوں اکٹھے ہی ہوٹل کے اندر داخل ہوئے، عائشہ ہمیں دیکھتے ہی بھاگتی ہوئی ہمارے پاس آئی۔ شکر ہے آپ لوگ پہنچ آئے احسن بھائی اتنی دیر کیوں لگا دی آپ لوگوں نے؟ اور بہت بہت مبارک ہو سلویٰ آپ کو۔

میں حیرانی سے عائشہ کا منہ دیکھنے لگ گئی، کہ کس بات کی مبارکباد دے رہی ہو۔ سلویٰ آپ حیران کیوں ہو رہی ہیں ہال کے اندر تو چلیں آپ کو سب پتا چل جائے گا کہ کس بات کی مبارکباد ہے۔

احسن اور عماد پہلے ہی دونوں ہال میں داخل ہو چکے تھے۔ میں اور عائشہ بھی ہال کے اندر داخل ہو گئیں، اندر سبھی لوگ موجود تھے۔ رحیم انکل، نسیم صاحب، اکرم صاحب اور بھی بہت بڑے بڑے قابل احترام لوگ موجود تھے۔ کالم نگار، ناول نگار اور کچھ کالج اور یونیورسٹیوں کے طالب علم بھی ان میں شامل تھے۔

ہال لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہال کے اندر موجود کافی لوگوں نے مجھے مبارکباد دی جن میں سے تقریباً سب کے چہرے میرے لیے اجنبی تھے، شاید یہ طالب علم تھے، جو مبارک باد دے رہے تھے مجھے۔

میں تنگ آ گئی تھی، آخر یہ سب مجھے کس چیز کی مبارک دے رہے ہیں مجھے کچھ پتا بھی تو ہو احسن تو کچھ بتا نہیں رہے تھے، کیوں نا رحیم انکل سے پوچھا جائے۔ میں انکل کے پاس جانے کے لیے آگے بڑھی ہی تھی لیکن وہ سٹیج پر چلے گئے تھے۔ تقریباً سبھی لوگ رحیم انکل کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ احسن میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ سلویٰ آج صرف تمہارے لیے ہی خوشی کا دن نہیں ہو گا بلکہ میرے لیے بھی یہ آج کا دن بہت خوشی کا دن ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے سلویٰ۔ ''تم میرا غرور ہو'' میرا ''مان ہو''۔ میں نے احسن کی طرف دیکھا وہ میری طرف ہی دیکھ رہے تھے، ان کی روشن پیشانی میں سے میرے لیے فخر نظر آ رہا تھا، ان کی خوبصورت آنکھوں میں میرے لیے سچائی تھی، یقین تھا۔ اعتبار تھا اور سب سے بڑھ کر پیار تھا جو وہ مجھے کرتے تھے، لیکن بتانے سے ہچکچاتے تھے۔ میں احسن کی طرف دیکھ کر مسکرا رہی تھی، جب انہوں نے مجھے پکارا! سلویٰ سٹیج پر جاؤ رحیم صاحب تمہیں بلا رہے ہیں، اپنا سرپرائز اور مبارکبادیں دیکھ لو جا کر، میری طرف بعد میں دیکھ کر مسکراتی رہنا۔ میں احسن کی اس بات پر شرمندہ سی ہو گئی۔ رحیم انکل صرف میرا نہیں احسن کا بھی نام پکار رہے تھے۔ ہم دونوں سٹیج کے اوپر اکٹھے گئے تھے۔ ہال تالیوں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سے گونج اٹھا تھا۔ مجھے اس تالیوں کے بجنے کی بہت حد تک خوشی تھی۔

یہ تالیوں کی گونج میری زندگی کے حسین ترین لمحات میں سے ایک لمحہ تھا۔ رحیم صاحب نے میرے ہاتھوں میں ایک فریش پھولوں کا خوبصورت بکے پکڑایا اور ساتھ ایک کتاب تھی، کتاب کی طرف تو پہلے میرا دھیان نہیں گیا تھا، مجھے یہی تھا یہ رحیم انکل کی کوئی نئی چھاپی ہوئی کتاب ہوگی، لیکن انکل نے جب مجھے کہا سلویٰ بہت بہت مبارک ہو بیٹا آپ کو اپنی کتاب کی۔ میری خوشی کی انتہا عروج پر تھی۔ سارے مجھے مبارک دے رہے تھے میری پہلی چھاپی گئی کتاب کے لیے، میری آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔ احسن پاس کھڑے بہت خوش دکھائی دے رہے تھے، عماد بھی مسکرا رہا تھا۔ انکل اس خوشی کے موقع پر میرے گھر سے بھی تو کسی کو ہونا چاہیے تھا، میرے لیے سرپرائز تھا پر آپ اپنی طرف سے ہی دادا جی کو یا بابا کو فون کر دیتے۔ سلویٰ بیٹا یہ کام اقبال کا ہی ہے، سارا کریڈٹ آپ کے بابا کو ہی جاتا ہے انہوں نے ہی آپ کی شاعری کا سارا مسودہ مجھے بھیجا تھا پبلشنگ، اور آپ کو کیا لگتا ہے کہ ان کے بغیر ہم اس کام کو انجام تک پہنچا سکتے ہیں بھلا'' ذرا اپنے پیچھے مڑ کر دیکھیے۔''

میں نے ''سر'' کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا سامنے سے دادا جی اور بابا آ رہے تھے میری آنکھوں کی نمی آنسوؤں کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ میرے لیے آنسو خوشی کے تھے میری پہلی محنت کامیاب ہوئی تھی۔ میں دادا جی کے گلے سے لگ گئی تھی۔ انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر رکھا تھا۔ بابا نے بھی مجھے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے مبارک دی تھی۔ رحیم سر، بابا اور دادا جی کو سب کے ساتھ ملوا رہے تھے۔

میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ ابھی بھی جاری تھا۔ مجھے اندازہ ہی نہیں ہوا کہ احسن، کب میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ سلویٰ اب رونا بند کرو۔ ٹھیک ہے خوشی کے آنسو ہی سہی پر یہ کیا اب بندہ رونے بیٹھ جائے اب میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہ دیکھوں اور نا ہی آئندہ کبھی دیکھوں، تمہارے چہرے پر آنسو نہیں مسکان اچھی لگتی ہے اس لیے مسکراتی رہا کرو۔ احسن یہ سب کہہ کر دادا جی کے ساتھ والی نشست پر جا کر بیٹھ گئے میں نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کر دیئے تھے۔

مشاعرے کا باقاعدہ آغاز ہو چکا تھا۔ یہ مشاعرہ بڑوں کی مرضی کے مطابق ان طالبعلموں کے لیے جنہیں اُردو ادب سے پریت رکھتے ہیں۔ جن کا یہ جنون ہے شعر و شاعری، کالم نگاری، ناول نگاری، رحیم انکل باقاعدہ باری باری طالب علموں کے نام کیساتھ انہیں سٹیج پر بلاتے اور وہ اپنے شعر، غزل، نثر وغیرہ بولتے۔ بچوں نے بہت اچھے شعر پڑھے تھے۔ یہ ان بچوں کی اپنی ذاتی تخلیق تھی۔ ایک طالبعلم کی مجھے نظم بہت پسند تھی۔ وہ طالب علم ہے بھی فیصل آباد سے تھا، مجھے بعد میں دادا جی نے بتایا کہ یہ رضوان بھائی کے کزن کا بیٹا ہے اب رحیم انکل کے بیٹے احمد کچھ اپنے اشعار سنا رہے تھے، ان کے بعد احسن نے اپنے خوبصورت لفظوں کو ردیف تھی۔ احسن جب بھی کچھ سناتے تھے مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے ارد گرد میرے اور احسن کے کوئی بھی نہیں ہے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

طویل خاموشی ہے اور احسن کی آواز ہال میں گونج رہی ہے، اور صرف مجھے سنائی دے رہی ہے۔ احسن کچھ اشعار سنا کر میرا نام پکار رہے تھے۔ میں دور کسی کچی بستی میں بیٹھی ہوئی احسن کے اشعار سننے میں مصروف تھی، کسی خیال کی پگڈنڈی پر چلتے ہوئے، احسن نے میرا نام پکارا، اپنا نام سنتے ہی میں خیالوں کی دنیا سے باہر نکلی جہاں کسی بھی کچی بستی کا نام ونشان نہیں تھا۔ یہاں تو وہی ہال تھا لوگوں سے بھرا ہوا اور تالیوں کی گونج سے چیختا ہوا۔ احسن کی آواز سن کر میں سٹیج پر گئی تھی۔ احسن نے میرے پاس کھڑے ہوتے ایک شعر پڑھا تھا۔ جو کہ میرا ہی لکھا ہوا شعر تھا۔ انہوں نے میری کتاب سے وہ شعر پڑھا تھا۔

یہ تحفے کیجئے عنایت ہم کو
ایک کلی جیسے گل بنا کرتی ہے

بہت پیارا شعر لکھا ہے سلویٰ یہ تم نے۔ میں نے مسکراتے ہوئے احسن کو جواب دیا شعر اتنا پیارا نہیں ہے آپ کے پڑھنے کا انداز پیارا تھا۔

وہ میٹھی سی مسکراہٹ لیے ہوئے بولے چلو اب کچھ سنا دو ہمیں سارے انتظار میں ہیں آپ کو سننے کے لیے۔

میں سپیکر کے قریب چلی آئی تا کہ کچھ سنا سکوں۔ یونیورسٹی میں کچھ سناتے ہوئے اتنی جھجک نہیں ہوتی تھی، لیکن آج کچھ جھجک تھی، وہ شاید اس لیے کہ آج مجھے میری کتاب کی خوشی تھی۔ ایک مان تھا۔ فخر تھا، اس کتاب کو لے کر۔ میں نے کچھ پڑھنے سے پہلے احسن کی طرف دیکھا وہ مجھے ہی دیکھ کر مسکرا رہے تھے ہمیشہ کی طرح، احسن نے مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا تھا کہ اب پڑھنا شروع کر بھی لو۔ میں نے اپنی کتاب کھولی اور اس کے اندر سے ایک نظم پڑھنا شروع کر دی۔

ایک بات کہی تھی پھولوں جیسی
جو بات کہی تھی پھولوں جیسی
''وہ تم پر اچھی لگتی ہے''
وہ بات جو اڑتی ہوئی تتلیوں کے رنگوں جیسی
وہ رنگ جو سنہرے رنگ ہیں
اور وہ بات کسی سنہرے من جیسی
جو بات کہی تھی پھولوں جیسی
''وہ تم پر اچھی لگتی ہے''
جو پھولوں کے اوپر شبنم جیسی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کسی ندی میں بہتے زلال جیسی
پہاڑوں کے اوپر برف کے ٹکڑے
دھنکی روئی کے گال جیسی
آسماں سے کہکشاں کے تارے اتریں
ساتھ میں چاند کی چمک کے جیسی
جو بات کہی تھی پھولوں جیسی
وہ تم پر اچھی لگتی ہے.....

میں نظم پڑھتے ہی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔ ہال تالیوں سے ایک دفعہ پھر گونج رہا تھا۔ نظم سب کو بہت پسند آئی تھی۔ احسن نے بھی نظم کی تعریف کی۔ عماد میرے پاس آ کر نظم کی تعریف کرنے لگ گیا۔ سلویٰ باجی نظم بہت کمال کی تھی مزہ دوبالا ہو گیا سن کر۔ عماد نظم تو پیاری تھی ہی لیکن جن لبوں نے اس نظم کو پڑھا ہے اس سے یہ نظم اور زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔ احسن کی یہ بات سن کر مجھے اندر ہی اندر بہت خوشی محسوس ہوئی تھی۔ وہ اتنی بات کر کے عماد کو اپنے ساتھ لے کر دادا جی کی طرف بڑھ گئے۔ اور احسن کے جاتے ہوئے پیچھے سے میرے لبوں کی مسکان نے دور تک احسن کا تعاقب کیا تھا۔ میرے دل سے احسن کے لیے ایک ہی آواز نکلی، ''کس قدر خوبصورت بندہ ہے یہ۔''

مجھے آج پھر صبح سے دو۔ تین میسج آئے تھے اور وہ بھی الگ الگ نمبروں سے، کسی میں لکھا تھا کہ ہمارے درمیان آنے کی ہمت بھی نہ کرنا۔

میں تو سوچنے بیٹھ گئی کہ آخر یہ کون ہے جو مجھے اس طرح پیغامات بھیج رہا ہے میرے نمبر پر۔ خیر جو بھی ہو گا پتا چل جائے گا، لیکن مجھے پریشانی بہت ہو رہی تھی اس بات کی۔

آج گھر میں دادا جی اور بابا نے گھر پر ایک چھوٹی سی تقریب رکھ لی تھی میری کتاب چھپنے کی خوشی میں، وہ لوگ میری اس خوشی کو دوگنا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ موبائل پر موصول ہونے والے میسجز نے پریشان کر رکھا تھا مجھے تھوڑا سا، کمرے کا دروازہ کھولا اور مہرال اندر داخل ہوئی میں مہرال کو دیکھتے ہی خوش ہو گئی تھی۔ مہرال میری کزن اور بہن تو تھی ہی لیکن میری دوستی سب سے بڑھ کر تھی اپنی اس چھوٹی بہن کے ساتھ۔ وہ اور آنٹی ابھی آئے تھے، بابا ہی لے کر آئے تھے انہیں۔ مہرال نے مجھے گلے لگا کر کتاب کی مبارک دی۔

آپی سچ میں، ''میں بہت خوش ہوں'' اپنی ساری دوستوں کو بھی اب بتاؤں گی کہ میری بڑی بہن شاعرہ ہیں۔ آپی اتنی خوشی والے دن آپ کمرے میں قیدیوں کی طرح کیوں براجمان ہیں۔ چلیں اٹھیں باہر لاؤنج میں چل کر بیٹھتے ہیں، رات کو پھر مہمانوں نے بھی آنا شروع کر دینا ہے۔ میں کمرے میں اس لیے آئی تھی کہ دوستوں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

وغیرہ کو رات کی پارٹی پر بلا سکوں۔ آپی، احسن بھائی کو بھی کال کی آپ نے کہ نہیں؟

''نہیں'' انہیں میں نے تو کوئی نہیں فون کیا مہرال، بابا وغیرہ انہیں خود فون کر لیں گے۔ مہرال میرے اوپر غصہ کرنے لگ گئی۔ آپی یہ بابا وغیرہ سے آپ کی کیا مراد ہے؟ ہاں بتائیں مجھے؟ سلویٰ آپی کتنی بزدل ہو آپ یار ماموں لوگ تو بھائی کو فون کریں گے ہی لیکن آپ بھی انہیں فون کریئے نا پلیز آپی، چلیں شاباش آپ پانچ منٹ کے اندر اندر انہیں فون کر کے باہر آ جایئے لاؤنج میں چائے پینے کے لیے۔ میں سب کے لیے چائے بنانے لگی ہوں۔ بس پانچ منٹ ہیں آپ کے پاس جلدی کریئے گا فون۔ مہرال تو اپنا حکم صادر کر کے باہر جا چکی تھی۔

پہلے تو کتنی دیر موبائل ہاتھ میں پکڑے میں یہی سوچتی رہی کے فون کروں، کیسے بات شروع کروں گی، کیا بولوں گی وغیرہ وغیرہ۔ بہت سوچ بچار کے بعد میں نے احسن کا نمبر ملا دیا، ایک گھنٹی بھی پوری نہیں گئی ہوتی کہ آگے سے فون اٹھا لیا گیا۔ میں نے سلام میں پہل کی۔

السلام علیکم!

وعلیکم السلام! زہے نصیب، اس بندے کا انتظار ختم ہوا، مجھے پتا تھا آپ فون کرنے والی ہو اسی لیے آپ کو انتظار کروائے بغیر ایک ہی گھنٹی پر میں نے فون اٹھا لیا۔

ارے! یہ کیا بات ہوئی، آپ کو کیسے خبر تھی کہ میں آپ کو فون کرنے لگی ہوں؟

اس بات کو چھوڑیئے کہ مجھے کیسے خبر ہوئی، لیکن مجھے انتظار تھا آپ کی کال کا۔ میں تھوڑے وقف کے بعد پھر بولنا شروع ہوئی، احسن میرے بابا نے آپ کو کال کی ہے؟

ارے پگلی، مجھے سب کی کال آ چکی ہے۔ دادا جی کی الگ سے آئی تھی رات کو پھر صبح انکل نے بھی کی تھی، اور ابھی تمہاری کال آنے سے کچھ دیر پہلے مجھے رحمٰن بھائی نے بھی کال کی تھی امریکہ سے وہ تمہاری کتاب کی مبارک باد مجھے بھی دے رہے تھے کیوں دے رہے مجھے بھی مبارک یہ سہی وقت آنے پر بتاؤں گا۔ لیکن ان سب کو چھوڑ کر مجھے تمہارے فون کا انتظار تھا سلویٰ، ''جو تم ہو میرے لیے وہ تو کوئی نہیں ہے۔''

مجھے احسن کی اس بات پر بہت خوشی ہوئی تھی۔

چلیں رات سات بجے تک پہنچ آیئے گا ہمارے گھر، اور ہاں عماد کو بھی ساتھ لے آیئے گا اگر وہ ادھر ہی ہے تو؟

ہاں ٹھیک ہے عماد کو بھی ساتھ لے آؤں گا میں،

اور کچھ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد میں نے فون بند کر دیا۔ منہ کے اوپر ایک خوبصورت سی مسکان لیے میں باہر لاؤنج میں چلی گئی، جہاں سب میرے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں نے آج کی تقریب پر مِس سمیرا کو بھی دعوت دی تھی، اور حیران کن بات یہ تھی ان کے شوہر رمیض بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔

سات بج چکے تھے۔ تقریباً سارے مہمان آ چکے تھے۔ بس انتظار تھا تو اس ایک دلعزیز شخص کا انتظار تھا، جو پتا نہیں کیوں انتظار کروا رہا تھا مجھے جان بوجھ کر، میں منہ بسور کر رہ گئی۔

رضوان بھائی کو میں نے کہا تھا ان آنٹی کو بھی ساتھ لے آیئے گا جو ہمیں اسلام آباد راستے میں ملی تھیں، اللہ نے مجھے آج بہت اچھا موقع دیا تھا کہ اس ماں کو ان کے بچوں سے ملوا دوں۔ ایسا کر کے مجھے دلی خوشی ہوگی۔ سارے مہمان آ چکے تھے۔ میں نے اِدھر اُدھر نظریں گھما کر دیکھا عائشہ اور مِس سمیرا بیٹھی ہوئیں باتوں میں مصروف تھیں۔ سب اپنے اپنے گروپ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے اور باتوں میں مصروف، لیکن احسن کہاں رہ گئے ہو آپ، مجھے تو اب غصہ آنے لگ گیا تھا۔

میں عائشہ لوگوں کے پاس جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ پیچھے سے مجھے جس نے پکارا وہ احسن ہی تھے۔ میرے چہرے پر مسکراہٹ کی روشنی پھیل گئی تھی۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ سفید قمیض، شلوار میں بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ بالوں کو خوبصورتی سے سجائے ہوئے گھنی پلکوں کے نیچے بادامی آنکھیں، ناک پر مغروری دھری ہوئی، گلابی ہونٹوں کے اوپر گھنی کالی سیاہ مونچھیں، میرے منہ سے ہلکی سی آواز میں ماشاءاللہ نکلا تھا۔ میں نے احسن کو محسوس نہیں ہونے دیا تھا کہ میں ان کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔ سلوٰی، معذرت تھوڑی دیری ہوگئی وہ عماد کو بس اسٹیشن چھوڑنے چلا گیا تھا، اسے جلدی میں واپس لاہور جانا پڑا، وہ بھی معذرت کر رہا تھا کہ نہیں آ پایا وہ آج۔ میں نے احسن کی پوری بات سننے کے بعد اتنا ہی کہا بس ''کہ کوئی بات نہیں۔'' وہ میری اس بات کو سن کر محض مسکرائے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے میں غصہ پی چکی ہوں۔ ''سلوٰی جتنا میں تمہیں سمجھتا ہوں اتنا تم خود کو بھی نہیں سمجھتی ہوگی'' وہ اتنا کہہ کر مسکراتے ہوئے بابا لوگوں کے کے پاس چلے گئے۔ وہ سب کو ملتے ہوئے مجھے ہی دیکھ رہے تھے۔ میں نے فوراً اپنا منہ دوسری طرف کر دیا کہ انہیں اور مزید کسی قسم کا شک نہ ہو۔

میں بھی چہرے پر ایک مسکان لیے مِس سمیرا کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں وہ اور عائشہ بیٹھ کر باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔ کھانا ٹیبل پر سج چکا تھا۔ مرد حضرات سب باہر لان میں تھے، مردوں کے لیے بابا نے باہر لان میں کھانے کا انتظار کیا تھا، اور عورتوں کے لیے گھر کے اندر لاؤنج میں ہی۔ کھانا کھانے کے دوران ہی میں نے مِس سمیرا کو ان کی ماں جیسی ساس سے ملوا دیا تھا۔ سمیرا تو انہیں دیکھتے ہی پہچان گئیں تھیں جبکہ انکی سمیرا سے آشنائی ان کے ملنے کے بعد ہوئی تھی۔ وہ اپنے پوتوں کو بار بار چوم رہی تھیں، اور رمیض کو ملنے کے لیے بے تاب تھیں۔

جب ان کی بڑی بہو نے انہیں گھر سے نکالا تھا تب رمیض اسلام آباد یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم تھا اور رمیض کے بڑے بھائی انگلینڈ ان دونوں کو یہی کہا گیا تھا کہ وہ خود گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہیں۔ جب کے ایسا کچھ نہیں تھا،

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ان کی بڑی بہو انگلینڈ میں تھیں اس وقت اپنے شوہر کے ساتھ یہ سارا کیا دھرا اس عورت کا تھا، کیونکہ رمیض کے بڑے بھائی اپنی ماں کو بھی ساتھ انگلینڈ لے جانا چاہتے تھے، لیکن ہر دفعہ کسی نہ کسی پیپر میں کوئی غلطی نکلنے کی وجہ سے انکا ویزہ نہیں لگ پا رہا تھا۔ کبھی کوئی پیپر کم ہوتا تو کبھی کہیں نام میں کوئی غلطی نکل آتی تھی، اور کبھی سارے ڈاکومنٹس نامکمل ہوتے اور اس سارے کام کے پیچھے بھی ان کی بڑی بہو کا ہی ہاتھ تھا، کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ یہ بھی ہمارے ساتھ وہاں انگلینڈ جائیں۔

وہ اپنے خاوند کی ماں کو ایک بوجھ سمجھتی تھیں، اپنی ماں جیسی ساس ان خاتون کو بوجھ لگتی تھیں۔ اور ایک دن ان کی بڑی بہو نے انکو سارے سامان سمیت اور کچھ پیسوں کے ساتھ ڈرائیور کے ہمراہ اسلام آباد کے (اولڈ ہوم) میں روانہ کر دیا۔ وہ بہت روئیں گڑگڑائیں کہ مجھے میرے گھر سے مت نکالو، میں یہاں ایک کونے میں پڑی رہوں گی لیکن مجھے گھر سے مت نکالو، آپ کیا چاہتی ہیں یہاں گھر میں رکھ کر میں آپ کی خدمتیں کرتی رہوں اور کبھی بھی اپنے شوہر کے پاس انگلینڈ نہ جا سکوں، اگر مجھے پتا ہوتا کہ آپ کو ڈاکومنٹس مکمل نہ پا کر پانچ سال تک میں بھی آپ کے لیے یہاں پاکستان دھکے کھاتی رہی، تو پانچ سال سے پہلے ہی آپ کو اس گھر سے نکال دیا ہوتا،

آپکے سارے کاغذ تو میں ہی مکمل نہیں ہونے دیتی تھی کہ آپ میرے ساتھ آنگلینڈ نہ جا سکو، پر اس بات کا مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ اگر آپ باہر کے ملک نہ جا سکیں تو مجھے بھی یہاں ہی رہنا پڑے گا تب تک تا کہ اس بڑھیا کا بوجھ اٹھاتی پھروں۔ اور میں تو آپ کو ایک منٹ بھی یہاں برداشت نہیں کر سکتی، جو یہ زیور پہن رکھا ہے اتار جائیں ادھر ہی اور کبھی ہمت بھی مت کرنا اس گھر کی طرف مڑنے کی، میرا ویزہ وہ جو لگ چکا ہے بس ٹکٹ ہی لینی ہے لہٰذا میں کل ہی انگلینڈ چلی جاؤں گی وسیم کے پاس اور آپ کے دونوں بیٹوں کو یہی کہوں گی کہ آپ خود گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہیں، اور ایسا بھی آپ خود ایک کاغذ کے اوپر لکھ کر جائیں گی۔

یہ ساری بات میں نے سمیرا کو بھی بتائی تھی کہ ان کی ماں جی کے ساتھ یہ حرکت کی تھی ان کی کزن نے۔ سمیرا اور اس کی جیٹھانی آپس میں دونوں سگی کزنیں تھیں۔

میرے گھر میں اس چھوٹی سی دعوت پر ایک ماں کو ایک نہیں اس کے دونوں بیٹے مل چکے تھے۔ رمیض نے اپنے بڑے بھائی کو اطلاع کر دی تھی اپنی ماں کے ملنے کی۔ میرے گھر میں اس چھوٹی سی دعوت پر میں نے ایک ماں کو اس کے بچوں سے ملوا دیا تھا، میرے لیے اس سے بڑی خوشی کی اور بات کیا ہو سکتی تھی۔ بے شک یہ رب کی رضا تھی، اور اس ماں کی دعائیں تھیں جو انہیں اپنے بچوں کے پاس لے آئی تھیں۔ کھانا کھانے کے بعد چائے کی طلب تھی۔ دادا جی نے چائے بنانے کا مجھے کہا تھا، اور مجھے پتا تھا یہ کام کس کا تھا۔

احسن نے ہی دادا جی کو بولا ہوگا چائے کا، لیکن مجھے اندر ہی اندر خوشی ہوتی تھی جب احسن مجھ سے کسی کام کی فرمائش کرتے تھے وہ چاہے کھانے کی ہو یا چائے کی۔ میں چائے بنانے کے لیے کچن کی طرف جا رہی تھی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

کہ پیچھے سے مجھے کوئی اجنبی سی آواز سنائی دی۔ ایک دم سے تو میں آواز سن کر پہچان ہی نہیں پائی کہ مجھے سلویٰ کس نے پکارا تھا، میں نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو رمیض کھڑا تھا۔ کچھ دیر لیے تو میں سمجھ ہی نہیں پائی کہ انہوں نے مجھے آواز کیوں دی، پھر سوچا کوئی کام ہوگا۔

میں نے سادہ لفظوں میں آگے سے بول دیا ''جی کہیے؟''

سلویٰ! میں جتنا بھی آپ کا شکریہ ادا کروں بہت کم ہوگا، میں کیسے آپ کے احسانوں کا بدلہ چکاؤں گا۔ آپ نے مجھے میری ماں سے ملوا دیا، اس دن روڈ پر میرے دونوں بچوں کو بچایا۔

''بس رمیض صاحب اس سے آگے کچھ نہ بولیے گا، میرا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے، شکر ادا کرنا ہے آپ نے تو اس پاک رب کا کیجیے، اس کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں، وسیلے اور مددگار تو ہزاروں ہوتے ہیں، لیکن ہوتا سب کچھ اس رب کی طرف سے ہے'' میری آپ سے اتنی سی گزارش ہے رمیض صاحب کے اپنی بیوی اور بچوں کی قدر کریں، انکا اس دنیا میں آپ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے، اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ مخلص بھی نہیں ہیں آنکھیں کھول کر ان کی حقیقت جانیں تاکہ کسی کے پیچھے لگ کر اپنی زندگی برباد نہ کریں۔

''آپ کی اصل زندگی یہی ہے'' آپ کی ماں اور آپ کے بیوی بچے۔

میں اتنا کہہ کر کچن کے اندر جا چکی تھی۔

میں یونیورسٹی سے جب گھر آیا، میں بہت پریشان تھا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں تھی آ رہی کہ میں سمیرا کو ساری بات سے کیسے آگاہ کروں، وہ ساری باتیں جو میں نے اس سے چھپائی ہوئی تھیں۔ اور آج تک سب کچھ خود ہی جھیل رہا تھا۔ رات کو سلویٰ کے بولے ہوئے دو لفظ ہی میری آنکھوں پر سے پٹی اتار گئے تھے، اس نے ان چند لفظوں میں ہی مجھے بتا دیا تھا کہ میرے لیے کیا درست ہے اور کیا غلط۔

سمیرا کو مجھے سب سچ بتانا ہوگا وہ میری بیوی ہے وہ میرے دکھ کو بھی سمجھے گی اور اس معاملے میں میرا ساتھ بھی ضرور دے گی۔

سمیرا آج یونیورسٹی نہیں گئی تھی، امی کے گھر آنے کی خوشی میں آج اس نے یونیورسٹی سے (Off) کیا تھا۔

سمیرا کو میرے آنے کی خبر ہوگئی تھی، وہ کچن سے میرے لیے پانی لے آئی تھی۔ ''میرے چہرے سے اسے شاید پریشانی دکھی تھی یا اسے کچھ میری حالت سے اندازہ ہوگیا تھا، یا پھر وہ میری بیوی تھی اس لیے میری پریشانی کو محسوس کر گئی اور پوچھ بیٹھی کے آپ کچھ پریشان سے لگ رہے ہیں سب ٹھیک تو ہے؟

''میں نے سمیرا کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنے قریب صوفے پر بٹھایا۔'' وہ میری اس حرکت پر تھوڑی حیران

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہوئی تھی، کیونکہ پچھلے کئی دنوں سے میں نے سمیرا سے اچھے طریقے سے بات نہیں کری تھی، جب بھی بولتا تھا پھیکے لہجے میں ہی بات کرتا تھا۔ اس میں سمیرا بیچاری کا کیا قصور تھا، وہ تو بے قصور تھی۔ قصور تو میرا بھی نہیں تھا، سوائے شرمندگی اور پچھتاوے کے۔

رمیض کیا بات ہے، آپ اس قدر ست اور پریشان کیوں ہیں؟

''سمیرا جتنی محبت میں تم سے کرتا ہوں، کوئی اور لڑکی اس محبت میں داخل نہیں ہو سکتی، مجھے بہت پہلے ہی تمہیں سب کچھ بتا دینا چاہیے تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو قطروں کی صورت میں شبنم کی طرح بہہ رہے تھے۔ میں نے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے رمیض سے ایک دفعہ پھر پوچھا ہوا کیا ہے آپ کو؟ کیا چھپایا ہے آپ نے مجھ سے بتائیں مجھے؟

سمیرا! میری شادی مشعال سے نہیں ہوئی بلکہ مشعال نے ابرار سے نکاح کیا ہے۔ میں تو بس ان دونوں کا ایک مہرہ ہوں پیسوں کا، ایک اے۔ ٹی۔ ایم مشین ہوں پیسوں کی ان دونوں کے لیے، وہ سب تصویریں جو تم نے دیکھی ہیں وہ ہیں تو اصل پر میں ان تصویروں کے اندر ایک گواہ کی حیثیت سے کھڑا ہوں،'' دراصل مشعال کا نکاح ابرار سے ہوا ہے مجھ سے نہیں۔''

میری آنکھیں کھلی کی کھلی اور چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا تھا کہ یہ مشعال کن چکروں میں ہے۔ میں حیرانگی کے عالم میں رمیض کی بات سننے میں مگن ہونے کے ساتھ ساتھ ہزار سوچیں اور واہمے دل کے اندر بسا کر بیٹھ گئی۔ رمیض اپنی بات مکمل کر رہے تھے، اور مجھے ایک کے بعد ایک حیران کن شاک لگ رہا تھا۔

ابرار نامی لڑکا ایک نمبر کا آوارہ اور جاہل لڑکا ہے، مشعال اس کی جھوٹی محبت میں دھنس کر رہ گئی ہے، اور وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ وہ ایک غلط ٹرین کی سواری بن چکی ہے، جس کی منزل بدنامی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

یاد ہے وہ لڑکی؟ جس کا میں نے تم سے ایک دفعہ ذکر کیا تھا۔ وہ جو یونیورسٹی کی فیس ادا نہیں کر پائی تھی، اور اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کی فیس والے پیسے کسی نے چوری کر لیے ہیں۔ اس بے بس اور لاچار لڑکی نے بھی محبت کی خاطر جھوٹ بول دیا کہ پیسے چوری ہو گئے جبکہ وہ پیسے چوری نہیں ہوئے بلکہ یہ کمینہ انسان ابرار اس سے پیسے لے گیا تھا، اپنی جھوٹی مجبوریاں بتا کر، اور تمہیں پتا ہے یہ لڑکی ابرار کی منگیتر ہے۔ اس کے سگے چچا کی بیٹی۔ اپنے چچا کا مکان بیچ کر کھا گیا ہے، یہاں تک کہ اپنے گھر کو بھی بیچ کر پیسے کھا گیا اور بوڑھے ماں باپ اور چھوٹے بہن بھائیوں کو کرایہ کے گھروں پر دھکے کھانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے ایسے کتنے کیسز ہیں، بیچاری بھولی بھالی لڑکیوں کو پھانسنا اور اس کے بعد انہیں بلیک میل کر کہ پیسے وصول کرنا، جن میں سے ایک یہ میری سٹوڈنٹ اور دوسری مشعال ہے۔ مشعال آج تک اسے گھر سے لائے ہوئے کتنے زیورات اور پیسے دے چکی ہے۔ اور سننے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں اب یہی آتا ہے کہ وہ انگلینڈ بھاگنے کے چکر میں ہے، مشعال کو بھی غلط فہمی لگائی جا رہی ہے کہ وہ مجھے بھی ساتھ انگلینڈ لے کر جائے گا، لیکن یہ بس مشعال کی غلط فہمی ہے، وہ صرف خود یہاں سے بھاگنے کے چکر میں ہے، تاکہ وہ پولیس کے ہاتھوں پکڑا نہ جائے۔

اور میں اسے سبق سکھا کر رہوں گا۔ وہ بہت ظلم کر رہا ہے بہت ساری معصوم لڑکیوں کے ساتھ، اور سب سے بڑھ کر ظلم تو اس نے اپنے گھر والوں کے ساتھ کیا اور اپنے چچا کے ساتھ، اس کی بوڑھی ماں کے آنسو میں نے دیکھے ہیں سمیرا، اور اس کے چچا کے جھریوں سے کانپتے ہوئے ہاتھ، اور اس کی منگیتر کی زبان سے انصاف مانگتے ہوئے لفظ، اور اس کی وہ دو بہنیں جو گھر چلانے کی خاطر گھروں سے باہر قدم رکھتی ہیں، اور پورے ایک مہینے کے بعد تنخواہ کے آدھے پیسے یہ بے حس اور جاہل آدمی چھین کر لے جاتا ہے، اور ماں اللہ سے ہدایت مانگتی رہتی ہے اپنے بیٹے کے لیے اسی امید پر کہ وہ ایک دن دنیاداری کو اور دین داری کو سمجھے گا۔

سمیرا مجھے اپنی پرواہ نہیں ہے، میرے اوپر وہ بدنامی کا داغ لگانا چاہتا ہے تو لگا لے، لیکن مجھے ان معصوم لڑکیوں کی فکر ہے۔ جو اس ظالم کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہیں۔ اور مجھے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیسے لڑکیوں کو پھنساتا ہے پہلے اپنے پیار میں اور بعد میں ڈرا دھمکا کر ان سے پیسے نکلواتا ہے۔ مشعال سے آج تک وہ پانچ لاکھ روپے لے چکا ہے، اور اس کے گھر والوں کو خبر بھی نہیں کہ ان کی بیٹی کیا گل کھلاتی پھر رہی ہے۔

اور میں ان کے چنگل میں اس طرح قید ہوا ہوں، جب وہ عشاء مطلب اس کی سابقہ منگیتر سے فیس کے پیسے لے گیا تو میں نے اسکی مجبوری جان کر اس کی فیس کو اوکے کروا دیا تاکہ اسے فیس ادا نہ کرنی پڑے اور سمسٹر سے اسے فیل نہ کیا جائے، ان سارے معاملات کو میں نے جل کر دیا اور یہاں تک کہ عشاء کو سمسٹر سے پاس بھی کر دیا۔ یہ سب کچھ میرے بس میں تو نہیں تھا لیکن پورے سمسٹر کے لیکچراروں کے فیصلے سے یہ سب کچھ کیا گیا تھا، تاکہ اس کا سال ضائع نہ ہو، ہم سب پروفیسروں کو ڈیپارٹمنٹ کے ایچ۔ او۔ ڈی کو بتانا اتنا ضروری نہیں سمجھا، کیونکہ انہیں ہم پر اعتبار تھا، اور ہم نے اعتبار نہیں توڑا بلکہ اک مجبور لڑکی کی مدد کی تھی۔ اور یونیورسٹی کی انتظامیہ لاچار اور مجبور لوگوں کے حق میں فیصلے بھی سناتی ہے۔

اور مشعال ایک لڑکی ہو کر نہیں سمجھ پائی کہ وہ کتنا بڑا قصور کرنے جا رہی ہے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا، پر پھر بھی اس نے یہ ساری بات رمیض کو بتا دی جس کی وجہ سے ہم سارے پروفیسر اس میں جکڑے ہوئے ہیں، ایچ۔ او۔ ڈی کو ہم نے یہ ساری بات بتا دی ہوئی ہے رحیم سر کی مدد سے لیکن یہ بات ابرار نہیں جانتا وہ اس لیے کہ بہت سارے ثبوت اکٹھے کر لیے جائیں، اور اس کی اصلیت سب کے سامنے لائی جا سکے اور معصوم بہنوں اور بیٹیوں کو بچایا جا سکے۔

میں نے تم سے یہ ساری باتیں اس لیے چھپا کر رکھیں کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی میری جان، میں بہت

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

الجھا ہوا تھا اس مسئلے میں لیکن آج سلویٰ کی باتوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں تمہیں سب کچھ بتاؤں کہ حقیقت کیا ہے۔

''میں اس ابرار کی اصلیت سامنے لا کر رہوں گا'' اس دن اللہ کے حکم سے سلویٰ نے ہمارے بچوں کو روڈ سے بچایا، لیکن انہیں سڑک کے درمیان چھوڑ کر جانے والا وہ بزدل شخص یہی ابرار تھا۔ پیسوں کی لالچ میں آ کر اس نے ہمارے بچوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔

میں رمیض کی ساری باتیں سن کر دنگ رہ گئی تھی کہ کتنا بڑا بوجھ دل میں لیے وہ گھوم رہے تھے، اور میں نے انہیں کتنا غلط سمجھا تھا۔ میں نے اگلے ہی لمحے سلویٰ کا نمبر ملایا اور اس ساری سچائی سے اسے بھی آگاہ کر دیا تھا۔

مس سمیرا کی بات سن کر میں اس قدر (اپ سیٹ) ہو چکی تھی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اتنا گرا ہوا شخص بھی کوئی ہو سکتا ہے، جس نے اپنے گھر سے ہی برائی کی شروعات کی تھی۔ اس بندے نے کتنی لڑکیوں کو بلیک میل کر کے ان سے پیسے وصول کرتا رہا ہے۔ اور حیران ہوں میں اس مشعال سے کہ ایک پڑھی لکھی اور سمجھدار ہو کر کس کھائی میں گرا رہی ہے خود کو، بلکہ گرا بیٹھی ہے۔''

مجھے مس سمیرا اور رمیض سر کو اس بارے میں بتانا چاہئے کہ ابرار کو کچھ دن پہلے ایک اور لڑکی کے ساتھ بھی ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں انہیں فون کرتی، مس سمیرا نے خود ہی مجھے کال کر دی تھی۔

سلام، دعا کے بعد جب میں نے ریسٹورنٹ والی بات سے انہیں آگاہ کرنا چاہا تو مس سمیرا نے بتایا کہ وہ ریسٹورنٹ والی لڑکی رمیض سر کی سٹوڈنٹ ہے اور انہی کے کہنے پر وہ ابرار کو ٹریس کر رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ ثبوت حاصل ہو سکیں اور اس طرح کی ہزاروں لڑکیوں کو اس جیسے حیوان سے بچایا جا سکے۔

مس سمیرا کی ساری بات سن کر مجھے تھوڑا سکون ہو گیا تھا، لیکن مجھے مشعال کی فکر کھائی جا رہی تھی۔ جواب اس کے نکاح میں تھی۔

ہیلو!! سلویٰ، کیا ہوا آپ کو آواز آ رہی ہے؟

جی جی مس سمیرا! مجھے آواز آ رہی ہے۔

تو آپ خاموش کیوں ہو گئی ہیں سلویٰ، کیا کوئی پریشانی ہے آپ کو؟

''سمیرا مجھے فکر ہو رہی ہے مشعال کی کہ اسے ذرا برابر خیال نہیں آیا اپنے گھر والوں کا، بنا کچھ سوچے سمجھے اتنا بڑا فیصلہ کر لیا خود سے ہی اس جاہل لڑکی نے۔''

سلویٰ! پہلے نمبر پر یہ کہ مجھے بہت اچھا لگا آپ کا اس طرح مجھے نام سے پکارنا، آپ عمر میں بے شک مجھ سے چھوٹی ہیں، لیکن ہم بہنوں جیسی ہیں آپ مجھے نام سے ہی پکارا کریں۔

میں فوراً سمیرا کی بات کاٹ کر بولی کے پھر آپ بھی مجھے ''آپ'' نہیں بلکہ ''تم'' کہہ کر مخاطب کیا

PakistaniPoint
www.pakistanipoint.com

لریں۔

ایک پیاری سی ہنسی کے بعد وہ بولیں:

سلوی، مشعال کی تمہارے بارے کوئی اچھی رائے نہیں ہے، وہ تمہارے لیے ہمیشہ برا ہی سوچتی ہے۔ تم پھر کیوں اس کے لیے اتنی غمگین ہو رہی ہو؟

میرا مشعال کے لیے غمگین ہونا بنتا ہے۔ ضروری تو نہیں ہمارے لیے کوئی غلط سوچے تو ہم بھی اسکا برا ہی چاہیں گے، اس طرح ہم دونوں کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا۔ اور سب سے بڑی بات کے وہ بھی ہماری طرح ایک لڑکی اور عزت دار گھرانے سے ہے۔ جہاں ہم دوسری لڑکیوں کو بچانے کے لیے جتن کر رہے ہیں ویسے ہی ہم مشعال کو بھی اس آوارہ لڑکوں کے ہاتھوں بچائیں گے۔

اور ویسے بھی میرا وہ احسن کی کزن ہے۔ ''احسن کے گھر والے میرے لیے جیسی بھی سوچ رکھتے ہیں یا رکھتے ہوں گے، لیکن مجھے احسن کے ساتھ احسن کے گھر والے بھی عزیز ہیں''

ہائے میں مر جاؤں، اصل بات تو اب نکالی نا سلوی تم نے منہ سے۔ اس کے بعد کچھ دیر ہم نے بات کر کے سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

فون بند ہونے کے بعد سمجھ نہیں آ رہی تھی مجھے کہ میں احسن سے اس بارے میں کیسے بات کروں، کیا وہ بنا کسی ثبوت کے میری بات کا یقین کریں گے، کیونکہ یہاں بات بہت بڑی تھی۔ مشعال کے نکاح کی بات تھی، نکاح تھا کوئی کھیل تماشہ نہیں جو اس بات کو احسن آسانی سے مان جائیں گے۔

میرے خیال میں مجھے تھوڑا انتظار کر لینا چاہیے، جب تک سر رمیض کو نکاح کی کوئی کاپی نہیں مل جاتی، میں اسی سوچ کو ذہن میں لیے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔

آج عالیان کی سالگرہ تھی۔ ماشاءاللہ سے وہ گیارہ برس کا ہو گیا تھا۔ ہم سب عالیان سے ہی ویڈیو کال پر بات کر رہے تھے۔ سات سمندر دور بیٹھے بندے کو براہ راست دیکھ لینا بھی کیا ہی اچھا ذریعہ تھا۔

وہ دونوں بھائی بہت اتاؤلے ہوئے جا رہے تھے پاکستان آنے کے لیے لیکن ان کے سکول کی چھٹیوں کا مسئلہ تھا۔

امی اپنے پوتوں کو کہہ رہی تھیں کہ پھوپھو اپنی شادی پر ہی آنا اب آپ لوگ پاکستان۔

امی کے اتنا کہنے کی دیر تھی کہ عالیان فوراً بولا، پھوپھو، پلیز جلدی سے شادی کروائیں ہم لوگوں کو پاکستان آنا ہے۔

میں نے بھی آخر کار اس محفل میں بولنے کا حصہ ڈال ہی لیا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

عالیان بیٹا! کیوں نہ پہلے آپ کی شادی کر دیں، گیارہ سال کے ہو گئے ہو اور [illegible] سال تک [illegible] بڑے لگنے لگ جاؤ گے۔

عالیان میری اس بات پر کھلکھلا کر ہنسا تھا۔

میں سب کے لیے چائے بنانے کچن میں چلی گئی۔ رحمٰن بھائی دادا جی سے احسن کا ذکر کر رہے تھے۔ اور یہ ذکر میری ہی ذات کو لے کر ہو رہا تھا۔

میں کچن میں شرماتی اور مسکراتی ہوئی چائے بنانے میں مصروف تھی دل کو خوشی ہونے کے ساتھ مجھے ایک عجیب سی بے چینی نے گھیرا ہوا تھا، جس کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی مجھے، مجھے یہاں کچن میں دادا جی اور بھائی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ دادا جی، بھائی کو بڑا خوش ہو کر بتا رہے تھے کہ احسن نے مجھ سے بات کی تھی، سلویٰ اور اس کی شادی کے حوالے سے، امید ہے کہ تم لوگ اسی سال ہی پاکستان آ جاؤ سلویٰ کی شادی پر۔

''لیکن کسی کو کوئی خبر نہیں تھی یہ سال کس قدر تکلیف لے کر آنے والا تھا۔''

آج یونیورسٹی جانے کا پروگرام بن گیا تھا، بس جب سے میری پہلی کتاب چھپی تھی تو کوئی نہ کوئی پروگرام رکھ لیا جاتا تھا۔

آج کا پروگرام رحیم سر کی طرف سے تھا، جس وجہ سے میرا یونیورسٹی جانا لازم تھا، کیونکہ دوسری طرف پارٹی قابل عزت تھی۔ میرے استاد رحیم سر، میرے انکل بھی تھے، بابا کے حوالے سے، اور پکارتی میں انہیں رحیم صاحب تھی، ادبی دنیا کے حوالے سے۔

دادا جی کو بھی میں نے اپنے ساتھ جانے کو کہا تھا، لیکن وہ کہنے لگے بیٹا یہ تم لوگوں کے کام ہیں۔ میرا وہاں بھلا کیا کام، اس لیے سلویٰ بیٹا آپ جاؤ۔ اور ہاں سچ یاد آیا! کیسے جاؤ گی یونیورسٹی؟

خود ڈرائیونگ کر کے چلی جاؤ گی؟ یا میں احسن کو کال کر دوں، وہ بھی تو جا رہا ہو گا تو تمہیں بھی اپنے ساتھ لیتا جائے گا۔

اس سے پہلے میں دادا جی کو منع کرتی، وہ احسن کو فون کر چکے تھے۔

اور وہ بھی ایسے ڈھیٹ ہیں، انہیں ابھی کہنے کی دیر ہوتی ہے اور وہ الٰہ دین کے جن کی طرح ٹپک بھی پڑتے ہیں۔

''سلویٰ تیار ہو جاؤ بیٹا احسن آ رہا ہے۔''

میں مسکراتے ہوئے، جیسا سوچا تھا ویسا ہی ہوا۔

خیر مجھے اور کیا چاہیے تھا۔ ''محبت میں اتنی قربت کا ہونا تو احساس دلاتا ہے محبت ہے۔''

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چل پڑی، تاکہ احسن کے آنے سے پہلے تیار ہو سکوں۔

گاڑی میں بیٹھے ہوئے سوچ رہی تھی کہ احسن کو مشعال والی بات بتا دوں، لیکن پتا نہیں کیوں خاموش رہنا اچھا لگا۔

جب سے ہم لوگ گھر سے نکلے تھے میں سلام کرنے کے بعد مسلسل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ آج مجھے خاموش رہنا اچھا لگ رہا تھا بس۔ میری اتنی لمبی خاموشی کے باعث شاید احسن بھی اکتا گئے تھے۔ جس پر احسن نے ''جلیل مانک پوری'' کا شعر بہت خوبصورت انداز میں پڑھا تھا۔

آپ نے تصویر بھیجی میں نے دیکھی غور سے
ہر ادا اچھی خموشی کی ادا اچھی نہیں

آپ نے تو بس ہر بات کے لیے ایک شعر تیار کر کے رکھا ہوتا ہے۔

''میں نے یہ شعر اس لیے پڑھا کہ میرے سامنے خاموش نہ بیٹھی رہا کرو، مجھے تم بولتی ہوئی مسکراتی ہوئی اچھی لگتی ہو۔''

میں نے بھی انہی کے انداز میں انہیں بولا کہ آپ بھی مجھے خاموش اچھے نہیں لگتے بلکہ بولتے ہوئے زیادہ خوبصورت دکھتے ہو آپ احسن نے ایک جاندار قہقہہ لگایا۔

سلویٰ میری خاموشی کے پیچھے تو کوئی مطلب ہوتے ہیں۔ مجھے گھر کی پریشانیاں ہیں، مجھے تمہاری پریشانی کھائی جاتی ہے۔

میں نے حیرت زدہ آنکھوں سے احسن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا!

میری کیا پریشانی ہے جی آپ کو؟

کچھ باتیں بتانے والی نہیں ہوتیں سلویٰ،

اب میں تمہیں کیسے بتاؤں کہ میری ماں تم سے شادی کرنے پر راضی نہیں ہو رہی اور میں تمہارے بغیر رہنے کا تصور بھی اپنے ذہن میں نہیں لا سکتا، یہ سب میں نے خاموش لفظوں سے دل میں کہا تھا۔

سلویٰ تم پھر خاموش ہو گئی ہو؟

جی کیونکہ آپ نے مجھے خاموش کر دیا۔

ارے میں نے کیوں خاموش کروانا تھا بلکہ میں تو چاہتا ہوں تم ہنستی بولتی رہو۔ ''تمہارے ہونٹوں کی سرخ لالی سے پھول برسیں'' احسن کی اس بات نے مجھے شرمایا ہوا لہجہ بنانے میں مجبور کر دیا تھا۔ آج انہیں پتا نہیں کیا ہو گیا تھا کچھ زیادہ ہی رومانوی ہو رہے تھے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

گاڑی میں پھر کچھ دیر کی خاموشی چھا گئی تھی۔ اس خاموشی کے بعد احسن بولے! سلوئی، ایک بات کہوں؟

میں نے سوالیہ آنکھوں سے احسن کی جانب دیکھا۔

''سلوئی تم بہت خوبصورت ہو۔''

احسن کی اس بات پر میری ہنسی چھوٹ گئی تھی کہ اتنا سنجیدہ سوال کرنے کے بعد کہا بھی تو کیا کہا۔

سلوئی تم ہنس کیوں رہی ہو؟ میں نے کوئی غلط تھوڑی نہ بولا ہے۔ ہاں لیکن اس کے علاوہ بھی اور ایک بات ہے۔

سلوئی! ''میں محبت کرتا ہوں تم سے۔'' اور یہ آج کی بات نہیں ہے۔ یہ پانچ ماہ دس دن پہلے کی بات ہے۔ جب میں پہلی دفعہ رضوان بھائی کے ساتھ آپ کے گھر آیا تھا۔ مجھے نہیں خبر یہ کب کیسے ہو گیا میں تو اپنے آپ میں رہنے والا انسان ہوں، کوئی ہنس بھی رہا ہو تو میں خاموشی اختیار کیے بیٹھا رہتا ہوں، اور اس قدر خاموش طبیعت ہوں کہ کوئی آج تک مجھے سمجھ ہی نہیں پایا۔ الٹا میری ایسی طبیعت کے بعد بندہ مجھ سے دور ہی بھاگتا ہے۔

خیر چھوڑو یہ میں کونسی باتیں لے کر بیٹھ گیا ہوں۔

سلوئی مجھے لگتا تھا کہ مجھے کبھی کسی سے محبت نہیں ہو سکتی، میرے لفظ ہی میری محبت ہیں، لیکن میں غلط تھا۔ اس دن جب پہلی دفعہ تم کو دیکھا تو میرے دماغ میں نئی لکھنے والی ساری تخلیقوں کے لفظ بکھر کر رہ گئے تھے۔ میری آنکھیں تمہاری طرف اٹھ کر جھکنا بھول گئی تھیں۔ میں نے اس دن چوری سے کبھی نظروں کو چرا کر کتنی بار تمہاری ان خوبصورت آنکھوں کو پڑھا جو اس قدر چمکتی ہوئی اور شفاف ہیں۔ تمہاری اس ہنسی کو بار بار دیکھنے کو من کرتا تھا۔ اس لیے میں کوئی نا کوئی بہانہ تلاشتا رہتا تھا آپ کے گھر آنے کا۔

سلوئی، ''تم میری پوری زندگی کا واحد اثاثہ ہو۔''

میں نے احسن کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھا کہ یہ بندہ کس قدر خوبصورت ہے۔ اس کا دل بہت صاف ہے۔ میں احسن کو اکڑو ہی سمجھتی رہی۔ مجھے خود پر بہت ہنسی آئی تھی اس اکڑو لفظ پر۔

سلوئی، وہ ڈیش بورڈ کا (ڈرا) کھولو۔

میں نے احسن کی کہی ہوئی بات پر عمل کیا۔ ڈیش بورڈ کا (ڈرا) کھولا اندر ایک خوبصورت سی ڈبیا چمک رہی تھی، جسکا رنگ سنہرا تھا۔ ساتھ ایک چھوٹا سا بکے پڑا ہوا تھا، پانچ چھے گلاب کے پھولوں پر مشتمل چھوٹا سا پر خوبصورت بکے تھا۔ پھول تو خیر ویسے ہی پیارے ہوتے ہیں۔

احسن کے کہنے پر میں نے دونوں چیزیں ان کے ہاتھ میں تھما دیں۔ پھولوں کا بکے مجھے پکڑاتے ہوئے احسن بولے ''یہ پھول میری محبت، میری سلوئی کے لیے۔''

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں نے خوشی سے احسن کے ہاتھ سے پھول پکڑ لیے۔

احسن نے گاڑی ایک سائیڈ پر روک دی تھی۔ اس خوبصورت سنہری ڈبیا کا ربین کھولنے لگ گئے ا۔ سے ایک گولڈن رنگ کی گھڑی نکالی جو بہت مہنگی اور بے حد پیاری تھی۔ اس کے (ڈائل) کے اوپر اور ارد گرد ولی چمک رہے تھے۔ گھڑی کی چین بھی (گولڈن) رنگ کی تھی، تھوڑی سی چوڑی جو کلائی پر بھی پہنی ہوئی سب منفرد اور پیاری لگتی۔

احسن نے میرا ہاتھ پکڑ کر وہ گھڑی کلائی پر پہنا دی تھی۔ اور سب سے حیرانی والی بات یہ تھی کہ وہ بالکل میری کلائی کے سائز کی تھی۔ میں نے احسن سے پوچھا یہ تو بالکل میرے سائز کی ہے (واچ) یہ کیسے، مطلب آپ کو کوئی اندازہ تھا نہیں میرا مطلب میری کلائی کے بالکل سائز کی ہے، مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں نے کیسے سمجھانی ہے بات، احسن میری اس نادانی پر ہنس رہے تھے۔

سلویٰ! خاموش بالکل چپ ہو جاؤ، میرے منہ کے آگے ہاتھ رکھتے ہوئے احسن نے مجھے چپ کروا دیا تھا۔

اتنے چھوٹے سے دماغ پر اتنا زور نا ڈالو میری معصوم سلویٰ، اس ساری بات کے پیچھے بھی ایک بات ہے۔ بالکل تمہاری کلائی کے سائز کی گھڑی پتا کیسے ہے، احسن نے اپنی قمیض کی جیب سے میری سلور رنگ کی ایک گھڑی نکالی جو بھائی میرے لیے لے کر آئے تھے۔

اب تم پوچھو گی کہ یہ تمہاری گھڑی میرے پاس کیسے آئی؟ تو بندہ تم سے پوچھے اتنی گھڑیوں کا کیا اچار ڈالنا ہے؟ بدل بدل کر پہنتی رہتی ہو تو ایک میں نے چرا لی تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟

میں نے دادا جی سے کہہ کر تمہاری گھڑی اٹھوائی اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ تمہیں خبر بھی نہیں ہوئی اس بات کی کہ پچھلے ایک ہفتے سے یہ گھڑی میرے پاس ہے۔ ویسے بھی جس بندی کے پاس اتنی زیادہ گھڑیوں کی (کلیکشن) ہو اسے کیا پتا چلنا کہ میری فلاں گھڑی کہاں گئی یا میں نے کہاں رکھ دی وغیرہ وغیرہ۔

احسن کی ان باتوں سے میری ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

احسن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس میری عادت ہے کہیں جاؤں تو بدل بدل کر کوئی بھی گھڑی پہن لیتی ہوں۔ اور آج میں نے یہ والی پہن لی تھی یہ بابا لائے تھے میرے لیے۔ اور رہی بات گھڑیوں کی وہ میرے پاس جتنی بھی ہوں مجھے کم ہی لگیں گی، کیونکہ میرا کہنا ہے کہ گھڑی پہننے سے انسان کی شخصیت بہت باوقار لگتی ہے، مطلب گھڑی پہن کر انسان (ڈیسنٹ) لگتا ہے۔ یہ میری اپنی ذاتی رائے ہے۔ اور اتنی زیادہ (کلیکشن) نہیں ہے میرے پاس پہلے دو تھیں اب تین ہو گئی ہیں۔ اور اس تحفے کے لیے شکریہ، بہت پیاری ہے یہ گھڑی، میں اس (واچ) کو ہی اب زیادہ پہنا کروں گی۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

یہ اس گھڑی کا ڈبہ ہے۔ اور یہ وہ گھڑی جو میں نے اس سائز کی کروانے کے لیے دادا جی سے کہہ کر اٹھوائی تھی۔

یونیورسٹی آ چکی تھی۔

احسن مجھے یونیورسٹی کی حدود میں اتار کر خود کسی کام کے سلسلے کے لیے چلے گئے تھے، یہ کہہ کر وہ واپسی پر مجھے (پک) کر لیں گے۔

میں کلائی پر پہنی ہوئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گئی جہاں سمیر اور رمیض میرے انتظار میں تھے۔

سر رمیض نے مجھے ابرار اور مشعال کے نکاح نامے کے پیپر تھمائے جنہیں میں دیکھ کر ہکی بکی رہ گئی تھی کہ مشعال نے سچ میں نکاح کر لیا ہے۔

اُف میرے خدایا! کیا بیتے گی اس لڑکی کے گھر والوں پر۔ لیگل طریقے سے نکاح کوئی جرم نہیں تھا، لیکن بندہ بھی تو اگلا اچھا ہونا چاہیے جس سے نکاح کیا جا رہا ہے یا جس سے نکاح کیا گیا ہے۔

عشاء اور سمیرا بھی سر رمیض کے آفس میں ہی تھے۔

اور وہ لڑکی جو اس دن ابرار کے ساتھ دیکھی گئی تھی، سر کی سٹوڈنٹ وہ بھی آفس میں آ گئی تھی، ایک نئے ثبوت کے ساتھ۔

اور وہ ثبوت یہ تھا کہ ابرار نے ایک اور جگہ بھی نکاح کر رکھا تھا یہ ابرار جس سے بھی دوستی کرتا تھا، کچھ عرصے کے بعد لڑکی کو شادی کے لیے پرپوز کر دیتا تھا۔ اگلا ٹارگٹ سر کی یہی سٹوڈنٹ تھی، ابرار اس لڑکی اِرم کو بھی (پرپوز) کر چکا تھا۔

ابرار کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کے لیے ارم اُسے ہاں کر چکی تھی۔

میں حیران تھی کہ یہ لڑکا ابرار ایسی حرکتیں کیوں کر رہا تھا، آخر وہ چاہتا کیا ہے۔ مجھے تو ذہنی مریض لگتا ہے، خیر اب وقت آ گیا تھا ابرار کو پکڑنے کا اور وہ بھی پورے ثبوتوں اور گواہوں کے ساتھ۔

یونیورسٹی سے گھر آتے ہی میں نے ساری باتیں آج دادا جی کو بتا دی تھیں۔ ابرار اور مشعال کے نکاح کے بارے میں بھی، وہ بھی یہ سب سن کر بہت پریشان ہو گئے تھے۔

دادا جی! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں یہ سب کچھ احسن کو کیسے بتاؤں، مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے، میں اس معاملے میں کبھی بھی نہ پڑتی اگر بات احسن کے خاندان کی نہ ہوتی۔ احسن سے جڑا مجھے ہر رشتہ عزیز ہے۔ میں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

نہیں چاہتی ان کے خاندان کی بدنامی ہو، بلکہ میں چاہتی ہوں اس سے پہلے کہ مشعال اس لڑکے کے ساتھ کہیں بھاگے ہمیں پہلے ہی اس روک لینا چاہیے۔

دادا جی نے مجھے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پیار دیا۔

''یہ میری سلوئی بیٹی نہیں احسن کی محبت بول رہی ہے۔'' احسن ہے بھی تو اتنا اچھا ہر کوئی اسے پسند کرتا ہے۔

سلوئی بیٹا تم کسی دن موقع دیکھ کر احسن سے بات کرو اور اس سارے معاملے کے متعلق اسے آگاہ کرو جلد سے جلد۔

میں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دادا جی کی طرف دیکھنے لگ گئی جو مجھ سے بھی زیادہ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

میں نے سوچ لیا تھا کسی دن موقع دیکھ کر احسن کو سب کچھ بتا دوں، یا پھر میرا خیال ہے احسن کے گھر جب جاؤں گی تو سب کچھ انہیں بتا دوں گی، تاکہ جتنی جلدی ہو سکے وہ مشعال کو گھر سے باہر قدم رکھنے کے لیے روک لیں۔

مجھے بس کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کروں اور کہاں سے بتانا شروع کروں گی احسن کو اور اس کے گھر والوں کو اسی سوچ میں گم تھی کہ دادا جی کی آواز پر میں ان کی بات سننے چلی گئی۔

میں سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔ آج احسن بھی گھر پر آئے ہوئے تھے، وہ سب کے ساتھ ہمیشہ کی طرح اچھے انداز میں ہی بات کر رہے تھے، پر پتا نہیں کیوں مجھے ان کا موڈ کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ عجیب سی بے چینی تھی ان کے چہرے پر، جس کے کئی رنگ تھے۔ میں نے چائے سب کے آگے پیش کی، اور اپنا کپ لے کر باہر لان میں چلی گئی۔

کپ ٹیبل پر رکھ کر میں پھولوں کی کیاریوں کی طرف چلی گئی۔ کیاریوں میں سے پودوں کے کئی پتے اس قدر پیلے ہو چکے تھے کہ وہ مرجھا کر خود ہی نیچے گر چکے تھے۔

میں پیلے مرجھائے ہوئے پتے اتار رہی تھی کہ پیچھے سے احسن پتا نہیں کب کے کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، اور بولے ''مرجھائی ہوئی چیزیں اچھی نہیں ہوتیں سلوئی۔''

مجھے احسن کی اس کہی ہوئی بات پر بہت حیرانی ہوئی۔

خاموشی سے وہ کرسی پر جا کر بیٹھ گئے تھے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں احسن کو دیکھ رہی تھی، کرسی کے ساتھ سر لگائے آنکھیں بند کئے وہ بیٹھے ہوئے تھے، ''جیسے برسوں سے کوئی مسافر چل رہا تھا اور اسے بیٹھنے کو جگہ اب ملی ہو کئی مدت بعد۔''

احسن کی بند آنکھوں میں بھی مجھے تکلیف دینے والی نمی نظر آ رہی تھی۔ ان کا چہرہ ان پیلے پتوں کی مانند مرجھایا ہوا لگ رہا تھا، اور جسم تھکن سے چور۔

میں نے خود ہی اس خاموشی کو توڑنا مناسب سمجھا۔

احسن آپ ٹھیک تو ہونا؟ اتنی سی بات پوچھنے کے لیے میرا دل دہل کر رہ گیا تھا، میرے اندر بہت کچھ ٹوٹ کر رہ گیا تھا، جیسے کچھ ٹھیک نہیں ہونے والا۔

سلویٰ!'' کیا تم میرے بغیر رہ ملتی ہو؟''

میں احسن کی اس بات کو سن کر کتنی دیر سی مجسمے کی طرح کھڑی رہی تھی۔ احسن نے آج تک مجھے یہ بات واضح نہیں ہونے دی کہ انہیں بہت محبت ہے مجھ سے، میں نے ان کی محبت کو محسوس کیا تھا، میں نے ان کی محبت کی چاہ کی تھی، میں نے انہیں اپنا مانا تھا، لیکن احسن کے اس سوال پر میں کچھ بھی تو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

میں بھی کرسی پر آ کر بیٹھ چکی تھی۔ چائے میری برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ میں کچھ دیر کی خاموشی کے بعد احسن کی بات کا جواب دیا تھا۔

''احسن میں آپ کے بغیر نہیں رہ پاؤں گی۔''

احسن نے آنکھیں کھولتے ہوئے میری جانب دیکھا، ان کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا، ان کی لال آنکھیں دیکھ کر میرا دل رو دینے کو تھا۔

میں نے احسن کو کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ لیکن وہ روتے رہے ساری رات، سارا دن، لیکن کیوں؟

میرے اندر بہت سوال جمع ہو رہے تھے احسن کو لے کر۔

احسن نے میرے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اور پتا نہیں کتنی ساری باتوں کا بوجھ اپنے دل کے اندر لیے ہوئے اٹھ کر باہر گیٹ کی طرف چلے گئے۔

میری آنکھوں سے گرنے والے آنسو مجھ سے کتنی باتوں کے سوال جاننا چاہ رہے تھے۔

میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی، جس کے اوپر ابھی تک احسن کے ہاتھ کا لمس چمک رہا تھا، ساتھ پڑی ہوئی ٹھنڈی چائے کا کپ میرا ناک چڑا رہا تھا۔

ارم جو سر رمیض کی (سٹوڈنٹ) تھی وہ آج ایک نئی خبر کے ساتھ ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

مجھے تو احسن کے اس دن جانے کے بعد کوئی بھی کسی بھی طرح کا سکون نہیں تھا، عجیب بے چینی اور واہمے دل کو جکڑ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دل بہت پریشان تھا، احسن نے اپنے گھر کی باتیں کبھی بھی مجھے نہیں بتائی تھیں۔

وہ بندہ ساری مجبوریاں اور دکھ صرف اپنے اندر ہی رکھنے کا عادی تھا۔ ارم ساری باتیں ہم لوگوں کے آگے بیاں کر رہی تھی، ابرار کا اگلا ارادہ پاکستان سے بھاگنے کو تھا، وہ کسی دوسرے ملک جانے کے لیے تیار تھا، یہاں تک کہ اس کا ویزہ بھی آ چکا تھا۔

'سر' اور اس بات کی بھی خبر ملی ہے مجھے کہ ویزہ اس اکیلے کا لگا ہے، مشعال اس سارے معاملے میں بس اس کا مہرہ رہی ہے، یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ لڑکی اس کے لیے کوئی خزانے کی تجوری تھی۔

میں ارم کی ساری باتیں سن تو رہی تھی لیکن میرا دھیان اور سوچ احسن کی طرف تھی، وہ کیوں مجھے اپنے دکھ، سکھ میں شریک نہیں کرتے؟ انہیں ایسی کیا پریشانی ہے، جو مجھ سے یہ بات پوچھنے پر مجبور کر گئی کے ''سلویٰ میرے بغیر رہ سکتی ہو؟''

یہ فقرہ میں جب جب یاد کرتی میرے لیے تکلیف کا باعث بنتا تھا۔

میری سوچ بہت گہرائی تک جا رہی تھی۔

جیسے کچھ ہونے والا ہو، جیسے زندگی ایک نیا موڑ لینے والی ہے۔ یہ ساری باتیں سوچ کر میرا دل بہت پریشان تھا۔ میں احسن سے بات کروں گی ان سے پوچھوں گی کہ آخر بات کیا ہے مجھے کچھ تو بتائیں؟

یہی پوچھنے کے لیے میں نے موبائل نکالا اور احسن کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

السلام علیکم!

دوسری طرف سے احسن نے میرے سلام کا جواب دیا۔

ان کی آواز سن کر ایک پل کو میرا دل ڈوب کر رہ گیا تھا، احسن کی آواز لگ ہی نہیں رہی تھی، بہت تھکی ہوئی اور پریشان آواز تھی۔ اس سے پہلے میں اور کچھ کہتی، وہ خود ہی بولے سلویٰ کیسی ہو؟

میں ٹھیک ہوں۔

احسن آپ کہاں تھے؟ کوئی خیر و عافیت بھی نہ بتائی آپ نے تو اپنی؟ کیا میں آپ کی کچھ نہیں لگتی؟ سب کچھ دل میں ہی دبا کر تو کہیں غائب ہو گئے آپ؟

وہ ایک فقرہ میری جان لے لے گا احسن، آپ نے کیوں ایسے کہا تھا مجھے؟ آخر بات کیا ہے پلیز مجھے بتائیں؟

سلویٰ میں تمہیں کچھ بھی نہیں بتا سکتا، یہی سمجھو کہ میں مجبور اور بے بس ہوں بہت، میں تمہارا گنہگار ہوں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سلویٰ، میں بے وفا انسان ہوں۔ دونوں طرف خاموشی چھا چکی تھی۔

احسن کیا مجبوری محبت سے بڑھ کر ہے؟

دوسری طرف ایک طویل خاموشی چھا چکی تھی، احسن نے میری اس بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

خاموشی کے اندر آواز کا رس بھرا تھا۔ احسن نے بولنا شروع کیا۔

سلویٰ! مجھ جیسے بے حس اور بیوفا انسان سے تمہیں امیدیں نہیں لگانی چاہئیں تھیں۔ میں تو محبت کو پروان بھی نہ چڑھا پایا اور محبت کو راستے میں ہی ادھورا چھوڑ کر بھاگ رہا ہوں، میری محبت ''سفرِ محبت'' بن کر رہ جائے گی جو شاید سفر میں ہی گزر تم سے دور کہیں، جہاں میرا کوئی نام ونشان نہیں ہوگا، کوئی وجود نہیں ہوگا۔

''سلویٰ مجھ جیسے بیوفا اور دھوکے باز کو کبھی بھولنا مت۔''

اللہ حافظ!!

میں آنکھوں سے آنسو لیے بوجھل قدم اٹھاتے ہوئے آفس سے نکل آئی تھی فون بند ہو چکا تھا۔

آج ایک ہفتہ گزر چکا تھا، میری اور احسن سے بات کو وہ پتا نہیں کیوں ایسا کر رہے تھے۔ چھپ کر بیٹھ گئے تھے کہیں، ایک دفعہ نہیں سوچا کہ حال ہی پوچھ لوں۔ اپنی مجبوریاں اپنے اندر ہی چھپا کر مجھے چھوڑ کر جا چکا تھا وہ شخص۔

ابرار کے بھاگنے اور مشعال کے گھر چھوڑ کر جانے کے سارے ثبوت اکٹھے ہو گئے تھے۔ لیکن اب کیسے بتاؤں اس شخص کو جس نے محبت کے دو بول بھی نہ سنے اور چلا گیا بنا کچھ سنے بنا کچھ بتائے، پر میں کسی طریقے یہ ساری باتیں احسن کو بتاؤں گی ضرور چاہے اس کے لیے مجھے اس کے گھر کیوں نہ جانا پڑے، میرے پاس صرف دو دن کا وقت ہے۔ میں نے اگر یہ بات احسن کو نا بتائی تو مشعال گھر سے بھاگ نکلے گی۔

میرے کمرے کا دروازہ کھول کر دادا جی اندر داخل ہوئے تھے۔

سلویٰ میری بیٹی میں کتنے دنوں سے دیکھ رہا ہوں تم کچھ پریشان ہو، کیا بات ہے بیٹا؟

نہیں دادا جی کچھ بھی تو نہیں میں ٹھیک ہوں، وہی بس مشعال والی بات کو لے کر تھوڑی پریشان ہوں۔

بس مشعال والی بات یا پھر کوئی اور بھی؟

دادا جی مجھ سے ایسے سوال کر رہے تھے جیسے وہ سب کچھ جانتے تھے۔

نہیں دادا جی ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اتنا کہہ کر خاموش رہنے میں ہی غنیمت سمجھی۔

سلویٰ!! ''احسن کی شادی ہے دو دن بعد۔''

یکے بعد دیگرے میرے سر پر بموں کی برسات ہوئی تھی۔ میری آنکھیں دھندلا چکی تھیں۔ دادا جی نے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

مجھے وہ بات سنائی تھی جس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

دادا جی نے فوراً مجھے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ کافی دیر میرے آنسو برستے رہے تھے۔ میں جب کچھ بولنے کے قابل ہوئی تو مجھے ایک ہی فکر کھائے جا رہی تھی، دادا جی نکاح پر نکاح کیسے؟''

سلویٰ، احسن کو ساری بات سے آگاہ کرو بچے جتنی جلدی ہو سکے، احسن سے بات کرو وہ بہت پریشان ہے۔ دادا جی مجھے اتنی بڑی خبر دے کر کمرے سے جا چکے تھے، اور میں یہی سوچتی رہ گئی کہ پریشانی کیا ہوتی ہے، آنسو ایک بار پھر آنکھوں میں رس گھولنا شروع ہو گئے تھے۔

مجھے صبح سے سب کے میسج وصول ہو رہے تھے کہ سلویٰ احسن کی شادی ہے لیکن یہ کیسے ممکن تھا؟

کہیں سے کچھ میسج آ رہے تھے، کہیں سے کچھ میں پڑھ پڑھ کر تنگ آ چکی تھی یہ پیغامات۔

رضوان بھائی کو کسی بھی بات کی خبر نہیں تھی مشعال کے حوالے سے وہ الٹا اس بات کا غصہ کر رہے تھے کہ احسن اس طرح نہیں کر سکتا، ''امید ہیں کسی اور کو دکھا کر بارات کہیں اور لے کر جا رہا ہے'' افسوس ہے مجھے احسن کی اس حرکت پر۔

رضوان بھائی کا میسج پڑھ کر مجھے خود بھی دکھ ہوا تھا۔ مجھے اب کچھ سمجھ آنے لگ گئی تھی کہ احسن کی مجبوری کیا تھی۔

''ہم دونوں محبت کے اس سفر میں چل رہے تھے جہاں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامنے والا کوئی بھی نہیں تھا، نہ احسن سلویٰ کا ہاتھ تھام پایا کیونکہ وہ مجبور تھا، اور مجھے اس مجبوری سے خوف آنے لگ گیا تھا، جو اتنی خود غرض تھی کہ میں اسے نظر بھی نا آئی دھندلا کر رہ گیا میرا عکس اس مجبوری کے سامنے'' اور میں تو بے بس ہو کر رہ چکی تھی کیونکہ وہ چھوڑ گیا تھا مجھے، میرے آنسو اتنے کمزور کیوں ہیں احسن کی بات پر بھاگے چلے آتے ہیں، ''میں کیوں روتی رہوں اس انسان کے لیے جو میرا کبھی تھا ہی نہیں۔'' دل بس یہ ماننے پر راضی نہیں ہو پا رہا تھا۔

آج احسن کی مہندی کی رسم تھی، جو کہ دنیا کی نظروں تک ہی محدود تھی بس، کچھ حد تک غلطی میری بھی تھی یہ سب کچھ ہونے سے پہلے پہلے مجھے احسن کو سب کچھ بتا دینا چاہیے تھا۔ تا کہ دنیا اور لوگوں کی نظروں میں عزت کا تماشا نہ بنتا۔ مشعال اس حد تک گر جائے گی میں نے سوچا نہیں تھا۔

آج میں نے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ احسن کے گھر جا کر ساری سچائی بتا دوں، کہ تم اس لڑکی سے نکاح کرنے جا رہے ہو جو پہلے سے نکاح کر چکی ہے اور فرار ہونے کے چکروں میں ہے۔

میں نے بیگ کاندھے پر ڈالا، گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر گیٹ کی طرف بڑھ گئی جہاں گاڑی کھڑی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تھی

میں کہاں جا رہی ہوں اس بات کی خبر بس دادا جی کو تھی۔

گاڑی سٹارٹ کی اور احسن کے گھر کو جانے والے راستے کی طرف بڑھنے لگی۔

احسن کا گھر آ چکا تھا۔ میں آج پہلی دفعہ احسن کے گھر آئی تھی۔ احسن نے ہی مجھے باہر سے اپنا گھر دکھا رکھا تھا، لیکن گھر کے اندر کبھی نہیں لے کر گئے تھے۔ احسن نے مجھے ہمیشہ یہی کہا تھا کہ تمہیں اسے گھر میں ایک ہی دفعہ لے کر آؤں گا بیاہ کر۔

میں احسن کی مجبوریوں اور لاچاریوں کے باوجود آج اس کے گھر کے باہر کھڑی تھی، مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی اندر جا کر کیسے اور کہاں سے بات کرنی شروع کروں گی۔ احسن کے ماں، باپ کا رویہ کیسا ہوگا میرے ساتھ مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

مجھے بس یہ سب کچھ کسی طریقے انہیں بتانا تھا، ان کے خاندان پر انگلی اٹھنے سے پہلے یہ سب کچھ روکنا تھا مجھے،

میں نے آگے بڑھتے ہوئے ڈور بیل بجائی، یہی سوچ رہی تھی کہ وہ دل میں بسنے والا ہی دروازہ کھولے اور شاید قبولیت کی گھڑی تھی، دروازہ احسن نے ہی کھولا تھا۔

احسن کا چہرہ دیکھ کر میرا دل بہت زور سے تڑپا تھا۔ بال بکھرے ہوئے، آنکھیں سرخ اور تھکی ہوئیں، ہونٹوں پر سکری جمی ہوئی تھی، جیسے کوئی برسوں سے پیاسا ہو۔ مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے، سلویٰ تم؟

میں نے اپنے چہرے کی اداسی چھپاتے ہوئے سلام کیا۔

میرے سلام کا جواب دینے کے بعد انہوں نے مجھے فوراً اندر آنے کو کہا تھا، جیسے کسی کے ڈر سے یا چپکے سے مجھے اندر آنے کو کہہ رہے ہوں۔

احسن مجھے اپنے ساتھ گھر کے ڈرائینگ روم میں لے آئے تھے۔ فرنیچر سے بھرا ہوا، اور بہت خوبصورتی سے سجایا گیا کمرہ تھا۔

میں صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ کتنی دیر تک احسن مجھے دیکھتے رہے تھے، جیسے وہ بہت ساری باتیں کرنا چاہ رہے تھے، لیکن کوئی بات وہ کر نہیں پا رہے تھے۔

کافی دیر کی خاموشی کے بعد وہ اٹھے اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے تھے، ان کے منہ سے اگر کوئی بات نکلی بھی تو وہ یہ تھی کہ ''سلویٰ تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا''

احسن کی یہ بات سن کر چھن سے کوئی چیز میرے اندر ٹوٹی تھی، وہ شاید دل تھا، جو پچھلے کئی روز سے بار بار

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں نے اپنے آنسو روکتے ہوئے احسن کو کہا مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے میں اس لیے آپ کے گھر آئی ہوں، تاکہ آپ کو سب کچھ بتا سکوں، اور آپ کے گھر والوں کو بھی۔

میں نے ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ گرجدار آواز کے ساتھ ایک خاتون اندر داخل ہوئیں، وہ شاید احسن کی امی تھیں، میں نے خود سے ہی اس بات کا اندازہ لگایا تھا۔

آنٹی سیدھا میری طرف ہی آئی تھیں۔ میں نے فوراً سلام کیا۔

''اے لڑکی تم زیادہ پارسانہ بنو، مجھے پتا ہے تم کتنی نیک بی بی ہو۔ چاہتی کیا ہو؟ کیوں آئی ہو میرے گھر؟ کیوں میرے بیٹے کے پیچھے پڑ گئی ہو ہاتھ دھو کر، تمہارے ماں، باپ نے تمہیں کچھ سکھایا نہیں کیا؟''

یہ ساری باتیں سن کر میری روح تک کانپ گئی تھی۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ مجھے کس بات پر یہ ساری باتیں سنائی گئی ہیں، یا سنائی جا رہی ہیں۔ میں احتراماً پھر بھی چپ رہی کہ وہ احسن کی ماں تھیں۔

احسن نے اپنی ماں کو چپ کروایا تھا۔

امی، میں نے آپ کی ہر بات مانی ہے۔ آپ کی قسمیں پوری کی ہیں، آپ کا بیٹا ہونے کے ناطے آپ کے ہر حق ادا کیے، یہاں تک کہ اپنے پیار کی قربانی دے دی، آپ کی اس بدتمیز اور جاہل بھتیجی کے لیے ان سب کے باوجود آپ سلویٰ کی کیوں بے عزتی کر رہی ہیں؟ پلیز مجھے اور سلویٰ کو کچھ دیر اکیلا چھوڑ دیں آپ، آج اس کے حسین قدم میرے گھر کی طرف اٹھ کر آ ہی گئے ہیں تو خدا کا واسطہ ہے آپ کو ہم دونوں کو کچھ دیر کے لیے اکیلا چھوڑ دیں، احسن کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

میں نے احسن کو پہلی دفعہ روتے دیکھا تھا۔ مجھے اب سمجھ آئی کہ احسن کی مجبوری کیا تھی۔

میں نے اپنے آنسوؤں پر نقاب کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا، کیونکہ میں احسن کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

میں تم دونوں کو اکیلا تو چھوڑ کر نہیں جانے والی، کیونکہ مجھے اس لڑکی پر بھروسہ نہیں ہے۔ جس نے میرے بیٹے کو اپنے جال میں پھانس رکھا ہے۔ احسن کی امی کے لفظ ایک دفعہ پھر دل کو چھلنی کر گئے تھے۔ وہ کتنی نفرت رکھتی تھیں اپنے اندر میرے لیے، میں نے ان کے لفظوں کو پھر برداشت کر لیا۔

احسن کوئی بات نہیں آپ آنٹی کو یہی رہنے دیں۔ میں آنٹی کے سامنے ہی ساری باتیں بتاؤں گی۔

میری آواز لڑکھڑائی ہوئی تھی۔ آنسوؤں کے گھونٹ اٹک اٹک کر میرے گلے سے نیچے اتر رہے تھے۔

میں نے اپنے دماغ کو سکون میں لاتے ہوئے بات کرنا شروع کی۔ احسن بہت دنوں سے میں یہ ساری باتیں آپ کو بتانا چاہتی تھی لیکن مجھے کوئی موقع نہیں ملا نا ہی کوئی مناسب وقت مل پایا کہ میں آپ سے یہ ساری باتیں کر سکوں۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

دراصل بات یہ ہے کہ، یہاں آ کر میں رک گئی تھی کیونکہ احسن کی سرخ پڑتی آنکھیں مجھے بولنے نہیں دے رہی تھیں، میرا دل کر رہا تھا بھاگ کر احسن کے سینے سے لگ کر اپنے سارے آنسو بہا دوں اور کہوں کہ مجھے کبھی مت چھوڑنا۔

اے لڑکی آگے بول بھی، یا پہیلیاں بجھا رہی ہو، اور میرے بیٹے کو بھی انہی پہیلیوں میں الجھا رکھا ہے تم نے۔

احسن کی امی کے لفظ بہت زیادہ کڑوے تھے۔ جنہیں سہنا میری مجبوری تھی۔ ''کیونکہ معاملہ یہاں محبت کا تھا۔''

احسن، مشعال پہلے ہی نکاح کر چکی ہے۔ یونیورسٹی میں ایک عیاش لڑکے کے ساتھ۔

میری یہ بات سن کر احسن کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔

اے لڑکی تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا؟ میرے بیٹے کو اپنانے کے چکروں میں تم اس حد تک بھی جا سکتی ہو۔ دیکھ لو احسن بیٹا میں نہ کہتی تھی کہ یہ لڑکی بس تمہیں پھانس رہی ہے، اسے کوئی پیار ویار نہیں ہے تم سے، نکالو اس لڑکی کو گھر سے باہر ورنہ میں دھکے دے کر اسے گھر سے باہر نکال پھینکوں گی۔

میں رو پڑی تھی، اتنی بے عزتی ہو گئی تھی کہ اب آنسوؤں پر ضبط کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ میں بوجھل قدموں کے ساتھ اٹھی اور احسن کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔

میں نے اپنے بیگ میں سے مشعال اور ابرار کا نکاح نامہ اور ان کے نکاح کی کچھ تصاویر نکالی تا کہ ثبوت کے طور پر احسن کو دکھا سکوں، لیکن میں یہ بھول گئی تھی کہ اس گھر سے ابھی مجھے اور زیادہ برے الفاظ سننے پڑیں گے، اور سچ میں رسوا ہو کر اور ذلیل ہو کر میں اس گھر سے نکلوں گی۔ احسن کے ہوتے میں یہاں اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہی تھی، کہ احسن میرے ساتھ اور زیادہ برا نہیں ہونے دیں گے۔ آگے کیا ہونے والا تھا اس بات سے میں خود بھی بے خبر تھی۔

احسن، مشعال نکاح تو کر چکی ہے، پر وہ آج گھر سے بھی بھاگنے والی ہے اسے گھر سے نکلنے سے روک لیں، میں صرف اسی لیے یہاں آئی ہوں کہ لوگوں کی اٹھتی ہوئی انگلیوں سے آپ بچ سکیں۔

''احسن مجھے آپ سے پیار ہے۔ اور میں آپ کی عزت کرتی ہوں۔''

میرے لفظ ابھی میرے لبوں کے اندر ہی تھے کہ ایک زناٹے دار تھپڑ میری گال کو ہلا کر رکھ گیا تھا۔

میرے ہوش و حواس کہیں گم ہو گئے تھے۔ آنسو میری آنکھوں سے گر کر میرے دامن کو بھی بھگو گئے تھے۔

میں بے بس کھڑی تھی۔ جس کی چھاؤں کے سہارے میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہی تھی، اسی کی چھاؤں سے مجھے ڈر لگنے لگ گیا تھا۔ وہ آج کے دن بس ایک تماشائی تھا، جو اپنی سلوی کو رسوا کر گیا تھا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

امی، یہ آپ کیا کر رہی ہیں آپ نے سلویٰ کو تھپڑ کیوں مارا؟

احسن میں تمہیں کہہ رہی ہوں اس لڑکی کو گھر سے باہر نکالو، بے حیا لڑکی پہلے تو گھر میں گھس آئی اور اوپر سے جھوٹی باتیں سنائے جا رہی ہے ہمیں۔

میرا اب یہاں رکنا بہت مشکل تھا، میں سمجھ گئی تھی احسن بہت کمزور انسان تھا اپنی ماں کے آگے۔ آنسوؤں سے میری آنکھیں دھندلا چکی تھیں۔

سلویٰ، میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز تم یہاں سے چلی جاؤ میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ تم مجھے پانے کی خاطر اتنے جھوٹ بولو گی، مشعال کے بارے میں تم اتنا غلط بھی بول سکتی ہو۔ میں تو تمہیں بہت سمجھدار لڑکی سمجھتا رہا ہوں، پر تم تو..... پلیز چلی جاؤ یہاں سے احسن آپ نے بھی مجھے ہی غلط سمجھا؟ احسن نے میری کوئی بات نہ سنی، میری کسی بات پر یقین نا کیا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا، اس سے پہلے کہ اپنی اس بے عزتی پر اور اپنی اس بے حس محبت کے یقین نا کرنے پر یہیں گر جاتی، میں نے اپنے قدموں کا باہر کی طرف رُخ کیا تھا

میں نے نکلتے ہوئے وہ تصاویریں اور نکاح نامہ ٹیبل پر رکھ دیا تھا کہ شاید یہی میری سچائی بیان کر سکیں۔

میں روتے ہوئے اس گھر سے نکلی تھی جہاں میں نے ہمیشہ رہنے کی دنیا سجائی تھی۔ مجھے محبت سے خوف آنے لگ گیا تھا۔

گاڑی احسن کے گھر کے سامنے ہی کھڑی رہی، میں نے پیدل چلنا شروع کر دیا تھا۔ آج مجھے پیدل ہی چلتے جانا تھا۔ اپنے آنسو میں نے قدم قدم پر بچھاتے جانے تھے، تاکہ میرے یہ سچے آنسو لوگوں کے پیروں میں روندے جائیں، یہ قیمتی نہیں رہے تھے۔ بہت سستے ہو گئے تھے۔

ان چلتے ہوئے بے جان قدموں میں مجھے "محسن نقوی" کی غزل یاد آ رہی تھی۔

وہ کون لوگ تھے، ان کا پتا تو کرنا تھا
مرے لہو میں نہا کر جنہیں نکھرنا تھا
یہ کیا کہ لوٹ بھی آئے سراب دیکھ کے لوگ
وہ تشنگی تھی کہ پاتال تک اترنا تھا
گلی کا شور ڈرائے گا دیر تک مجھ کو
میں سوچتا ہوں دریچوں کو وا نہ کرنا تھا
یہ تم نے انگلیاں کیسے فگار کر لی ہیں؟
مجھے تو خیر لکیروں میں رنگ بھی بھرنا تھا

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

وہ ہونٹ تھے کہ شفق میں نہائی کرنیں تھیں؟
وہ آنکھ تھی کہ خنک پانیوں کا جھرنا تھا
گلوں کی بات کبھی راز رہ نہ سکتی تھی
کہ نکہتوں کو تو ہر راہ سے گزرنا تھا
خزاں کی دھوپ سے شکوہ فضول ہے محسن
میں یوں بھی پھول تھا آخر مجھے بکھرنا تھا

مجھے کسی بات کا گلہ نہیں تھا، محض اس کے احسن تو مجھ پر یقین کرتے، وہ محبت کے میدان سے اتنی جلدی ہار گئے۔

میں محبت کے میدان کے بالکل درمیان کھڑی رہی جہاں میری عزت کو بھی برا بھلا کہا گیا اور مجھ پر بے حیائی کے طعنے بھی مارے گئے۔

پیدل چلتے ہوئے مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے پوری دنیا میرے اوپر باتیں بنا رہی ہو کہ میں ایک بری لڑکی ہوں، میری محبت کے گھر سے میں بے حیاء ہونے کا لقب لے کر نکلی تھی۔

میں خود کو سنبھال نہیں پا رہی تھی۔ آنسو بار بار میری گالوں کو بھگو رہے تھے۔ ہاتھوں سے اپنے آنسو پونچھ رہی تھی کہ ایک تیز رفتار گاڑی آئی میرے آنسوؤں کے ساتھ مجھے بھی بہا کر لے گئی تھی۔

دھندلے چہرے دکھائی دے رہے تھے، گاڑی سے ایک چہرے نے باہر دیکھا، ''ہاں وہ مشعال ہی تو تھی'' لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو چکا تھا۔

خزاں کی دھوپ سے شکوہ فضول ہے محسن
میں یوں بھی پھول تھا آخر مجھے بکھرنا تھا

میں ابھی تک وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ میں اتنا برا ہوں، اتنا بے مروت ہوں میں نے اپنے پیار کو پروان چڑھانے کی بجائے اسے زمین کے اندر دفن کر دیا تھا۔ ''میں نے بہت برا کیا سلویٰ کے ساتھ۔''

اچانک میری نظر اس لفافے پر پڑی تھی جو کچھ دیر پہلے سلویٰ چھوڑ گئی تھی۔ ٹیبل پر سے لفافہ اٹھا کر میں نے کھولا تصاویریں اور مشعال کا نکاح نامہ دیکھتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، میں کس قدر جذباتی انسان ہوں۔ اف میرے خدایا! مجھ سے کتنی بڑی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔

میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ امی بھاگتی ہوئی کمرے میں آئی تھیں احسن بیٹا وہ سلویٰ سچی تھی، مشعال گھر سے بھاگ گئی ہے۔ میں دھاڑیں مار کر رونے لگ گیا، دل کی بھڑاس اونچی آواز سے نکالی تھی۔ ایک دیوار سے ٹکرا کر

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میری آواز دوسری دیوار سے ٹکرا رہی تھی۔ مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں اماں ''میری سلویٰ''

امی مجھے چپ کروانے میں لگی ہوئی تھیں۔ ''امی میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا، آپ نے اپنے ہی بیٹے کا قتل کر دیا۔'' میرے پاس نہ آئیں امی۔ ابو بھی کمرے میں آ گئے تھے۔ میں بھاگتا ہوں ان سے لپکا تھا۔ ابو کیا مائیں ایسی ہوتی ہیں؟ جو اپنے ہی بچوں کے گھر اجاڑ دیتی ہیں۔ احسن میرے بیٹے چپ کر جاؤ، سلویٰ کے دادا ابو، کا فون آیا تھا۔ وہ سلویٰ، ابو بتائیں نا کیا سلویٰ؟ کیا ہوا سلویٰ کو؟

بیٹا، سلویٰ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں ہے۔

''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔''

میرے ہوش و حواس بیکار ہو گئے تھے۔ میرا دل خون کے آنسو بہا رہا تھا۔ قیامت پر قیامت ٹوٹی تھی آج مجھ پر اور ادب بھی نا کر پایا میں اپنی محبت کا۔ بھاگتا ہوا ہسپتال کے لیے نکلا تھا میں۔

ہسپتال پہنچتے ہی مجھے پہلا چہرہ مشعال کا نظر آیا تھا، یہ کیا کر رہی ہے یہاں، اس کے پاس پہنچ کر میں نے اسے تھپڑ رسید کیا تھا، تم نے ہی میری سلویٰ کو اس حالت تک پہنچایا ہے۔ چلی جاؤ یہاں سے میری نظروں سے دور نفرت ہے مجھے تم سے، دادا جی نے مجھے پکڑ کر اپنے ساتھ لگایا تھا۔

احسن میرے بچے تم اور سلویٰ مجھے بہت پیارے ہو، سلویٰ کے لیے دعا کرو اسے تمہاری دعاؤں کی ضرورت ہے۔ تم ایک بہادر لڑکے ہو، عورت پر ہاتھ اٹھانا اچھی بات نہیں ہے۔ دادا جی کی یہ باتیں بتا رہی تھیں کہ وہ کتنے پریشان تھے۔ پریشانی میں بھی انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالا ہوا تھا۔ دادا جی عورت پر ہاتھ اٹھانا اچھی بات نہیں لیکن وہ ایک عورت ہے وہ یہ بات بھول گئی ہے۔ اسے پتا ہی نہیں عورت کیا ہوتا ہے۔ عورت عزت کروانے کے لائق ہوتی ہے لیکن یہ چھی۔

احسن میرے بچے کوئی بھولا ہوا رات کو واپس لوٹ آئے تو اسے دھتکارنے سے اچھا ہے اپنا لیا جائے، مشعال بھی ویسے ہی بھٹک گئی تھی، اسے معاف کر دو۔

دادا جی مجھے کچھ نہیں سننا مجھے سلویٰ کا بتائیں وہ کہاں ہے؟

احسن پہلے تم مشعال کے بارے میں سنو، یہ تمہارے گھر کی عزت ہے۔ اور دادا جی سلویٰ میری عزت ہے، ''احسن کی عزت۔''

''مجھے مشعال سے کوئی لینا دینا نہیں یہ گھر آ جائے یا کہیں بھاگ جائے۔''

مشعال کو ابرار کی سچائی کا علم ہو گیا تھا کہ وہ ایک جھوٹا اور فراڈ انسان تھا۔ پولیس نے ابرار کو پکڑ کر بہت ساری لڑکیوں کی جان بچالی تھی، جن میں سے ایک مشعال بھی تھی۔ مشعال کو اپنے کیے پر بہت پچھتاوا ہے۔ دادا جی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

اپنے ہوش میں نہیں تھے، میں جب بھی سلویٰ کا ذکر چھیڑتا وہ بات بدل دیتے تھے، جیسے وہ اس بات کو ماننے پر راضی ہی نہیں تھے کہ سلویٰ کا ایکسیڈنٹ ہو چکا ہے۔

وارڈ کے باہر گلاس ڈور سے میں سلویٰ کو دیکھ پایا تھا۔ میری آنکھیں سلویٰ کے لیے چیخ رہی تھیں، میرے ہونٹ مجھ کو کوس رہے تھے، سلویٰ نے میرے کتنے ترلے منتیں کی تھیں، احسن میری بات کا یقین کریں۔

میں نے سلویٰ کی ایک نہ سُنی، میں کہیں دور چلا جاؤں گا، سلویٰ میں تمہارے لائق نہیں۔

''سلویٰ تمہاری پاکیزہ محبت مجھ جیسے بے پرواہ انسان کے لائق نہیں'' مجھے معاف کر دینا۔ آنسو تھمنے کو تیار نہ تھے، میری محبت بے سدھ پڑی تھی۔ میرے کاندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا اور وہ دادا جی تھے۔

میں ان سے لپک کر بہت رویا، میرے پاس رونے کے سوا اور پچھتانے کے سوا کچھ نا تھا۔ ''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں''

دادا جی آپ مجھے رو کیے مت، میں ایسا بدقسمت انسان ہوں جس نے سلویٰ کی پاکیزہ محبت کو ٹھکرایا ہے۔ میں سمجھتا تھا میں دنیا کا کوئی بہت ہی سمجھدار انسان ہوں، لیکن نہیں میں تو وہ انسان ہوں جو دوسروں پر بس رعب ہی ڈال سکتا ہوں۔ میں سمجھتا تھا میری ماں میری محبت کو پیار اور نرمی سے اپنی جھولی میں ڈال کر لے آئے گی اپنے گھر، پر نہیں دادا جی! ایسا کچھ نہیں ہوا۔ میں سلویٰ سے بہت دور چلا جاؤں گا اسے اور دکھوں میں نہیں گھیر سکتا میں۔ دادا جی مجھ سے ایک وعدہ کریں، میں نے روتے ہوئے دادا جی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑی کر ان سے عہد لیا تھا کہ وہ سلویٰ کو کبھی نہیں بتائیں گے، کہ میں یہاں سے ہو کر گیا تھا۔ سلویٰ کو جب ہوش آئے تو وہ مجھ سے نفرت کر لے بہت زیادہ نفرت کرے، میں اسی قابل ہوں، بہت کچھ ہے کہنے کو دادا جی لیکن ہمت ہار گیا ہوں میں، ہسپتال کے لان میں پڑے ہوئے بینچ پر ڈھے سا گیا تھا میں، دادا جی نے مجھے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا!

احسن میرے بچے سلویٰ کے ساتھ جو بھی ہوا ہے، یا جو کچھ بھی ہو گیا ہے اس سب کا ذمے دار میں تم کو نہیں سمجھتا، بات جب اپنوں پر آتی ہے تو انسان اسی طرح برتاؤ کرتا ہے۔

دادا جی یہ تو آپ کا بڑا پن ہے، لیکن آپ کچھ نہیں جانتے کہ کیا ہوا تھا میرے گھر پر اور کیا نہیں۔ آج رات آٹھ بجے میری انگلینڈ کی فلائیٹ ہے۔ میں اپنے سارے رشتے یہاں ہی چھوڑ کر دور جا رہا ہوں۔ میرا ضمیر گوارہ ہی نہیں کر رہا کہ میں یہاں پر رکوں، ہو سکے تو آپ بھی مجھے معاف کر دیجیے گا۔ ''سلویٰ کا بہت خیال رکھیے گا''..... میں نفرتوں کا بیج بو کر جا رہا ہوں سلویٰ کے لیے، اک آخری بار یہاں سے جانے سے پہلے سلویٰ کو دیکھ جاؤں۔ میں اٹھ کر ہسپتال کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا، دادا جی وہیں بینچ پر بیٹھے اپنے انمول موتی پتا نہیں کیوں مجھ بیکار شخص پر بہا رہے تھے۔

Waqar Azeem www.pakistanipoint.com

سلویٰ نیم بیہوشی میں بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ اللہ کا شکر تھا کہ اب کوئی بڑا خطرہ نہیں تھا، بس خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اور زخم گہرے ہونے کی وجہ سے ڈاکٹروں نے اسے بیہوشی کا انجکشن دے رکھا تھا۔ میں نے سلویٰ کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس پر اپنی پیشانی رکھ لی تھی۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا ہے سلویٰ، مجھے پتا ہے تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی لیکن میں نفرت کے ہی قابل ہوں۔

پچھلے دو دن مجھ پر بہت بھاری تھے، بہت اذیت میں گزارے ہیں میں نے یہ دو دن، ماں کا رویہ، انکی تم پر کوئلے کی طرح برستی ہوئی باتیں، اور میں ''میں'' تو کچھ بھی نہیں سلویٰ، میں بہت دور جا رہا ہوں تم سے، میں نے ہمارے درمیان کی بڑھتی محبت کی کلیوں کو اپنے آنگن کے اندر رکھ کر خود ہی روندھ ڈالا ہے۔

''ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔''

سلویٰ کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے میں وارڈ سے باہر آ چکا تھا۔ باہر آ کر دادا جی سے گلے ملتے ہوئے میں ہسپتال کو کہیں پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ ''میں سلویٰ کو چھوڑ آیا تھا۔''

آج پورے دس دن بعد میں نے اپنے گھر کے لان میں قدم رکھا تھا۔ ہسپتال سے آج ہی ڈسچارج ہو کر گھر آئی تھی۔ دادا جی میری ڈھال بن کر کھڑے تھے، انہوں نے مجھے سہارا دیا تھا۔ میرے جسم پر زخم ابھی بھی بہت گہرے تھے، بھر تو جائیں گے، لیکن دل کے زخم..... مجھے گاہے بگاہے احسن کے گھر ہونے والی باتیں یاد آتی رہتی تھیں۔ احسن کی امی کی باتیں، میں یہ سب کچھ بھولنا چاہتی تھی۔ لیکن یہ میری زندگی کا ایک حصہ بن چکی تھیں یہ ساری باتیں، لیکن مجھے مضبوط ہونا پڑے گا۔ میں اپنے کمرے میں آ چکی تھی، سائیڈ ٹیبل پر احسن کی دی ہوئی گھڑی رکھی تھی، جو اس دن خوش قسمتی سے میں پہن کر نہیں گئی تھی۔ ورنہ یہ گھڑی بھی ایکسیڈنٹ میں کچلی جاتی، وہ تو چھوڑ گیا، لیکن اس کی دی ہوئی چیزیں اور یادیں بھی بکھر گئیں تو میں کہاں جاؤں گی، گھر میں سب کے ہوتے ہوئے بھی میں خود کو اکیلا محسوس کر رہی تھی۔

میرا موبائل بھی اس حادثے کا شکار ہو چکا تھا۔ میں اب نئے موبائل کے ساتھ نیا نمبر بھی لے لوں گی، مجھے ہر اس بندے سے رابطہ ختم کر دینا تھا جو احسن کی طرف جاتا ہو۔ میں سوچوں کی دور کسی وادی میں تنہا کھڑی تھی، اور تنہائی ہی اب اچھی تھی میرے لیے۔ اسی وادی میں گم مجھے نیند نے آ لیا تھا۔

دادا جی میں گھر میں اکیلے رہ رہ کر بہت بور ہو جاتی ہوں۔ مجھے کچھ مشورہ ہی دے دیں کہ میں کیا کروں اب..... ''کیا کروں اب'' لفظوں کو بولتے ہوئے بہت تکلیف ہوئی تھی مجھے۔ جیسے احسن کے ساتھ ساتھ سارے کام بھی ختم ہو گئے ہوں گے، کچھ کرنے کو جیسے بچا ہی کچھ نا ہو۔ میں نے بہت وقت فارغ گھر بیٹھے گزار دیا ہے.....

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تو بیٹا تم آگے داخلہ لے لو، اچھا ہے گھر میں فارغ بیٹھنے کی بجائے آگے مزید پڑھ لو..... دادا جی مجھے ایسے حوصلے دے رہے تھے جیسے میں ان دو ماہ میں سب کچھ بھول چکی ہوں، بھولنا کیا اتنا آسان کام تھا؟ پوری زندگی داؤ پر لگ جاتی ہے کسی جان سے بڑھ کر چاہنے والے کو بھولنا۔ ویسے میں نے اپنے آپ کو گھر والوں کے سامنے کافی حد تک خوش رہنے کی عادت سکھا دی تھی، لیکن اندر سے میں ٹوٹ چکی تھی، کسی ٹوٹے ہوئے کانچ کی طرح..... کوئی بھی چیز جب ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا جڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بہت مشکل ہوتا ہے۔ دادا جی آپ کا مشورہ مجھے پسند آیا میں خود بھی آگے ایڈمیشن لینے کا ہی سوچ رہی تھی۔ میں ابھی رحیم انکل سے فون کر کے پوچھتی ہوں کہ ایم فل کی کلاسز کا آغاز کب سے ہو رہا ہے؟

دادا جی مسکراتے ہوئے میرے کمرے سے اٹھ کر چلے گئے..... میں نم آنکھوں سے رحیم انکل کو فون ملانے لگ گئی۔

صبح کھانے کی ٹیبل پر میں نے سب کے سامنے اپنے آگے ایڈمیشن لینے کا اظہار کیا تو ابو یہ سن کر بہت خوش ہوئے تھے۔ میرے ایکسیڈنٹ کے بعد گھر میں ایک دم سے سناٹا چھا گیا تھا..... میں نے احسن کے بارے میں اور ان کی امی کی باتوں کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا تھا..... احسن کے اچانک غائب ہونے کی وجہ یقیناً میرے گھر والوں نے بھی اسے ایک مجبوری کا نام دیا تھا کہ شاید وہ مجبور ہو جو اس نے شادی کر لی..... میرے گھر والے بھی صدا کے بھولے تھے۔ سلویٰ، پھر کب سے یونیورسٹی جوائن کر رہی ہو؟ یہ ابو کا پوچھا گیا سوال تھا۔ بابا میں نے رات کو ہی رحیم انکل کو فون کر کے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ ایم فل (M.Phill) کے ایڈمیشن کھل گئے ہیں۔ لہٰذا میں آج ہی یونیورسٹی جا کر فارم وغیرہ فل کر کے دے آؤں۔ چلو یہ تو پھر اچھی بات ہے تم آج ہی یونیورسٹی چلی جاؤ، میں راستے میں چھوڑ جاؤں تمہیں یا خود چلی جاؤ گی؟..... جی بابا میں خود چلی جاؤں گی۔ بابا وہ رحیم انکل مجھے کہہ رہے تھے کہ ساتھ کالج کیمپس میں لیکچرار کی جاب بھی اگر میں کر سکوں تو؟ وہ مجھے جاب کی بھی آفر کر رہے ہیں، یہ آفر وہ اس لیے کر رہے ہیں کہ کالج کی ذمہ داری ساری ان پر ہے تو وہ چاہتے ہیں انہیں سنبھالنے والے بھی میرے اپنے ہی ہوں اس لیے وہ..... میں بابا کا جواب سننے کے لیے کچھ دیر خاموش ہو گئی تھی۔ سلویٰ میری بچی تمہیں کیا خبر کہ اس بات کے لیے میں نے رحیم سے بات کی تھی کہ تم اپنے گزرے ہوئے ماضی کی تلخ یادوں سے نکل کر ''آج'' میں جیو، میں نہیں چاہتا تم اپنے ماضی کو یاد کرو، کالج میں جاب کی تمہیں کیا ضرورت جاب کرنی ہوتی تو تم اپنا آفس بھی سنبھال سکتی ہو۔ لیکن کالج میں رہنا، پڑھانا، پڑھانا ایک الگ چیز ہو گی اس سے تمہارا دل لگا رہے گا۔ ماضی کے تپتے صحراؤں کو بھول کر۔ افضال بچی کو جواب دو وہ کب سے خاموش بیٹھی تمہارے جواب کے انتظار میں ہے۔ میں سوچوں میں گم اپنے حواسوں میں واپس لوٹا..... ابا جی مجھے اس میں کوئی پریشانی یا مسئلہ نہیں ہے سلویٰ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

جاب کر سکتی ہے۔ میں خوشی سے چیخ اٹھی تھی۔ کیونکہ مجھے بالکل اندازہ نہیں کہ بابا مجھے اجازت دیں گے۔

دادا جی اور امی بھی خوش نظر آ رہے تھے۔ ابو آفس کے لیے نکل گئے تھے۔ اماں بی چائے بنا کر لے آئی تھیں۔ میرے اللہ کا شکر ہے میری بیٹی کے چہرے پر بھی خوشی نظر آئی..... اماں بی نے مجھے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پیار کیا۔ چائے پینے کے فوراً بعد میں تیار ہونے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ سلوٰی میں بھی چلوں تمہارے ساتھ؟..... ارے نہیں دادا جی آپ وہاں تھک جاؤ گے سارا دن بیٹھ بیٹھ کر..... نہیں بیٹا تم اکیلی جا رہی ہو اس لیے کہا میں نے..... دادا جی میرے پیارے ہینڈسم (مسٹر چپس) میں پہلی دفعہ نہیں جا رہی اکیلے آپ پریشان نہ ہوں..... میں نے دادا جی کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا میں آپ کی بہادر بیٹی ہوں پریشان نہ ہوا کریں۔ اس سے پہلے کہ دادا جی کی آنکھیں نم ہوتیں میں تیار ہونے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

فارم وغیرہ فل کر کے میں نے جمع کروا دیئے تھے۔ رحیم سر سے ملنے کے لیے میں نے آفس روم کی طرف قدم پھیر لیے تھے کہ گراؤنڈ فلور پر ہی مجھے کوئی جانی پہچانی آواز سنائی دی، اپنا نام سن کر ایک پل کے لیے میں رکی تھی۔ میرے دائیں طرف مشعال کھڑی تھی۔ افسردہ اور شرمندہ سا چہرہ لیے ہوئے۔ سلوٰی کیسی ہو تم؟ میں ٹھیک ہوں مشعال تم کیسی ہو؟ وہ برسوں کی بیماری چہرے پر زرد رنگ اوڑھے ہوئے، آنکھوں کے نیچے ہلکے پڑے ہوئے یہ وہ مشعال لگ ہی نہیں رہی تھی جس کے چہرے پر ہر وقت مغروری سی چھائی رہتی تھی۔

سلوٰی پلیز مجھے معاف کر دو میں تمہیں کبھی سمجھ نہیں پائی، تم اس دنیا کی وہ لڑکی ہو جو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی..... تم نے کبھی کسی کا برا نہیں چاہا نہ کبھی کسی کے ساتھ برا ہونے دیا..... میں نے یہ دو ماہ بہت تڑپ میں گزارے ہیں سلوٰی ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔ میں نے اپنی زندگی اس گھر میں گزاری ہے جہاں کا ایک ایک بندہ بہت سخت اور تنگ نظر ہے۔ باہر کی رنگین دنیا نے مجھے بہت عیاش کر دیا تھا۔ جس میں رہ کر میں نے اپنا ضمیر تک بیچ دیا۔ لیکن وقت کی کسوٹی ایسی ہے اچھے اچھوں کو سبق سکھا دیتی ہے۔ اگر تم نہ ہوتی تو میں کبھی ابرار کا اصلی چہرہ نہ پہچان پاتی، پلیز تم مجھے معاف کر دو۔ مشعال کے معافی مانگتے ہوئے آنسو بھی برس پڑے تھے۔ مشعال مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ تم مجھ سے معافی مت مانگو، ''انسان جب اپنی کسی غلط حرکت یا برائی کی وجہ سے پچھتانے لگ جائے تو سمجھو اس کا کفارہ ادا ہو گیا ہے..... انسان کا پچھتانا ہی انسان کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اور جب انسان سیدھے رستوں پر چلنا سیکھ جائے تو پھر وہ کبھی راہ سے بھٹکتا نہیں ہے۔ اسے بس اللہ پر بھروسہ ہونا چاہیے اور اپنے نفس پر۔'' مجھے تم سے کسی بھی قسم کا کوئی شکوہ نہیں ہے۔ مشعال کے چہرے پر میری وجہ سے آنے والی مسکراہٹ نے مجھے بہت سکون دیا تھا۔ سلوٰی تمہارا ایکسیڈنٹ بھی میری وجہ..... میں نے فوراً مشعال کی بات کاٹ دی، میں نے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ابھی تم سے کہا نا مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ مشعال الوداعیہ کلام کے ساتھ ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیاں عبور کر گئی اس خوشی کے ساتھ کہ میں اس پر ناراض نہیں ہوں شاید اسی سہارے وہ اپنی نئی زندگی کا آغاز کر پائے۔ ''احسن کے ساتھ۔''

میری کلاسز ایک ہفتے میں بس دو دن ہوتی تھیں، اسی وجہ سے میں کالج میں بھی لیکچر آسانی سے دے پا رہی تھی۔

آج اتوار تھا۔ سو کالج اور یونیورسٹی دونوں سے چھٹی تھی۔

اکتوبر کی ٹھنڈی صبح میرے استقبال میں تھی۔ بھولنے والے بھولتے نہیں ہیں لیکن میں اپنی پچھلی زندگی کو بھول کر کافی حد تک آج کی زندگی سے سمجھوتہ کر چکی تھی۔ ''اشفاق احمد'' بھی خوب لکھ گئے تھے کہ ''اپنے ماضی کو بھول کر ''آج'' کی فکر میں جیو''..... لہٰذا آج کی پرواہ کرنی تھی مجھے بھی ہاں کبھی کبھی ماضی بھی یاد آ جائے تو بری بات نہیں ہے۔ دادا جی پائپ لگا کر پودوں کو پانی دے رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی ہمیشہ کی طرح ان کی زبان پر صرف ایک ہی بات تھی۔ میری بیٹی آج اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی؟ میں مسکراتے ہوئے بولی، دادا جی یہ تو اب میری روٹین کا حصہ ہے صبح جلدی اٹھنا..... آج ہے تو اتوار لیکن روز کی طرح آج بھی نیند نے فوراً مجھے خود ہی جگا دیا۔ دادا جی جب تک آپ پودوں کو پانی دے رہے ہیں اتنی دیر میں چائے بنا کر لے آتی ہوں میں۔ دادا جی نے ایک پیار بھری مسکراہٹ کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا۔ میں لان کو عبور کرتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ چائے بناتے ہوئے میں دادا جی کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی، پتا نہیں کیوں وہ مجھے آج کچھ پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے پرنور چہرے پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ چائے بنا کر لائی تو دادا جی مجھے لان میں کرسی پر بیٹھے ہوئے کہیں سوچوں میں گم نظر آئے۔ انہیں چائے کا کپ پکڑاتے ہوئے میں نے سوال کر ہی دیا، کیا بات ہے دادا جی، آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔ میں کب سے نوٹ کر رہی ہوں، جیسے آپ کسی الجھن میں ہوں۔ سب ٹھیک تو ہے نا؟

سلوئی بیٹا مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔ یہ بات تمہاری ماں نے کچھ دن قبل بھی مجھ سے کی تھی، تب میں اس حق میں نہیں تھا۔ لیکن تمہاری پھوپھو نے رات خود پھر مجھے فون کر کے بولا ہے کہ ابا جی! سلوئی کو میری بیٹی بنا دیں۔ میرے ہاتھ میں پکڑا ہوا چائے کا کپ مجھ سے گرتے گرتے بچا تھا۔ لیکن دادا جی..... سلوئی میں اپنی رائے نہیں بتا رہا میری بچی بلکہ تم سے پوچھنا چاہ رہا ہوں جیسا تم کہو گی ویسا ہی ہوگا۔ کوئی زور زبردستی نہیں ہے کسی بھی قسم کی۔ میں نے اپنے آپ کو بہت مشکل سے نہیں مشکلوں سے سنبھالا ہے دادا جی پلیز اس بارے میں نے ابھی کچھ نہیں سوچا نا ہی میں فی الحال ابھی کچھ سوچنا چاہتی ہوں۔ بلکہ مجھے نہیں لگتا ابھی میں ٹھیک سے خود کو سنبھال پائی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہوں۔ دادا جی نے مسکراتے ہوئے میرے گالوں کو تھپتھپایا تھا۔ سلویٰ تم جیسا کہو گی ویسا ہی ہوگا۔ میں خود کو سنبھال پائی ہوں کہ نہیں اس بارے میں مزید کچھ بولتی تو دادا جی بھی پریشان ہو جاتے۔ میں نے خاموشی میں ہی بہتری سمجھی، کیونکہ اب گھر والوں کے سامنے میں اپنے آپ کو خوش ہی ظاہر کرتی تھی تاکہ انہیں میری وجہ سے کوئی تکلیف نا ہو۔ خاص طور پر میں اپنے پیارے ''دادا'' کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی، ان کی محبت میرے لیے بہت انمول تھی۔ میں چائے کا سپ لیتے ہوئے ''دل'' میں اپنے دادا کے لیے ڈھیروں دعائیں کی تھیں۔

زندگی اپنی روٹین پر چل پڑی تھی۔ وقت ساتھ دے تو انسان ماضی کی بھول بھلیوں سے نکل آتا ہے، چاہے تھوڑی دیر کے لیے ہی کیوں نا۔ احسن کو میں کبھی بھول نہیں پائی تھی ان ڈیڑھ سالوں میں، لیکن میں نے زندگی کی اس روٹین سے سمجھوتہ کر لیا تھا اور ماضی کو میں بہت پیچھے چھوڑ آئی تھی۔ اس بے وفا اور مجبور انسان کو میں جب بھی یاد کرتی تھی، اسکی نئی زندگی کے لیے دعا ہی کرتی تھی، ''یقیناً وہ خوش ہوگا مشعال کے ساتھ۔'' ایک دل جلی مسکراہٹ میرے ہونٹوں پر پھیل گئی تھی۔ کسی جانی پہچانی آواز کے پکارنے پر میں سوچوں سے نکل کر اپنے ہوش میں واپس آئی تھی۔ خاموش لڑکی کہاں گم ہو؟ رحیم سر کے بیٹے احمد رحیم کی آواز تھی۔ گم تو کہیں نہیں ہوں، سوچ رہی تھی آخری سمیسٹر رہ گیا ہے، ایک ماہ بعد پیپر ہونے والے ہیں اس کے بعد پھر گھر فارغ بیٹھی کیا کروں گی۔ ارے خاموش لڑکی اتنی لمبی سوچوں میں گم ہو۔ ویسے بھی فارغ کیوں بیٹھنا ہے، آگے مزید کچھ نہیں لکھنا کیا؟ اتنی بڑی شاعرہ ہو کر فارغ کیوں بیٹھنا ہے بھئی، آگے کچھ سوچو مزید لکھنے کا۔ ایک شاعری کی کتاب لکھ کر تو جیسے تم نے شہر فتح کر لیا ہے، پیپروں کے فوراً بعد مجھے لکھتی پھرتی نظر آؤ آئی سمجھ۔ احمد کی اس بات پر میں زور سے ہنسی تھی۔ احمد ایک سچے دل کا بہت اچھا لڑکا تھا۔ ہمیشہ سچی اور کھری باتیں کرنے کا عادی تھا۔ اور اس کی یہی سچائی اور ایمانداری مجھے پسند تھی۔ ہم دونوں باتیں کرتے ہوئے یونیورسٹی کے کیفے ایریا میں پہنچ چکے تھے۔ آج موسم میں کچھ ٹھنڈک تھی، ٹھنڈی ہوائیں چل کر کہیں سے آ رہی تھیں، ورنہ فیصل آباد کا موسم تو اکثر گرم ہی رہتا تھا۔ چائے کا آرڈر دے کر ہم سائیڈ پر لگے ہوئے ٹیبل، کرسیوں پر جا کر بیٹھ گئے تھے۔ احمد کو شروع میں جب میں ملی تھی مجھے یہ بہت رنگین مزاج انسان لگا تھا، جبکہ وہ ایسا بالکل نہیں تھا۔ اپنی اس بات کو سوچ کر مجھے اکثر ہنسی آتی تھی۔ میں لوگوں کو پرکھنے اور سمجھنے میں بہت دیری لگاتی تھی۔ سلویٰ بہت دیر ہوگئی ہے میں نے تم سے کچھ سنا نہیں ہے، ہمارا آخری مشاعرہ وہی تھا جب احسن بھی تھا ساتھ۔ احمد کی اس بات میں گہری اداسی میں کھو گئی تھی۔ میں اس انسان کو ہر بار سوچنے پر مجبور تھی، احسن کا نام ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کی طرح میرے چہرے سے ٹکراتا رہتا تھا۔ پل پل یاد آنے والا شخص مجھے کبھی بھولا ہی نہیں، یہ میرے دل کی تسلی تھی کہ میں اسے کافی حد تک بھول گئی ہوں پر ایسا کچھ نہیں تھا۔ میرے اردگرد رہنے والے لوگ ہی مجھے اسے بھولنے نہیں دے رہے تھے، اور کچھ میرا دل بھی اسے بھول جانے سے قاصر تھا۔ خاموش لڑکی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں نے آپ کو کہا ہے کہ مجھے کچھ سناؤ۔ کس دنیا میں بار بار کھو جاتی ہو۔ میں ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ احمد کو دیکھا جو میرے کچھ سنانے کا انتظار کر رہا تھا۔ ٹھیک ہے میں ایک غزل سناتی ہوں لیکن اپنی نہیں، ''قتیل شفائی'' کی ایک غزل سناتی ہوں آپ کو۔ احمد میری اس بات پر خوش ہو کر کہنے لگا۔ سلویٰ آپ کسی بھی شاعر کی غزل سناؤ بے شک آپ کے منہ سے سننا بھی ہمارے لیے شرف ہے۔ میں نے مسکراتے ہوئے غزل شروع کی۔

مل کر جدا ہوئے تو نہ سویا کریں گے ہم
ایک دوسرے کی یاد میں رویا کریں گے ہم
آنسو جھلک جھلک کر ستائیں گے رات بھر
موتی پلک پلک میں پرویا کریں گے ہم
جب دوریوں کی آگ دلوں کو جلائے گی
جسموں کو چاندنی میں بھگویا کریں گے ہم
بن کر ہر ایک بزم کا موضوع گفتگو
شعروں میں تیرے غم کو سمویا کریں گے ہم
مجبوریوں کے زہر سے کر لیں گے خودکشی
یہ بزدلی کا جرم بھی گویا کریں گے ہم
دل جل رہا ہے ذرا شجر دیکھ دیکھ کر
اب چاہتوں کے بیج نہ بویا کریں گے ہم
گردے گیا دغا ہمیں طوفان بھی قتیل
ساحل پہ کشتیوں کو ڈبویا کریں گے ہم

واہ سلویٰ بہت خوبصورت مزہ آ گیا سن کر۔ ''شکریہ۔'' آپ کبھی یہ غزل کسی گلوکار کی آواز میں سنیے گا، کسی گلوکار کی آواز میں سننے کا بھی ایک اپنا ہی مزہ ہے۔ انسان کہیں کھو جاتا ہے سن کر اس غزل کو۔ وہ الگ بات ہے۔ لیکن سلویٰ تم نے جس انداز سے سنائی ہے یہ غزل مجھے بہت لطف آیا سن کر، تمہارا پڑھنے کا انداز اور کچھ سنانے کا انداز ہی نرالا ہے۔ میں ہمیشہ سے ہی انسپائر رہا ہوں آپ کی آواز سے۔ آپ کی آواز میں جادو ہے سلویٰ۔ چائے پینے کے بعد میں نے احمد سے اجازت چاہی۔ میرا خیال ہے اب مجھے چلنا چاہیے، آج کالج میں بھی ایک زیادہ لیکچر دینا پڑا ہے مجھے جس کی وجہ سے پہلے ہی دیری ہو چکی ہے۔ سلویٰ میں آپ کو ڈراپ کر دوں کیا؟ ایک ہلکی سی مسکان کے ساتھ میں نے احمد کو جواب دیا، اگر آپ مجھے ڈراپ کریں گے تو میری گاڑی کو گھر تک کون ڈراپ کرے گا۔ اوہ، معذرت مجھے نہیں پتا تھا آپ ڈرائیونگ کر لیتی ہو، یہ میرے لیے ایک نئی بات ہے۔ چلیں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

آج سے یہ بات پرانی بھی ہوگئی آپ کے لیے۔ خدا حافظ میں اب چلتی ہوں۔ احمد شاید ابھی کچھ کہنا چاہتا تھا، لیکن میں مزید وہاں نہیں رکی اور یونیورسٹی کے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ گئی۔

میرا آخری سمیسٹر بھی اپنے اختتام کو پہنچ گیا تھا۔ جب سے یونیورسٹی ختم ہوئی تھی میں کالج بھی نہیں گئی تھی۔ تنہائی ایک بار پھر میرے سر پر منڈلانے لگ گئی تھی۔ امی، ابو میری وجہ سے پریشان رہنے لگ گئے تھے۔ کیونکہ پھوپھو آئے دن ابو کو کال کرتی تھیں کہ سلویٰ کا ہاتھ ابراہیم کے لیے دے دو۔ پھوپھو کو پتا نہیں کس بات کی جلدی کھائی جا رہی تھی جو وہ فون کر کے ابو کو پریشان کرتی رہتی تھی۔ مجھے شادی کے نام سے چڑ ہو چکی تھی۔ اور ہر دفعہ میں ایسا کہہ کر ٹال دیتی کہ مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔ لیکن شاید اب معاملہ بہت سنگین ہو چکا تھا۔ شاید مجھے گھر والوں کی بات مان لینی چاہیے۔ احسن کی یادوں کے سہارے کب تک جیوں گی۔ وہ تو مجبوریوں کا ایک بے بس پرندہ تھا، جو اس بھری دنیا میں امید کے دیئے بجھا کر چھوڑ گیا میرے لیے۔ لیکن میں نے یادوں کے ان دیوں کو ہمیشہ جلائے رکھا تھا۔

میرے دل کے کونوں میں چھپا احسن کی یادوں کا سمندر ابھی بھی مجھے چین نہیں لینے دیتا تھا۔ ان دو سالوں میں مجھے احسن کی کوئی خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں ہے۔ اور کہاں جا کر بس گیا ہے۔ اور میں اتنی خود غرض ہوں کہ آج تک اس کی ایک جھلک کو ترستی ہوں۔ پتہ نہیں میں کیوں ہوں ایسی، میں ایک دھتکاری ہوئی لڑکی ہوں، پھر بھی اس کے غم میں آنسو بہاتی ہوں۔ لیکن اب ان سب باتوں کو مجھے الگ رکھنا ہوگا۔ میں گھر والوں کو اور پریشان نہیں دیکھ سکتی ''میں ابراہیم کے لیے ہاں کر دوں گی۔''

آج گھر میں بہت رونق تھی۔ رضوان بھائی کی پوری فیملی آج گھر پر آئی تھی۔ آج وہ بھی کافی عرصے بعد گھر پر آئے تھے۔ فاطمہ اور ارسل میرے ساتھ چمٹ کر بیٹھے تھے۔ پھوپھو میں اور ارسل اکثر ماما کو کہتے تھے کہ ہمیں پھوپھو کے گھر لے جائیں لیکن یہ ہر دفعہ انکار کر دیتی تھیں۔ آج میں نے بہت ضد کی گھر پر پھر کہیں جا کر انہوں نے ہمیں لانے کا پروگرام بنایا ہے۔ میں بہت خوش ہو کر دونوں بچوں کی باتیں سن رہی تھی۔ لیکن میں یہ بھی جانتی تھی کہ بھائی گھر پر کیوں نہیں آتے، میں نے جب بھی کبھی کال پر رضوان بھائی سے بات کی وہ احسن کو لے کر اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے تھے۔ وہ یہی کہتے کہ نہ میں احسن سے کبھی تم لوگوں کو ملواتا نہ وہ اتنا اہم ہوتا سب کے لیے۔ رحمٰن بھائی امریکہ میں الگ پریشان تھے میری وجہ سے۔ احسن کے اس طرح چپ چاپ چلا جانا سب کو ہی سوچوں کی وادی میں چھوڑ گیا تھا۔ دادا جی نے رضوان بھائی لوگوں کو رات کے کھانے کے لیے روک لیا تھا۔ انہوں نے صبح کی فلائیٹ سے پھر سعودیہ چلے جانا تھا جس وجہ سے وہ ملنے آ گئے۔ ورنہ جس طرح بھائی اپنے آپ کو میرا مجرم کہتے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تھے، وہ اتنی آسانی سے ابھی بھی گھر پر نہیں آتے۔ رضوان بھائی میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ مجرم آپ نہیں وہ شخص ہے جس نے مجبوریوں کا سہارا لے کر مجھ سے بغاوت کی۔ میں اپنے آنسو سنبھالتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئی تا کہ رات کے کھانے کی تیاری کر سکوں۔

کھانے کے بعد میں نے سب کو چائے پیش کی۔ بھابی، امی اور خالہ بی اپنی باتوں میں مگن تھیں۔ دادا جی، انکل اور بابا اپنی الگ ٹولی بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ رضوان بھائی اور میں ہم دونوں چائے کے کپ لے کر باہر لان میں آ گئے تھے۔ بچے ایک سائیڈ پر فٹ بال کے ساتھ کھیل رہے تھے۔

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے رضوان بھائی کو پتہ نہیں کیا سوجھی کہ انہوں نے فوراً مجھ سے پہلے سٹے میں احسن کے بارے میں پوچھا۔ سلویٰ، احسن کے بارے میں کوئی خیر خبر ہے تمہیں؟ میں بھائی کے اس سوال پر چونک گئی تھی۔ میں نے بہت مختصر جواب دیا۔

''نہیں بھائی۔'' وہ پچھلے دو سالوں سے انگلینڈ میں مقیم ہے۔ جس دن وہ گیا تھا اس نے مجھے کال کر کے بتایا تھا، لیکن اس کے بعد اس نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ رضوان بھائی کی یہ بات سن کر میرا ذہن دور مشعال کی اس بات پر چلا گیا تھا۔ اس نے بھی کہا تھا کہ انگلینڈ جا رہی ہے۔ وہ احسن کے پاس ہی گئی ہوگی۔ اب تو مجھے کنفرم ہو گیا تھا کہ وہ شادی کر چکا ہے۔'' میرے اندر ایک بار پھر سے بہت کچھ ٹوٹ گیا تھا۔ میری چاہ، میرا بھرم، اعتبار، اعتماد، امید، فخر سب کچھ آنسو بن کر پانی کی شکل میں بہہ چکے تھے۔ میرے آنسوؤں نے میرا ساتھ نہ دیا اور وہ گر پڑے، میرے قیمتی موتی زمین پر بکھر گئے تھے۔ مجھے اس طرح روتے ہوئے دیکھ کر رضوان بھائی ایک بار پھر طیش میں آ گئے تھے۔ سلویٰ میں تمہارا قصوروار ہوں میری بہن مجھے معاف کر دو۔

بھائی آپ کی اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ آپ یہ بات کیوں نہیں سمجھتے۔ میرے آنسو ویسے ہی بہت کمزور ہو گئے ہیں، احسن کی ہر بات پر برس پڑتے ہیں۔ بہنیں، بھائیوں کے سامنے روتی ہوئی اچھی نہیں لگتیں اب چپ کر جاؤ ورنہ میں بھی رو دوں گا۔ رضوان بھائی کی اس بات نے مجھے ہنسا کر چھوڑا تھا۔ سلویٰ بیٹا، انکل، آنٹی تمہاری وجہ سے بہت پریشان ہیں وہ جیسا کہتے ہیں ویسا کرو۔ بھائی اکثر جب ایموشنل ہوتے وہ مجھے بیٹا کہہ کر ہی پکارتے تھے، اور ان کی یہ عادت مجھے ہمیشہ سے پسند تھی۔ سب لوگ اندر سے آ گئے تھے۔ شاید وہ جانے کی تیاری میں تھے۔ سلویٰ میری بات یاد رکھنا دو سال بعد جب میں پاکستان آؤں تو تمہیں اس طرح نہ دیکھوں۔ مجھے میری وہی بہن چاہیے جو ہمیشہ خوش نظر آتی تھی۔ میں نے بھائی کی بات پر بولا، اچھا اب بس بھی کریں لیکچر دینا، اور وہ مسکرانے لگے۔ ارسل اور فاطمہ ملتے ہوئے مجھے کہہ رہے تھے پھوپھو ہم آپ کو روز فون کریں گے۔ ان کی اس بات پر مجھے بہت پیار آیا تھا۔ مجھے عالیان اور شایان یاد آ گئے تھے وہ بھی ایسے ہی کہا کرتے تھے۔ جب چھوٹے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تھے، اب تو ماشاء اللہ وہ سیانے ہو گئے تھے۔ سب الوداعیہ کلام کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے، رضوان بھائی نے میری طرف دیکھتے ہوئے انگوٹھے کے نشان سے مجھے بیسٹ آف لک (Best Of Luck) کہا۔

میں نے آج صبح ناشتے کی ٹیبل پر گھر والوں کو رشتے کے لیے ہاں کہہ دی تھی۔ میں نے یہ فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ لیکن اس فیصلے کے لیے ہاں کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا، احسن کی یادوں کے چنگل سے نکل کر آنا مشکل تھا۔ بہت مشکل تھا۔ میرے اس فیصلے پر سب حیران بھی تھے اور خوش بھی۔ لیکن میں نہ خوش تھی نہ ہی حیران، میں بڑوں کو اور پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ جس وجہ سے میں نے ہاں کر دی تھی۔ اپنے کمرے میں بیٹھی سوچوں کے دلدل میں دھنسی جا رہی تھی، یہی دلدل مجھے ایک دن ڈبو لے جائے گی۔ دروازے کی آہٹ سے مجھے کسی کے اندر آنے کا احساس ہوا تھا، اور وہ یقیناً دادا جی تھے۔ سلویٰ یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے اپنی؟ کیوں اتنی خاموش ہو گئی ہو میری بچی، یہ دیواریں تمہاری ہنسی سننے کے لیے ترس گئی ہیں۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ تمہارا دادا، تمہاری ایک ہنسی کو ترس گیا ہے۔ میں دادا جی کے پاس جا کر ان کے دونوں کندھوں کے ارد گرد اپنے بازوؤں کا حصار بنا کر بیٹھ گئی۔ دادا جی آپ میرے لیے پریشان نا ہوا کریں، میں نے آپ سب لوگوں کی خوشی کے لیے ہی ''ہاں'' کی ہے، اس رشتے کے لیے۔ اس کا مطلب کہ تم خوش نہیں ہو؟ سلویٰ! اپنی زندگی کو اجیرن مت بناؤ یہ فیصلہ کر کے میرے بچے کوئی زبردستی نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی تم سے کہا تھا کہ وہی ہوگا جیسا تم چاہو گی۔ کوئی ایسا فیصلہ اپنے دامن پر مت ٹانکو جس پر تم راضی نہیں ہو۔ دادا جی میں تو جس کے لیے راضی تھی..... وہ تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ اگر بات پھر میرے راضی ہونے کی ہے تو میں پھر کسی کے لیے بھی راضی نہیں ہوں..... وہ چاہے ابراہیم ہو یا کوئی اور۔

دادا جی مجھے نرم نہ پڑنے دیں اس فیصلے کے لیے..... بلکہ میرے لیے مضبوط سہارا بن جائیں..... میں نہیں چاہتی کہ احسن اور اس کے گھر والوں کے میرے ساتھ کیے گئے رویے کی ہمارے گھر میں کسی کو بھی پتہ چلے۔ میں احسن کو گرا نہیں سکتی امی، بابا اور بھائی کی نظروں میں۔ اس لیے پلیز آپ بھی مجھ سے وعدہ کریں آپ گھر میں کسی کو بھی پتہ نہیں چلنے دیں گے کہ میں اس فیصلے سے خوش نہیں ہوں۔ امی، بابا کو میں اور پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے پتہ ہے آپ بھی میرے لیے اتنے ہی پریشان جتنے باقی بلکہ آپ زیادہ، کیونکہ آپ تو میری رگ رگ سے واقف ہیں۔ لیکن آپ تو میرے بہادر ''دادا'' ہیں نا۔

میری آنکھوں سے نمی چھلک رہی تھی۔ میں نے دادا جی کی آنکھوں میں دیکھا وہ بھی رو رہے تھے۔ اپنی سلویٰ کے لیے وہ بھی رو رہے تھے۔ میں نے دادا جی کو فوراً گلے سے لگا لیا تھا۔ خود بھی روئی اور انہیں بھی رلایا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ابراہیم آج تیار ہو جانا شام میں ہم نے تمہارے ماموں کے گھر جانا ہے۔ سلویٰ کے لیے تمہارا ہاتھ مانگنے۔ میں حیرانی سے ماما کی طرف دیکھنے لگ گیا۔ ماما میں نے آپ کو پہلے دن ہی یہ وارننگ دے دی تھی کہ مجھے سلویٰ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ سلویٰ ایک اچھی لڑکی ہے، لیکن میں اس کے ساتھ شادی کے لیے کبھی نہیں مانوں گا (نووے)..... آپ سوچیے گا بھی نا۔ میں نے ایک دفعہ کہہ دیا نا بس تو اس کے بعد انکار نہ سنوں۔ ماما آپ کیوں نہیں سمجھتیں زبردستی کے رشتے پروان نہیں چڑھتے..... یہ ہمیشہ زمین کے اندر دھنستے جاتے ہیں، آپ کیوں اپنے بیٹے کی زندگی خراب کرنا چاہتی ہیں، اور ساتھ سلویٰ کی بھی..... اچھا اگر میں سلویٰ سے شادی کر بھی لوں تو کل کو ہم دونوں خوش نہیں رہ پائیں گے۔ ویسے بھی میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں، اور شادی بھی اسی سے کروں گا۔ یہ تمہاری بھول ہے میرے بچے اور شادی تو تمہاری سلویٰ سے ہی ہوگی۔ میں بھائی صاحب سے بات کر چکی ہوں۔ آج رات کو تیار رہنا۔ میں فی الوقت امی کے اس فیصلے پر خاموش ہو گیا، مناسب موقع دیکھ کر میں خود سلویٰ سے بات کر لوں گا..... وہ ایک سمجھدار لڑکی ہے میری بات پر غور کرے گی۔

میں بہت عرصے بعد ماموں کے گھر آیا تھا۔ تقریباً پانچ سال کے بعد..... جب بھی ہم انگلینڈ سے پاکستان آتے تھے، ماما کا تو چکر لگتا رہتا تھا ماموں کے ہاں..... لیکن میں بہت کم آیا تھا ماموں کے گھر۔ نانا جی مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ ملتے وقت کتنی دیر انہوں نے مجھے اپنے گلے سے لگائے رکھا تھا۔ سلویٰ کو میں پانچ سال سے پہلے جیسے دیکھا تھا وہ اب بھی ویسی ہی تھی۔ ایک نرم و نازک گڑیا کی طرح خوبصورت..... اس کے لمبے کالے گھنے بال اب بھی ویسے ہی ریشم کی طرح ملائم اور چمکدار تھے، جنہیں میں بچپن میں بہت کھینچا کرتا تھا۔ سلویٰ سے شادی کا میں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا وہ میرے لیے اب بھی چھوٹی بہنوں کے جیسی تھی۔ اسے میں نے ہمیشہ اپنی بہن سمجھا تھا۔ اور نہ ہی یہ زبردستی کی شادی کر کے میں اس کی زندگی خراب کر سکتا ہوں۔ رشتے کی ہاں کے بعد سب بڑے خوش نظر آ رہے تھے..... نانا جی کے چہرے پر عجیب سی اداسی تھی۔ شاید وہ اس رشتے پر خوش نہ ہوں میری طرح۔ یا کیا پتہ یہ بس میرا وہمہ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد سلویٰ کچن میں چائے بنانے کے لیے چلی گئی تھی۔ مجھے کوئی موقع نہیں مل پا رہا تھا سلویٰ سے بات کرنے کا۔ میں ماما کی ہر بات کو برداشت کرنے پر مجبور تھا..... انہوں نے ماموں کو چھ ماہ کے اندر اندر شادی کرنے کا فیصلہ بھی سنا دیا، میری حالت اس وقت اس مشینی روبوٹ کی طرح لگ رہی تھی، جسے جب بلایا تو بول پڑا، جب ہلایا جھلایا تو چل پڑا۔ ناہید چھ ماہ تو بہت کم ہیں۔ ہمیں ایک سال کا تو وقت دو تا کہ بندہ کوئی تیاری بھی کر سکے۔ بھائی جی مجھے تو چھ ماہ کا وقت بھی بہت زیادہ لگ رہا ہے، میرا بس چلے تو میں سلویٰ کو ابھی سے اپنے ساتھ لے جاؤں۔ سلویٰ چائے ٹیبل پر رکھ کر پھر جا چکی تھی۔ آج کے دن مجھے کوئی موقع نہیں

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ملے گا بات کرنے کا، میں نمبر لے لوں گا سلویٰ کا کیا پتہ فون کر کے شاید بہتر طریقے سے بات ہو سکے۔ میں نے یہی سوچ کر خود کو مطمئن کر لیا تھا۔

پانچ ماہ کیسے گزرے پتا ہی نہیں چلا۔ گھر میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ بھائی، بھابی اور بچے بھی امریکہ سے آ چکے تھے۔ ایک ماہ بعد میری شادی تھی۔ اپنے آپ کو کسی دوسرے کے سامنے خوش ظاہر کرنا کتنا اذیت دیتا تھا۔ دادا جی آج بھی میرے ساتھ کھڑے تھے ایک مضبوط سہارے کی طرح۔ پھوپھو آپ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں، میں نے اور شایان نے آپ کو پورے گھر میں ڈھونڈا اور آپ ڈرائینگ روم میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ایک تو ڈرائینگ روم بھی گھر کے پچھلی سائیڈ پر بنوا دیا ہے۔ دادو نے ایسا لگتا ہے جیسے یہ کمرہ گھر کا حصہ نہیں ہے بلکہ ہمارے ساتھ والے ہمسایوں کا کمرہ ہو۔ عالیان کی مجھے اس بات پر بہت زور کی ہنسی آئی تھی۔ عالیان، شایان ان چار سالوں میں اتنے بڑے ہو گئے تھے۔ مجھے ایسے لگتا تھا جیسے یہ دونوں میرے بڑے بھائی ہوں۔ دونوں کے قد ماشاء اللہ رحمٰن بھائی سے بھی بڑے ہو گئے تھے۔

سلویٰ کن خیالوں میں کھو گئی ہو، اٹھ جاؤ یار کہیں باہر چلتے ہیں، پھر آپ کی شادی ہو جانی ہے ایسا موقع نہیں ملنا۔ شایان تم بہت بدتمیز ہو پھوپھو کا نام لے رہے ہو۔ شایان مجھے اکثر نام سے پکارتا رہتا تھا۔ پھوپھو شکر کریں میں نام سے بلاتا ہوں، کسی وقت تو میں سوچتا ہوں کہ کاش آپ میری پھوپھو نہ ہوتیں بلکہ میری گرل فرینڈ ہوتیں۔ میں نے شایان کی اس بات پر زور سے کشن اس کی طرف پھینکا تھا۔ پھوپھو چلیں اٹھیں اب چلیں آج میں نے فیصل آباد کی ہر چیز، ہر سڑک، ہر کونہ، ہر روڈ چھان مارنا ہے چار سال بعد تو میں پاکستان آیا ہوں۔ عالیان، شایان سے ایک سال بڑا تھا، شایان بہت شرارتی تھا، عالیان اس کی نسبت سمجھدار تھا۔ ایک نے میرا بیگ پکڑا اور دوسرے نے میرا موبائل۔ میں نے جلدی سے بالوں کو سمیٹا، سینڈل پہنے گاڑی کی چابی اٹھائی اور ان دونوں نے مجھے کسی کو بتانے بھی نہیں دیا اور مجھے کھینچتے ہوئے گاڑی کے پاس لے آئے۔ شاید وہ دونوں پہلے ہی گھر والوں کو بتا چکے تھے۔ میں نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی میرے ساتھ فرنٹ پر شایان بیٹھ گیا تھا جبکہ عالیان پیچھے۔ گاڑی گیٹ سے باہر لاتے ہوئے میں نے عالیان کو گاڑی چلانے کی آفر کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہ کہہ کر کہ جب اگلی دفعہ پاکستان آؤں گا انشاء اللہ تو لائسنس لے کر آؤں گا تب سہی۔ عالیان چودہ سال اور شایان کا تیرہ کا تھا، لیکن دونوں اپنی عمر سے بڑے ہی دکھتے تھے۔ میں نے دونوں کے لیے لمبی عمر کی دعا کی، میرے دونوں بھتیجے مجھے بہت پیارے تھے۔ میں ان دونوں کو پوچھے بغیر گاڑی کا رخ یونیورسٹی کی طرف کر لیا تھا۔

Waqar Azeem www.pakistanipoint.com

سر رحیم، احمد، عائشہ، رمیض سر اور سمیرا سب ہی عالیان، شایان سے مل کر بہت خوش ہوئے تھے۔ سلویٰ یہ دونوں تو آپ کے چھوٹے نہیں بلکہ بڑے بھائی لگتے ہیں۔ عائشہ کی اس بات پر میں مسکراتے ہوئے بولی سبھی یہی کہتے ہیں، جب بھی ان دونوں بھائیوں کو کوئی دیکھتا ہے تو یہی کہتے ہیں۔ عائشہ باجی وہاں کالج میں جب کبھی پاپا ہمیں لینے جاتے ہیں تو سارے دوست ہمارے حیران ہوتے ہیں کہ یہ ہمارے پاپا ہیں، بلکہ کوئی یقین ہی نہیں کرتا، سب یہی سمجھتے ہیں کہ بڑے بھائی ہیں ہمارے۔ عائشہ باجی آپ ہمارے گھر آیئے گا مجھے آپ بہت اچھی لگی ہو۔ شایان کی اس معصوم بھری شرارت سے مجھے بہت ہنسی آئی تھی۔ میرا خیال ہے اب ہمیں چلنا چاہیے، دونوں بھائیوں نے بھی میری ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ عائشہ باجی آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں، گھومتے پھرتے ہیں جا کر۔ شایان ایک دفعہ پھر سے عائشہ کو تنگ کر رہا تھا۔ نہیں شایان آپ لوگ جاؤ میں پھر کسی دن آپ کو جوائن کروں گی۔ میں اپنی شادی کے بارے کسی کو آگاہ نہیں کرنا چاہتی تھی، بلکہ میں چاہتی ہی نہیں تھی کہ میرے کولیگز میں سے کوئی شرکت کرے، جس چیز سے میں ناخوش تھی اس میں کسی دوست کو مدعو نہیں کرنا چاہتی تھی میں، باقی بعد کی باتیں بعد میں دیکھی جائیں گی۔ سب کو خدا حافظ کہہ کر ہم تینوں یونیورسٹی سے نکل آئے۔ ہاں بھئی میرے بچے نے اب کہاں جانا ہے؟ اب کونسی سڑک کو ناپنا ہے بتاؤ مجھے۔ شایان نے پیچھے بیٹھے ہوئے عالیان سے پوچھا کہ یہاں کوئی بچہ نظر آ رہا ہے تمہیں؟..... نہیں شایان مجھے تو فی الحال ایک بچی نظر آ رہی ہے چھوٹی سی ننھی سی ہماری پھوپھو کے روپ میں..... ان دونوں کی باتوں سے مجھے ہنسی آ گئی..... تم دونوں جتنے بھی بڑے ہو جاؤ میرے لیے بچے ہی ہو، اور بچے ہی رہو گے۔ پھوپھو پلیز یار ابھی سے کیوں اپنے آپ کو اماں بی سمجھنے لگ گئی ہو..... اچھا بابا نہیں سمجھتی..... بتاؤ اب کہاں جانا ہے؟ شایان چلو اس نئے گھر چلتے ہیں جو دادا جان نے نیا خریدا ہے..... ہاں یہ ٹھیک ہے میں نے خود بھی ابھی وہ گھر نہیں دیکھا کبھی موقع ہی نہیں ملا جانے کا، شاید وہاں کوئی کرائے دار رہتے ہیں..... تو کیا ہے پھوپھو ہم گھر دیکھ کر واپس آ جائیں گے..... میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے گاڑی کا رُخ بٹالہ کالونی کی طرف پھیر دیا، جہاں بابا نے نیا گھر بنوایا تھا۔

بٹالہ کالونی تو آ چکی تھی لیکن گھر کا مجھے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ کونسی گلی ہے اور گلی نمبر کیا ہے، کچھ بھی تو علم نہیں تھا۔ میں خود پہلی دفعہ آئی تھی۔ عالیان نے دادا جی کو کال کر کے گھر کا ایڈریس پوچھا تھا۔ اور اتفاق سے ہم ٹھیک اپنے گھر کے سامنے ہی کھڑے تھے۔ پھوپھو یہ دیکھیں تختی پر باہر دادا جی کا نام بھی لکھا ہے پھر بھی ہمیں پتا نہیں چلا۔ عالیان نے آگے بڑھ کر ڈور بیل بجائی..... میں گھر کو دیکھ رہی تھی، یہ گھر ہمارا بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ دو منزلوں پر بنا ہوا ایک محل تھا۔ دروازہ ابھی تک کسی نے نہیں کھولا تھا۔ عالیان، بابا بتا رہے تھے کہ یہاں کوئی انگریز فیملی رہ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

رہی ہے..... یہ لوگ فرنچ ہیں، فرانس سے آئے ہیں۔ یہاں شاید بزنس کر رہے ہیں کوئی جس وجہ سے پاکستان بھی آتے جاتے رہتے ہیں..... بابا اور دادا جی کے واقف ہیں ویسے یہ لوگ جس وجہ سے بابا نے انہیں یہ گھر دیا رہنے کے لیے..... میں ابھی سب کچھ بتا رہی تھی کہ اندر سے ایک گورے لڑکے نے دروازہ کھولا تھا۔ نیلی آنکھوں والا یہ لڑکا بہت خوبصورت تھا۔ فرنچ تو آتی نہیں تھی، لیکن وہ انگلش بول لیتا تھا۔ اس لیے ہمیں سمجھانے میں آسانی رہی۔ میں یہ سن کر بہت حیران ہوئی کہ اس نے ہمارے سلام کا جواب بہت پیار اور خلوص سے دیا تھا.....

وعلیکم السلام! اس کے لبوں پر کتنا جچا تھا۔ ہم لوگ اپنا تعارف کروا کر اس کے ساتھ اندر چلے گئے..... گھر کے اندر داخل ہوتے ہی دائیں طرف بہت بڑا لان تھا، یہ ہمارے گھر سے بھی بڑا تھا..... اردگرد کیاریوں میں ہر طرح کا پودا لگا ہوا تھا، پھولوں کی خوشبوئیں چار سو پھیلی ہوئی تھیں..... لان کے درمیان میں ایک چھوٹا سا تالاب بھی بنا ہوا تھا، جس کا پانی صاف تھا..... اور اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے استعمال میں لایا جاتا ہے..... لان کی پچھلی طرف گاڑی کھڑی کرنے کی جگہ تھی جہاں ایک وقت میں دو گاڑیاں کھڑی کی جا سکتی تھیں، گھر کے اندر داخل ہوتے ہی کھانے کی مزیدار خوشبو نے ہمارا سواگت کیا..... شاید وہ لوگ دوپہر کے کھانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس لڑکے نے بائیں طرف پڑے ہوئے صوفوں پر ہمیں بیٹھنے کا کہہ کر خود شاید کسی بڑے کو بلانے چلا گیا۔ وہ شاید کچن تھا جس طرف وہ لڑکا گیا تھا۔

پھوپھو گھر تو ویسے بہت خوبصورت ہے، کیوں نا ہم لوگ یہاں شفٹ ہو جائیں..... ان لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے اس گھر سے چلے جائیں۔ تم تو اپنے آئیڈیے اپنے پاس ہی رکھو..... کچن سے پچاس کے لگ بھگ عمر کی کوئی خاتون نکل کر ہماری طرف آئی وہ قمیض شلوار میں ملبوس سر پر اسکارف باندھے ہوئے تھی، اور بلاشبہ وہ ایک خوبصورت خاتون تھیں۔ اس کے ساتھ ایک سترہ، اٹھارہ سال کی ایک پیاری سی لڑکی بھی تھی..... اس نے سر پر نفیس طریقے سے اسکارف باندھا ہوا تھا۔ شاید یہ ان کی بیٹی تھی۔ اور جس نے دروازہ کھولا تھا وہ بیٹا ہوگا۔ ان کا سر پر حجاب لینا مجھے اچھا لگا تھا۔

السلام علیکم! بیٹھو سلویٰ۔ میں اپنا نام ان کے منہ سے سن کر چونک گئی تھی۔ آپ میرا نام..... سوال ابھی میرے منہ میں ہی تھا کہ وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔ سلویٰ میں آپ سب لوگوں کو دیکھ چکی ہوں افضال بھائی نے اپنے گھر والوں کی تصویریں مجھے دکھائی ہوئی ہیں..... یہ دونوں عالیان، شایان ہیں، رحمٰن بھائی کے بیٹے..... جی..... بہت خوبصورت ہیں۔ آنٹی دراصل ہم لوگوں نے ابھی یہ گھر نہیں دیکھا تھا تو دیکھنے آ گئے..... بہت اچھا کیا تم لوگوں نے۔ آنٹی یہاں اور کون..... انہوں نے ایک دفعہ پھر میرے ادھورے سوال پر فوراً جواب دیا تھا۔ نہیں سلویٰ..... میرے شوہر اور ایک بڑا بیٹا بھی ہے، وہ دونوں آفس میں ہیں۔ یہ میری سب سے چھوٹی بیٹی ہے اسکا نام

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سویرا ہے..... وہ اس سے بڑا بیٹا ہے عبداللہ، اور سب سے بڑے کا نام حمزہ ہے۔ نام سن کر ہم تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا..... سلویٰ بیٹا یہ سب کچھ تمہارے پاپا کی محنت کا نتیجہ ہے، انہوں نے ہی ہمیں اسلام کی طرف راغب کیا، ہم تو زندگی کے بھولے اور بھٹکے ہوئے مسافر تھے۔ الحمدللہ ایک سال سے ہم لوگ مسلمان ہیں۔ ''بہت سکون ہے اسلام میں۔'' مجھے یہ سب سن کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ آنٹی یقین کریں مجھے بہت خوشی ہوئی سن کر میں بیان نہیں کر پا رہی۔ سلویٰ آپی ہم لوگ بہت جلد اُردو بھی سیکھ جائیں گے۔ میں نے پیار سے سویرا کے چہرے پر تھپکی دی۔ اللہ آپ کو ہر چیز کے لیے کامیاب کرے۔ ہم لوگوں نے گھر دیکھنے کے بعد اجازت چاہی لیکن آنٹی نے ہمیں دوپہر کے کھانے کے لیے روک لیا۔ سلویٰ آپ کے انکل اور حمزہ بھی آتے ہوں گے، میں نے انہیں آپ لوگوں کے آنے کی اطلاع دی ہے۔ عالیان اور شایان عبداللہ کے ساتھ اس کے کمرے میں چلے گئے تھے، وہ شاید کوئی ویڈیو گیم کھیلنے لگ گئے تھے۔ سویرا میرے اور آنٹی کے پاس ہی بیٹھ کر باتیں سن رہی تھی۔ حمزہ کو بھی بہت شوق ہے، اُردو ادب میں، وہ اُردو کتابیں بہت لاتا ہے گھر پر۔ یہاں تک کہ اس نے تمہاری بھی شاعری والی کتاب اپنی لائبریری میں رکھی ہوئی ہے۔ مجھے یہ سب کچھ جان کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ حمزہ ہم لوگوں سے جلدی اُردو سیکھ گیا ہے، اور اس سب کی وجہ بھی شاید یہی ہے کہ وہ اُردو میں دلچسپی رکھتا ہے۔ آنٹی مجھے حمزہ کی باتیں سنا رہی تھیں، کہ اتنی دیر میں انکل اور حمزہ بھی آ گئے تھے۔ حمزہ کی آنکھیں بھی اپنے چھوٹے بھائی کی طرح سبز (گرین) تھیں، سر کے بال براؤن تھے۔ اور چہرے پر خوبصورت چھوٹی چھوٹی براؤن رنگ کی اوڑھی اس کی شخصیت پر خوب جچ رہی تھی۔ وہ عمر میں مجھ سے دو، تین سال بڑا ہی ہوگا، لیکن وہ ایک خلوص نیت کا تمیز دار لڑکا تھا۔ آنٹی نے ان کے آتے ہی کھانا ٹیبل پر لگانا شروع کر دیا، سویرا بھی اپنی ماں کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ سلویٰ آپ کے بابا سے میں نے آپ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا، لیکن اب سامنے دیکھ کر آپ کو مجھے سچ میں خوشی ہو رہی ہے۔ کہ اقبال بھائی اپنے بچوں کی جو تعریفیں کرتے تھے، انہیں غلط نہیں مانا جا سکتا۔ شکریہ انکل..... ارے نہیں بیٹا، شکریہ والی اس میں کوئی بات نہیں ہے۔ کھانا ٹیبل پر لگ چکا تھا۔ کھانا کھانے کے دوران حمزہ نے میرے دو تین شعر سنائے تھے۔ بلاشبہ وہ اچھی اردو بولتا تھا۔ کھانا کھانے کے فوراً بعد ہم نے اجازت چاہی۔ یہ کیا بات ہوئی سلویٰ بیٹا، ہم لوگ آفس سے آپ کے لیے آئے ہیں۔ اور آپ لوگ ہو کہ آپ کو جانے کی جلدی پڑی ہوئی..... انکل دراصل یہ دونوں بھائی مجھے اپنے ساتھ کھینچ کر لے آئے ہیں۔ مجھے کسی کو بتانے بھی نہیں دیا ان دونوں نے..... اس لیے آج کے دن کے لیے معذرت..... ہم لوگ پھر آ جائیں گے۔ چلو ٹھیک ہے بیٹا جیسا آپ چاہو۔ میں نے جاتے ہوئے ان سب کو شادی پر خصوصی آنے کی دعوت دی تھی۔ سلویٰ ہم آپ کی شادی پر ضرور آئیں گے۔ میں حمزہ کی اس بات پر مسکرائی..... ہم لوگ (خدا حافظ) کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔ مجھے حمزہ کی فطرت بہت اچھی لگی تھی۔ وہ ایک اچھی طبیعت کا

Nadar Azeem www.pakistanipoint.com

مالک تھا۔حمزہ کو سوچتے ہوئے مجھے مہرال کا خیال ذہن میں آرہا تھا۔مہرال کے ساتھ حمزہ کی جوڑی اچھی لگے گی۔ مہرال اور حمزہ..... واہ..... میں نے دل ہی دل میں ان دونوں کا ٹانکا فٹ کر دیا تھا۔ پھوپھو آج مہرال پھوپھو کی طرف بھی چلتے ہیں۔ دادو اور پھوپھو کو لے بھی آئیں گے ساتھ۔نہیں شایان، مہرال تو آج نہیں آپائے گی نا بیٹا آپ کو پتہ تو ہے آج اس کا آخری سال کا آخری پیپر ہے سالانہ (M.A Economics) کا..... آپ ایسا کرنا نا کل جا کر لے آنا، کسی کے ساتھ جا کر ان دونوں کو۔شام کے پانچ بج رہے تھے، میں نے گاڑی کا رخ اب گھر کی جانب ہی موڑ لیا تھا۔

گھر میں کافی گہما گہمی تھی۔ دن بہت تیزی سے گزر رہے تھے۔ پندرہ دن کے بعد میری شادی تھی۔ سب خوش تھے۔لیکن میں پتا نہیں کیوں خوش نہیں ہو پا رہی تھی۔ دل کو لاکھ سمجھانے کے باوجود بھی دل پر ''ناخوش'' رہنے کا لاک Lock لگا ہوا تھا۔

سلوٰی آپی آپ ادھر ہو، اٹھیں باہر چل کر دیکھیں کون آیا ہے۔آپ کے خصوصی مہمان آئے ہیں۔ سارے ہی سبز آنکھوں والے۔ میں فوراً اٹھی اور خوشی سے کمرے سے باہر کی طرف بھاگی۔ لاؤنج میں ازرا آنٹی، انکل، حمزہ، عبداللہ اور سویرا سبھی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں جا کر ان سے ملی۔آنٹی انکل یقین کریں مجھے بہت خوشی ہوئی ہے آپ کے آنے کی۔اور بھئی حمزہ آپ سنائیں کیسے ہیں۔حمزہ جو کچن میں کسی کو دیکھنے میں مصروف تھا..... فوراً میرے سوال کے جواب میں بولا..... میں ٹھیک ہوں سلوٰی آپ کیسی ہیں۔حمزہ کی اس حرکت پر مجھے بڑی زور کی ہنسی آئی تھی۔ وہ کچن میں کھڑی مہرال کو بار بار دیکھ رہا تھا۔ جو کچن میں سب کے لیے چائے بنانے میں مصروف تھی۔شایان اور عالیان، عبداللہ کو لے کر کہیں پیدل مارچ کے لیے نکل گئے تھے۔مہرال، ٹرالی میں چائے اور ساتھ مختلف قسم کے لوازمات لے کر آچکی تھی۔ مہرال سب کے لیے چائے کپس (Cups) میں ڈال رہی تھی۔اس دوران میں حمزہ کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ مہرال کی طرف دیکھتا اور آنکھیں جھکا کر مسکرانے لگ جاتا۔ میں حمزہ کے اس ردعمل کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ میں نے ان دونوں کی جوڑی کو سیٹ کر رکھا تھا۔لیکن شاید مجھے اس کی ضرورت نا پڑے کیونکہ حمزہ کی حرکتوں سے لگ رہا تھا کہ وہ دونوں خود ہی ایک دوسرے کو پسند کر لیں گے۔

سب بڑے آپس کی باتوں میں مصروف تھے۔ ہمارا یہاں کیا کام بھلا، حمزہ، مہرال، سویرا اور میں ہم چاروں باہر لان میں چلے گئے تھے۔آج صبح بارش ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے موسم خوشگوار تھا۔ ہر پتا، ہر پھول دھلا دھلا اور نکھرا ہوا لگ رہا تھا۔لان میں گھاس پر ابھی بھی کہیں کہیں پانی جمع تھا۔حمزہ نے چائے پیتے ہوئے چائے کی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

تعریف کی تھی۔ مجھے وہ دن یاد آ گیا تھا، جب احسن نے بھی پہلی بار میرے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے پی اور بعد میں پھر میری بنائی ہوئی چائے کا دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور سلویٰ کا بھی۔ کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ اسے کس نام سے یاد کیا کروں میں..... میرا دل اسے بے وفا کہنے کی گواہی نہیں دے پاتا تھا۔ لیکن پھر بھی اپنے دل کی تسلی کے لیے اسے اکثر ایسے ناموں سے پکارتی رہتی تھی۔ دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے۔ حمزہ بھائی میری اُردو کی کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے مجھے چھوڑ آئیں پلیز..... حمزہ جو مہرال کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ حمزہ کی آسانی کے لیے، شاید وہ جانا نہیں چاہتا تھا۔ سویرا چلو میں آپ کو چھوڑ آتی ہوں، آج دونوں (Economics) کے سٹوڈنٹ (Student) اکٹھے ہو ہی گئے ہیں تو انہیں باتیں کر لینے دو..... سلویٰ آپی سچی آپ مجھے چھوڑنے جائیں گی؟ ہاں بیٹا میں چھوڑنے چلتی ہوں، جاؤ آپ اندر ماما اور پاپا کو بھی بتا آؤ..... وہ خوشی سے بھاگتی ہوئی اندر کی طرف بھاگی۔ سلویٰ شکریہ..... ارے کس بات کا شکریہ؟ یہی کہ آپ سویرا کے ساتھ جا رہی ہیں۔ حمزہ سویرا میری چھوٹی بہنوں کی طرح ہے، اس میں شکریہ والی کوئی بات نہیں۔ آپ دونوں باتیں کرو تب تک۔ میں نے موبائل اٹھایا اور گاڑی کی چابی لی اور باہر لان میں کھڑی گاڑی کی طرف چلی گئی۔ چوکیدار انکل پہلے سے ہی گیٹ کا دروازہ کھول رہے تھے۔ شاید کوئی آیا تھا۔ میں دیکھنے کے لیے کہ کون ہے کچھ پل کے لیے رک گئی۔ مجھے آج بھی احسن کا انتظار تھا۔ پتا نہیں کیوں میں اسکا آج بھی انتظار کرتی تھی۔ جو کہیں کھو گیا تھا۔ گاڑی اندر آئی تو دیکھا وہ ابراہیم کی گاڑی تھی۔ گاڑی کھڑی کر کے وہ ہماری طرف ہی آ گئے تھے۔

السلام وعلیکم! وعلیکم السلام..... میں نے اور سویرا نے ایک ساتھ سلام کا جواب دیا تھا۔ جو میرے ساتھ کھڑی تھی۔ کیا بات ہے کہیں جانے کی تیاری ہے؟ جی، میں اس بچی کو ذرا سکول تک چھوڑنے جا رہی تھی۔ فیملی فرینڈ ہیں۔ آپ اندر چلیں سب سے ملیں جلیں میں تب تک سویرا کو چھوڑ آؤں۔ سلویٰ ذرا جلدی آنا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ میں بہت سارے سوال اپنے چہرے پر سجائے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ سویرا میرے ساتھ فرنٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ سلویٰ آپی میں بہت خوش ہوں کہ آپ مجھے چھوڑنے جا رہی ہو۔ میں ہلکی سی مسکان کے ساتھ گاڑی چلانے لگی۔ سارے راستے میرے چہرے پر ہوائیاں اڑتی رہی تھیں کہ اللہ خیر کرے بات کیا ہے۔ سویرا کو اس کے سکول اتار کر تیز رفتار میں گاڑی کو گھر کی جانب موڑا یا تھا۔ میرا دل گھبرا رہا تھا۔ جیسے کچھ ہونے والا ہو۔ اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔

میں گھر پہنچی تو حمزہ اور مہرال کو ابھی تک لان میں ہی پایا۔ وہ دونوں ابھی تک بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ آپی آپ آ گئی ہو، ابراہیم بھائی آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جائیے اندر۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میں بوجھل قدموں کے ساتھ اندر کی طرف بڑھی جہاں سب لوگ بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے۔ میرے دادا جی، ابا، بھائی اور امی بھی لوگ کتنے خوش دکھائی دے رہے تھے۔ بھابی اور خالہ بی کچن میں کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔ ازرا آنٹی اور امی بھی کچن میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ لو بھئی سلویٰ بھی آ گئی۔ ابراہیم مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر میری طرف آ گئے تھے۔ سلویٰ مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے، کیوں نہ کہیں باہر چلیں؟ کیوں؟ گھر پر وہ بات نہیں ہو سکتی کیا؟ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ گھر پر بھی ہو سکتی ہے بات۔ آیئے چھت پر چلتے ہیں، کھلے آسمان کے نیچے۔ ہم دونوں اوپر نیچے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے یہی شاید سوچ رہے تھے، ابراہیم کی سوچ یہ ہو گی کہ کیسے بات کروں، کہاں سے شروع کروں۔ اور میرے ذہن میں یہی ایک بات گھوم رہی تھی کہ آخر بات کیا ہو گی۔ میں ریلنگ کے پاس کھڑے ہو کر نیچے بیٹھے مہرال اور حمزہ کو دیکھ کر مسکرانے لگ گئی۔ ان دونوں کی باتیں آج کی تاریخ میں ختم نہیں ہونے والیں۔ ''سلویٰ میں تمہارے ساتھ شادی نہیں کر سکتا۔'' میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں اور شادی بھی اسی سے کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ماما کو بہت دفعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے، لیکن وہ سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ میں دو زندگیاں خراب نہیں کرنا چاہتا اس لیے ڈائریکٹ تم سے بات کی۔ میں کافی دیر سے تمہیں یہ سب کچھ بتا دیتا اگر تم میرا نمبر بلاک نہ کرتی تو۔ اس ساری بات کے دوران میں بس ایک دفعہ بولی۔ وہ آپ کا نمبر تھا؟ اوہو مجھے لگا شاید کوئی رانگ نمبر سے تنگ کر رہا ہے۔ اس لیے مجھے نمبر بلاک کرنا پڑا۔ تمہیں ابھی بھی نمبر کی پڑی ہوئی ہے؟ اور پچھلی ساری بات کا تم نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا سلویٰ؟

میں زبردستی رشتے جوڑے رکھنے کی قائل نہیں ہوں ابراہیم۔ ''زبردستی کے رشتے انسانوں کو غائب کر دیتے ہیں۔'' وہ کہیں کے نہیں رہتے، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے بڑے اپنوں میں شادی کروانے کی خاطر بچوں کی زندگیاں کیوں تباہ کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی خوشیوں کا گلا اپنے ہی ہاتھ سے کیوں گھونٹ دیتے ہیں۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ زندگی ایک دفعہ پھر وہی سب کچھ دہرا رہی تھی جسے میں تین سال پیچھے چھوڑ آئی تھی۔

وہاں بھی ایک ماں تھی، یہاں بھی ایک ماں ہے۔ پتا نہیں کیوں مائیں اپنی آنکھوں میں کبھی کبھی پٹی باندھ لیتی ہیں۔ انہیں شاید اپنے بچوں کے کھونے کا ڈر ہو گا کہ باہر کی کوئی بہولا کر بچے ہاتھوں سے نہ نکل جائیں۔ لیکن مائیں یہ سوچنے سے قاصر ہیں کہ ایسے کرنے سے بچے کون سا پاس رہیں گے، الٹا دو زندگیاں داؤ پر لگ جائیں گی۔ ابراہیم آپ پھوپھو کو فون کر کے یہاں بلائیں اور بے فکر رہیں آپ کی شادی وہاں ہی ہو گی جہاں آپ چاہتے ہو۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

بھائی صاحب کے نہیں تھا پتہ کہ یہ نالائق یہاں آنے جائے گا۔ اور ملوں والی یہاں آنا رہے گا۔ ناہید مجھے ابراہیم سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ بلکہ اس بچے نے جو کیا اچھا کیا کہ ہم سب کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ مجھے اگر شکایت ہے تو تم سے ہے کہ کیوں بیٹے کی خوشیوں کے پیچھے پڑی ہو۔ اقبال بھائی ہمیں شاید جانا چاہیے یہ آپ کی فیملی ڈسکشن (Family Discusion) ہے یہاں ہمارا رکنا مناسب نہیں لگ رہا۔ اعجاز انکل آپ بھی ہماری فیملی کا حصہ ہو کوئی بھی یہاں سے نہیں جائے گا۔ بابا نے بھی میری ہاں میں ہاں ملائی۔ پھوپھو آپ اپنے بیٹے کو کھونے کے ڈر سے ہماری زبردستی شادی کیسے کر سکتی ہیں؟ جبکہ آپ کو بھی پتہ ہے کہ آپ کا بیٹا اس شادی کے لیے راضی نہیں ہے۔ خدارا اپنے بچوں کی خوشیوں کو برباد نہ کریں پھوپھو۔ ویسے بھی کیا گارنٹی تھی کہ میرے گھر آنے سے آپ کا بچہ آپ کے پاس رہتا وہ پھر بھی دوسری شادی کر کے چلا جاتا اور تب کیا ہوتا ہم دونوں اکیلی رہ جاتیں۔ میں نے پھوپھو کے ہاتھ پکڑ کر ان سے درخواست کی کہ ایک دفعہ اپنے بیٹے کی خوشیوں کے ساتھ چلیں۔ ''پیار کرنے والوں کے دل بہت بڑے ہوتے ہیں پھوپھو، یقین کریں وہ لڑکی ابراہیم سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھے گی۔''

پھوپھو شاید بات کو سمجھ گئی تھیں۔ انہوں نے ابراہیم کو پاس بلا کر اپنے گلے لگایا۔ بتاؤ پھر کب چلیں رشتہ لینے؟ ابراہیم کی خوشیاں واپس لوٹ آئی تھیں۔ بابا اور امی اس وجہ سے زیادہ خوش ہو رہے تھے کہ ان کی بیٹی کی زندگی خراب نہیں ہوئی بلکہ ابراہیم نے پہلے ہی سب کچھ بتا کر اچھا کیا۔ میرے دل سے اتنے دنوں کا بوجھ آج اچانک سے ہلکا ہو گیا تھا۔ مجھے خوشی تھی کہ دو پیار کرنے والے مل گئے تھے۔ وہ دونوں ایک ہو گئے تھے۔ لیکن ماں، باپ، کا فرض جب تک پورا نہ ہو وہ پریشان ہی دکھائی دیتے ہیں، لیکن میں انہیں سمجھا چکی تھی ہر کام ایک مقررہ وقت پر ہونا ہوتا ہے اس سے پہلے ہم جتنی بھی کوشش کریں ناکام ہی لوٹیں گے۔

پھوپھو نے ابراہیم کی شادی عروسہ سے کر دی تھی۔ وہ سچ میں ایک بہت اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی۔ اور پھوپھو کو جس بات کا ڈر تھا وہ نکل چکا تھا۔ عروسہ پھوپھو کا بہت خیال رکھتی تھی۔ آج ہم لوگوں نے انہیں شادی کی دعوت کے طور پر گھر بلایا تھا۔ ان دونوں کی شادی اسی دن ہی ہوئی تھی، جس دن میرے ساتھ طے پائی گئی تھی۔ میں بھابی، مہرال اور خالہ بی صبح سے کچن میں مصروف تھیں۔ اچانک سے میرے ذہن میں اعجاز انکل کی فیملی کا خیال آیا کیوں نہ انہیں بھی انوائیٹ کر لیا جائے۔ بابا کو فون کر کے پوچھنے کے لیے باہر نکلی تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی وہ سب سے پہلے ہی بابا کے ساتھ آ چکے تھے۔ آنٹی اور انکل کو ملنے کے بعد میں حمزہ، عبداللہ اور سویرا سے ملی۔ عالیان اور شایان بھی اپنے دوست عبداللہ کو دیکھ کر خوش ہو گئے تھے۔ اور حمزہ کی نگاہیں اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھیں۔ وہ شاید مہرال کو ڈھونڈ رہا تھا۔ میں نے اسے تنگ کرنے والے انداز میں کہا، پریشان نہ ہو وہ ادھر ہی ہے۔ حمزہ کو میری

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

اس حرکت کی امید نہیں تھی کہ میں کوئی ایسی بات بھی کر جاؤں گی۔ وہ مسکراتے ہوئے شرما کر بیٹھ گیا۔ میں سویرا کو بھی اپنے ساتھ کچن میں لے گئی تھی۔ بھابی باہر ان لوگوں سے ملنے چلی گئی تھیں۔ مہرال بھی سویرا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ مجھے شک پڑتا تھا کہ جیسے مہرال بھی حمزہ میں دلچسپی لیتی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں آپس میں کافی حد تک فرینک ہو چکے تھے۔

پھوپھو لوگ بھی آ چکے تھے۔ پورے گھر میں رونق سی ہو گئی تھی۔ کھانا بھی تقریباً تیار ہو چکا تھا۔ سلوی بیٹا کھانا تیار ہو گیا ہے تو ٹیبل پر لگا دو، مہمان کیا سوچیں گے کہ کھانا ابھی تک نہیں لگا۔ میرے پیارے دادا جان آپ باہر چل کر بیٹھیں کھانا ابھی لگ جاتا ہے۔ آپ کیوں فکر مند ہو رہے ہیں۔ دادا جی اپنا حکم دے کر جا چکے تھے۔ ہم ساری لڑکیوں نے پھر پھرتی دکھائی اور فوراً سے کھانا ٹیبل پر لگا دیا۔ بھابی اور خالہ بی کو بھی ہم نے کچن سے باہر بھیج دیا تاکہ وہ بھی کھانا کھا سکیں۔ میں اور مہرال کچن میں ہی تھیں، تاکہ اگر کسی چیز کی ضرورت پڑے تو پکڑا سکیں۔ مہرال اک بات تو بتاؤ؟ جی آپی پوچھیں..... حمزہ تمہیں کیسا لگتا ہے؟ مہرال جھجکتے ہوئے بولی، کیا مطلب آپی؟ ہاں ویسے وہ اچھا لڑکا ہے۔ کافی نالج رکھتا ہے، ہر چیز کے بارے میں۔ ہر سوال کا جواب اس بندے کے پاس موجود ہوتا ہے۔ اسکا (آئی کیو) (IQ) بہت تیز ہے آپی ماشاءاللہ۔ ارے واہ! اتنی تعریفیں، وہ بھی ایک ساتھ۔ ویسے ایک بات کہوں، میری طرف سے ہاں ہے اس کے لیے، وہ تمہارے لیے بالکل فٹ ہے۔ پورا اترتا ہے تمہاری شخصیت پر۔ اور سب سے بڑی خوشی کی بات کہ وہ بھی انٹرسٹڈ ہے تم میں۔ مہرال شرماتے ہوئے باہر چلی گئی تاکہ پوچھ سکے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ مجھے احسن کبھی نہیں بھولا لیکن اسکی یاد ٹوٹ کر آ رہی تھی، اس کے پیچھے کوئی بڑی وجہ ہی تھی۔ لیکن کیا وجہ تھی کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی میں۔ معاملات سلجھنے کی بجائے الجھتے جا رہے تھے۔

دادا جی جلدی تیار ہو جائیں میں آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔ خالہ بی آپ اپنا بھی خیال رکھیے گا اور گھر کا بھی۔ ڈاکٹر انکل گھر نہیں آ سکتے۔ انہیں کوئی ایمرجنسی آپریشن کرنا ہے۔ اس لیے میں ہی دادا جی کو ہسپتال لے جاتی ہوں۔ ہاں بیٹا دھیان سے جاؤ آپ لوگ خیریت سے۔ جلدی آ جانا گھر میں ویسے ہی آج بے رونقی ہے۔ بھائی، بھابی اور بچے پھوپھو کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ مہرال بھی ان کے ساتھ ہی گئی ہوئی تھی۔ امی اور بابا لاہور ایک شادی پر گئے ہوئے تھے۔ آنٹی بھی گھر چلی گئی تھیں، مہرال کو ہم نے زبردستی سے رکھ لیا تھا۔ ورنہ آنٹی اسے بھی ساتھ لے جاتیں۔ اچھا خالہ بی ہم لوگ چلتے ہیں۔ اکیلا پن محسوس ہو تو چلبلی کو بلا لیجئے گا۔ نہیں بیٹا کوئی بات نہیں وہ ابھی سارے کام ختم کر کے گئی ہے۔ اس کے بچے سکول سے آ گئے ہوں گے۔ ان کے لیے کھانا وغیرہ بنا رہی ہو گی۔ میں رہ لوں گی اکیلی، آپ لوگ جاؤ دھیان سے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ڈاکٹر انکل کیا بات ہے، دادا جی ٹھیک تو ہیں؟ ارے سلویٰ بیٹا آپ کے دادا ابا بالکل ٹھیک ہیں۔ بس کوئی ٹینشن ہے انہیں، یہ بہت زیادہ ٹینشن لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا بی پی ڈاؤن ہو جاتا ہے۔ لیکن انکل، دادا جی کو بھلا کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔ بیٹا یہ تو اب آپ دادا جی سے پوچھو، ویسے میں یہ کچھ میڈیسن لکھ کر دے رہا ہوں ریگولر (Ragular) استعمال کریں تو ان کا بی پی ڈاؤن ہونا ٹھیک ہو جائے گا۔ بہت شکریہ ڈاکٹر انکل اب ہم چلتے ہیں۔ پارکنگ تک جاتے ہوئے میں نے دادا جی سے پوچھا۔ کیا پریشانی کھائے جا رہی ہے آپ کو؟ کیوں روز آپ کا بلڈ پریشر لو (Low) ہو جاتا ہے؟ سلویٰ تم بھی ڈاکٹر کے چکر میں آ گئی یہ تو ہوتے ہی ایسے ہیں۔ اگلے کو پریشان کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو آئندہ آپ کا بلڈ پریشر ڈاؤن ہوا تو یاد رکھیے گا۔ میں اور دادا جی ہنستے ہوئے، ایک ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی چلاتے ہوئے مجھے بہت ساری پریشانیوں نے گھیرا ہوا تھا۔ دادا جی کی فکر الگ سے ستائے جا رہی تھی۔ امی اور بابا کی الگ سے پریشانی تھی۔ انہیں بس یہی ڈر تھا کہ میں احسن کی وجہ سے شادی سے ہر بار انکار کر دیتی ہوں، اور کسی حد تک وہ ٹھیک ہی تھے۔ لیکن میں جلد ہی اب امی اور بابا کی پریشانی دور کر دوں گی۔

ہم جب گھر پہنچے تو ایک عجیب سا سماں تھا۔ اندر سب لوگ جمع تھے۔ پھوپھو کی فیملی بھی۔ اعجاز انکل لوگ بھی۔ عالیان اور شایان بھاگتے ہوئے آئے، ایک روتے ہوئے میرے ساتھ چمٹ گیا اور دوسرا دادا جی کے ساتھ۔ میری نظریں سب کے چہروں کا تعاقب کر رہی تھیں، سب ہی تو رو رہے تھے۔ یا اللہ خیر کیا ہوا؟ سب رو کیوں رہے ہو..... خالہ بی بتائیں کیا ہوا؟ بھائی، آنٹی پھوپھو میں نے سب سے باری باری پوچھا..... میرا دل کہیں دھنس گیا تھا۔ کسی گہری کھائی میں..... کوئی بتاتا کیوں نہیں کیا ہوا ہے؟ پھوپھو نے مجھے اپنے ساتھ گلے لگایا، سلویٰ! بھائی صاحب اور بھائی اس دنیا میں نہیں رہے۔ لاہور سے واپس آتے ہوئے موٹروے پر ان کی گاڑی کا بہت سخت ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ اور وہ دونوں..... پھوپھو زور سے رونا شروع ہو گئیں تھیں۔ دادا جی یہ خبر سن کر صوفے پر ڈھے گئے تھے۔ میں بھاگتی ہوئی دادا جی کے پاس گئی..... دادا جی کچھ نہیں ہوا امی اور بابا کو یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں..... دیکھ لینا آپ وہ مسکراتے ہوئے گھر آئیں گے۔ اور مجھے خوشی سے اپنے ساتھ لگائیں گے۔ دادا جی میں نے تو ابھی ان کی پریشانی دور کرنی تھی، لیکن ایسے کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے نا مجھے لگتا ہے میں نے ان کی پریشانی دور کر دی ہے۔ میں پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔ انسان جب کسی اپنے کے لیے روتا ہے تو اسے کوئی ہوش نہیں رہتا دنیا جہاں کا۔ سلویٰ میری بیٹی ہوش سے کام لو۔ رحمٰن ان دونوں کو لاتا ہی ہوگا۔ دادا جی یہ کیا ہو گیا، امی اور بابا ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ مہرال بیٹی..... سلویٰ کے لیے پانی لاؤ..... میں اٹھ کر ایک کونے میں زمین پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔ میرے پاس کون آ رہا تھا کون نہیں مجھے کچھ خبر نہیں تھی۔ میری آنکھوں نے رو، رو کر آنسو خود ہی روک لیے تھے۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ایمبولینس کی آواز نے مجھے چونکا دیا تھا۔ گھر میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔ جہاں بیٹھ کر سب رو رہے تھے۔ امی اور بابا کو ایمبولینس سے نکالا گیا، ان دونوں کو دیکھ کر میرے آنسو پھر ضبط کرنا بھول گئے..... میں چیخ چیخ کر روئی..... بھائی نے مجھے اپنے گلے سے لگا لیا..... بھائی ہمارے امی اور بابا..... بھائی بھی میرے ساتھ لگ کر روئے جا رہے تھے۔

سلویٰ، امی اور بابا کو ہم لے کر جا رہے ہیں۔ تم ان دونوں کو روتے ہوئے رخصت نہیں کرو گی..... بھائی آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں کوئی پاگل ہوں کہ انہیں روتے ہوئے رخصت کروں۔ وہ لوگ مجھے پتا ہے۔ لاہور شادی پر جا رہے ہیں..... ہاں بھائی آپ لے جاؤ انہیں اور پلیز امی اور بابا کا خیال رکھیے گا۔ سب لوگ ان دونوں کو باری باری اٹھا کر لے گئے تھے۔ میرا وجود مجھ میں نہیں رہا تھا۔ وہ کسی بوجھ کی طرح زمین پر گرا..... اور میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا..... بھابی، خالہ بی اور مہرال میری طرف بھاگتی ہوئی آئی تھیں..... میری آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

گھر میں قرآن خوانی تھی آج..... سبھی عزیز و اقارب گھر میں جمع تھے۔ لوگ افسوس کے لیے آ جا رہے تھے۔ خالہ بی نے مجھے آواز دے کر بلایا..... میں اٹھ کر ان کے پاس بات سننے گئی..... یہ لو فون سنو..... رضوان کا ہے سعودی عرب سے۔ میں فون پکڑتے ہوئے سلام کیا..... سلویٰ یہ کیا ہو گیا، انکل آنٹی..... میری آنکھیں پھر سے آنسوؤں سے بھر گئی تھیں..... سلویٰ ان کے لیے دعا کرو، یہ سب اللہ کے کام ہیں۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ اس سے کوئی انکاری نہیں..... ان کی مغفرت کی دعا کرو..... میرے منہ سے کوئی بات نہیں نکل رہی تھی..... سلویٰ میری بہن چپ کرو اللہ صبر دے گا۔ دادا جی کا سناؤ کیسے ہیں وہ؟ بس ٹھیک ہی ہیں..... وہ بھی خود کو سنبھال نہیں پا رہے..... کچھ دیر بات کرنے کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا۔ میں صوفے پر ہی بیٹھ گئی تھی۔ احسن نے مجھے آج کے دن بھی فون نہیں کیا تھا۔ جب میں سب کے درمیان ہوتے ہوئے بھی اکیلی ہو گئی تھی۔ اسے پتا تو چل گیا ہو گا نا کہیں نہ کہیں سے..... میرے آنسو تھمنا بھول گئے تھے۔ کب تک برستے رہیں گے مجھے کوئی پتا نہیں تھا۔ اب مجھے خود ہی اپنے آپ کو سنبھالنا تھا۔ سب کچھ ختم ہو گیا تھا۔ سب کچھ۔

زندگی اپنے معمول پر واپس آ چکی تھی۔ عالیان اور شایان کے کالج اوپن ہو چکے تھے۔ بھائی کو بھی وہاں آفس سے کئی بار فون آ چکے تھے۔ میں نے اور دادا جی نے ہی ضد کر کے انہیں واپس بھیج دیا تھا۔ وہ لوگ آج صبح کی فلائیٹ سے ہی امریکہ واپس چلے گئے تھے۔ عالیان، شایان جاتے ہوئے بہت اداس تھے۔ لیکن واپس جانا ان کی مجبوری تھی۔ مہرال اور آنٹی کو ہم نے ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ ویسے بھی ماموں کی وفات کے بعد وہ

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

دونوں وہاں اکیلی ہی رہتی تھیں۔ گھر کو کرائے پر دے دیا تھا، گھر کا کرایہ آنٹی کو آجاتا تھا مہینے کے بعد، اس کی ضرورت تو نہیں تھی کرائے کی..... لیکن آنٹی نے خود دادا جی کو کہہ کر گھر کرائے پر چڑھایا تھا۔ تاکہ گھر کھلا رہے۔

امی اور بابا کی کمی تو کبھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن میں نے وقت کے ساتھ ساتھ صبر سے رہنا سیکھ لیا تھا۔ خالہ بی میری ماں ہی تو تھیں۔ بچپن سے وہ ہمارے ساتھ تھیں، انہوں نے اب تک ہمارا بہت خیال رکھا تھا۔ مجھے خالہ بی سے بہت پیار تھا۔ بابا کے بعد دادا جی آفس کو سنبھال رہے تھے۔ لیکن دادا جی روز آفس جا کے تھک جاتے، انہوں نے کبھی مجھے جتلایا نہیں تھا۔ لیکن میں بھی انہی کا خون تھی، ان کی ہر بات سے واقف تھی۔ اسی لیے میں نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ بزنس اب میں خود سنبھالوں گی۔ جب تک بھائی امریکہ ہیں تب تک میں خود سارا بزنس دیکھوں گی۔

(۵)

امی اور بابا کو میری شادی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی۔ لیکن میں نے نوٹ کیا تھا، دادا جی نے کبھی میری شادی ہونے کے حوالے سے بات نہیں کی تھی۔ انہوں نے کبھی ٹارچر نہیں کیا کہ شادی کر لو، عمر ہو رہی ہے شادی کی، اور مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ انہوں نے مجھے کبھی فورس نہیں کیا۔ ویسے بھی جب سے میں نے بزنس کا کام سنبھالا تھا، میں گھر میں سب کو کہہ چکی تھی کہ میری شادی کے حوالے سے گھر میں کوئی بات نہیں ہوگی۔ میں آفس کے لیے نکلنے لگی تھی، جب مجھے دادا جی نے آواز دی۔ میں ہر روز آفس نہیں جاتی تھی، نہ ہی روز، روز جانے کی اتنی کوئی ضرورت پڑتی..... ہاں ہفتے میں دو دفعہ چکر لگا لیتی تھی۔

جی دادا جی..... سلوی بیٹا آج مجھے بھی ساتھ لے چلو، پتا نہیں کیوں گھر میں میرا دل گھبرا رہا ہے۔ کیا بات ہے، آپ ٹھیک تو ہیں نا؟ ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں، بس کافی دن ہو گئے باہر کی ہوا نہیں لی اس لیے۔ دادا جی نے مجھے فکر میں ڈال دیا تھا۔ امی اور بابا کی وفات کے بعد وہ بجھ سے گئے تھے۔ میرے پاس اب میرے دادا ہی تھے، اگر انہیں کچھ ہو گیا تو..... ایسا سوچ کر خوف کے مارے میرا دل دہل جاتا۔ آفس پہنچ کر میں نے ساری فائلیں دیکھیں..... میری نظر دادا جی پر پڑی جو پریشان سے کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، آپ کیوں مجھے کچھ بتاتے نہیں؟ کن سوچوں میں گم رہتے ہیں آپ؟ ایک تو بندہ تمہارے سامنے خاموش بھی نہیں بیٹھ سکتا، جاسوسی نہ ہو تو..... میری ہنسی چھوٹ گئی۔ اچھا بیٹھیں آپ آرام سے لیکن خاموش ہو کر نہیں..... آئی سمجھ؟ اچھا اب خاموش ہو کر نہیں بیٹھتا خوش..... میں مسکراتے ہوئے فائل دیکھنا شروع ہو گئی۔ لاہور سے ایک کمپنی کا کنٹریکٹ تھا۔ میں نے دادا جی سے ڈسکس کر کے (ڈیل اوکے) کر دی تھی۔ بیس ہزار کپڑے بنانے تھے، کتنے دنوں میں اس کی کوئی میعاد نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی ہم نے یہ کام بخوبی اور وقت کے ساتھ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ہاں جی آج تو دل لگا کر کھانا بنایا جائے گا نا۔ آج سیاں جی رشتہ جو مانگنے آرہے ہیں۔ آپی آپ مجھے تنگ کر رہی ہیں۔ جائیں بات نہ کریں مجھ سے..... میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ آپ کی ہو جائے پہلے پھر میری باری آئے گی۔ مہرال میری فکر مت کیا کرو، اللہ سوہنا تمہارے نصیب جگا رہا ہے۔ شکر ادا کرو..... ویسے بھی میرا ابھی وقت نہیں آیا شادی کرنے کا، جب وقت آ گیا تو میں کونسا انکار کرنے والی ہوں۔ آپی چھوڑیں یار آپ خود ہی شادی کے نام سے بھاگتی ہو، اور باتیں وقت کی کرتی ہو۔ اچھا اب زیادہ اماں بی نہ بنو کھانا بناؤ آرام سے، حمزہ میاں آتے ہی ہوں گے۔ میں مہرال کو چھیڑتی ہوئی کچن سے باہر چلی گئی جہاں آنٹی اور خالہ بی بیٹھ کر چائے پی رہی تھیں۔

مہرال گاڑی کا ہارن سنائی دیا ہے، آ گئے ہیں تیرے سسرال والے۔ وہ شرماتی ہوئی اندر بھاگ گئی تھی۔ حمزہ بہت پیارا لگ رہا تھا، بلکہ وہ ہے ہی پیارا تھا۔ سویرا اور عبداللہ بھی خوش دکھائی دے رہے تھے۔ آنٹی اور انکل سب سے زیادہ خوش تھے۔ مہرال، کولڈ ڈرنک اور جوس وغیرہ ٹیبل پر رکھ کے اور سب کو سلام کر کے پھر سے کچن میں گم ہو گئی تھی۔ میں نے سب کو ان کی پسند کے مشروبات گلاس میں ڈال کر دے دیئے۔ سلویٰ آپی آپ کی اگلی کتاب کب آرہی ہے شاعری کی؟ سویرا بچے اس کا کام تو چل رہا ہے۔ کیا پتا ایک ماہ لگ ہی جائے مزید بڑوں کے درمیان بات شروع ہو گئی تھی۔ اس لیے ہم دونوں چپ کر گئیں۔ ابا جی آپ اس گھر کے بڑے ہو اس لیے ہم نے بات بھی آپ ہی سے کرنی ہے۔ مہرال کو ہماری بیٹی بنا دیں۔ اعجاز آپ لوگ ہماری فیملی کی طرح ہو۔ بلکہ میری فیملی کا حصہ ہو۔ ویسے بھی مجھے بچوں کی خوشیاں سب سے بڑھ کر ہیں، یہ میرے بچے راضی ہیں تو بھلا میں کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ آپ لوگ جب چاہو اپنی بیٹی کو بیاہ کر لے جا سکتے ہو۔ اعجاز انکل نے خوشی سے دادا جی کو گلے لگا لیا تھا۔ ازرا آنٹی بھی اٹھ کر خالہ بی اور آنٹی سے ملی تھیں۔ میں مٹھائی لانے کے ساتھ ساتھ مہرال کو بھی کچن سے نکال لائی تھی۔ اور سب کے درمیان لا کر اسے بٹھایا..... سب ایک دوسرے کا منہ میٹھا کروا رہے تھے۔ آنٹی نے ایک مخملی ڈبیہ نکال کر حمزہ کو دی..... یہ لو بیٹا مہرال کو انگوٹھی پہنا دو..... حمزہ نے اٹھ کر مہرال کو انگوٹھی پہنا دی تھی۔ لہٰذا منگنی کی رسم آج ہی ہو گئی تھی۔ شادی دھوم دھام سے کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔ شکریہ سلویٰ..... میں حمزہ کا منہ دیکھتے ہوئے..... ارے بھئی شکریہ کس بات کا؟ ایک تو آپ کے شکریہ ہی منہ سے جھڑتے رہتے ہیں ہر وقت..... وہ مسکراتے ہوئے بولا، اگر آپ نا ہوتیں تو میں کبھی بھی شاید اتنی جلدی یہ سب نا کر پاتا۔ میں بہت خوش ہوں کہ مہرال اب میری ہے۔ بہت سارا خوش رہو آپ دونوں ہمیشہ، میں نے دل سے حمزہ اور مہرال کو دعائیں دی تھیں۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

وقت تو سمندر کی لہروں کی طرح تیزی سے گزر رہا تھا۔ مہرال اور حمزہ کی منگنی کو بھی ایک سال ہو گیا تھا۔ خالہ بی کے اندر کافی دنوں سے امی کی روح سمائی ہوئی تھی۔ امی کی طرح انہیں بھی اب میری شادی کی فکر ستائے جا رہی تھی۔ خالہ بی پلیز آپ کیوں اس جھنجھٹ میں پڑی ہوئی ہیں؟ ویسے بھی کتنے ہی رشتے آ چکے ہیں۔ سب لوگ مجھے پیار سے دیکھتے ہیں، کہ کتنی خوبصورت لڑکی ہے۔ لیکن جونہی انہیں میری عمر کا پتا چلتا ہے کہ اٹھائیس برس کی ہے خود انکار کر دیتے ہیں۔ کہ ہمیں چوبیس یا پچیس سال کی لڑکی چاہیے۔ مجھے تو ہنسی اس بات کی آتی ہے کہ اٹھائیس سال کو بڑھاپے میں شمار کرتے ہیں ہمارے پاکستانی بندے..... اتنے جاہل لوگ میں نے آج تک دنیا میں نہیں دیکھے..... میرے نزدیک تو ایک پینتالیس سال کی خاتون بھی جوان ہی ہے۔ آئندہ اس گھر میں کوئی رشتے والی نہ آئے، کان کھول کر سن لو آپ دونوں..... میں ایسے ہی بھڑ بھڑاتی ہوئی دادا جی کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ اندر داخل ہوتے ہی میرے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک گئی۔ دادا جی بے سدھ زمین پر گرے ہوئے تھے۔ ان کی سانس بھی نہیں چل رہی تھی۔ میری چیخ کی آواز سن کر خالہ بی، آنٹی اور مہرال بھی اندر کی طرف بھاگیں..... میں نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اعجاز انکل کو کال ملائی۔

دادا جی کو ایمرجنسی وارڈ میں (ایڈمٹ) کر دیا گیا تھا۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ میں باہر بیٹھے ہوئے دعائیں کر رہی تھی۔ یا اللہ میرے پاس اب میرے دادا جی ہی ہیں انہیں مجھ سے دور مت کرنا، میں بہت اکیلی ہو جاؤں گی۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو میرے لیے برداشت کی حد ختم ہو جائے گی، میں ٹوٹ کر بکھر جاؤں گی..... میرے اللہ! دادا جی کو بچا لے..... آنسو زیادہ بہا لینے سے کسی اپنے سے محبت کا اندازہ نہیں ہوتا، کب ہم کتنی محبت کرتے ہیں اگلے سے..... بلکہ آنسو تو ہمارا دکھ بانٹنے کا آسرا ہوا ہے۔ جب یہ آنکھوں سے بہہ کر نکل جاتے ہیں تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ آنسو میرے بہت پرانے ساتھی تھے۔ ان سے میرا رشتہ بہت پرانا تھا۔ میں نے خالہ بی کے ساتھ لگ کر اپنی آنکھیں موند لی تھیں۔

رات کو اعجاز انکل اور حمزہ بھی ہمارے پاس آ گئے تھے۔ انکل نے مجھے بہت ساری تسلیاں دی تھیں۔ لیکن ڈاکٹروں کا کہنا کچھ اور ہی تھا۔ یہاں سلوی کون ہے؟ ایک نرس وارڈ سے نکل کر مجھے بلا رہی تھی۔ جی میں، میں ہوں سلوی..... مس آپ کے دادا جی کو ہوش آ گئی ہے، لیکن پلیز آپ زیادہ دیر ان سے بات نہیں کریں گی، جائیں وہ آپ ہی کو بلا رہے ہیں۔ میں بھاری قدموں کے ساتھ وارڈ میں داخل ہو گئی۔ دادا جی برسوں کے بیمار لگ رہے تھے۔ میں اس بات کو ماننے پر راضی ہی نہیں ہو پا رہی تھی، کہ انہیں ہارٹ اٹیک نے گھیرا ہے۔ ان کا سرخی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

مائل رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ ہونٹوں سے بات بھی نہیں نکل پا رہی تھی ان سے مجھے دیکھتے ہی انہوں نے میرے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑا..... میں نے دادا جی کا منہ، ماتھا چوما تھا..... میرے آنسو جو مسلسل نکل رہے تھے دادا جی کے ماتھے کو بھی بھگو گئے۔ سلویٰ میری بچی تم میری بہت حوصلے اور ہمت والی بیٹی ہو، اپنے آنسوؤں کو مت بہاؤ اس طرح۔ دادا جی بہت آہستہ آواز میں بات کرتے ہوئے بھی کتنی دیر رک جاتے۔ ان کو سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ اپنے آپ کو کبھی اکیلا مت سمجھنا میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔ دادا جی آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں..... نہیں بیٹا بہت جی لیا..... میری اک بات مانو گی؟ میں نے روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ اگر زندگی میں کبھی احسن واپس آجائے تو اسے اپنانے میں دیر مت کرنا..... اسے معاف کر دینا، اور اپنی زندگی کا ساتھی بنا لینا آپ میرے ساتھ فی الوقت اس انسان کی بات نا کریں وہ بے وفا تو تھا ہی لیکن اکیلا بھی کر گیا مجھے..... ہمیشہ ساتھ رہنے کے وعدے کر کے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا اس نے کہ اس کے جانے کے بعد میں کتنی مشکلوں سے دوچار ہوئی ہوں۔ آپ اس کی باتیں نا کریں۔ دادا جی آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ دادا جی نے آنکھیں بند کر لی تھیں شاید سو گئے ہوں گے..... نرس کمرے میں آچکی تھی، اس نے فوراً دادا کی نبض چیک کی جبکہ میشن بھی چلنا بند ہو چکی تھی۔

سوری آپ کے دادا جی (Is Dead)۔ یہ سن کر میری سانس چلنا بھی بند ہو گئی تھی۔ تو آپ بھی مجھے چھوڑ کر چلے گئے آخر، اکیلا کر گئے آپ بھی۔ سلویٰ کو دکھوں اور جلتے ہوئے انگاروں میں چھوڑ گئے نا آپ بھی دادا جی..... میں اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی تھی۔ وہ لوگ بھی مجھے روتا دیکھ کر بھاگتے ہوئے اندر آگئے تھے۔ سلویٰ میری بچی اپنے آپ کو سنبھالو..... خالہ بی دیکھیں نا دادا جی نے کیا کر دیا ہمارے ساتھ، یہ تو مجھے خوش رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔ جبکہ یہ خود بھی جانتے تھے جتنے دکھ ان کی سلویٰ سہہ رہی ہے، اتنے دکھ کوئی اٹھا بھی نہیں سکتا۔ حمزہ میرے پاس بیٹھا مجھے دلاسے دے رہا تھا۔ اعجاز انکل نے شاید بھائی کو خبر پہنچا دی تھی۔

دو سال بعد، ایک دفعہ پھر گھر میں اسی طرح سے صفِ ماتم بچھ چکا تھا اور تدفین کا وقت بھی ہو گیا تھا۔ میں کونے میں بیٹھی وہی سلویٰ تھی جن کے ساتھی آنسو تھے۔ ''جو رات قبر میں ہے وہ باہر نہیں موت ایک اٹل حقیقت ہے۔'' لیکن اپنوں کے جانے کی اذیت بہت ہوتی ہے۔ امی اور بابا کی طرح دادا جی کو بھی اٹھا کر لے گئے تھے۔ گھر کے در و دیوار بھی چیخ رہے تھے۔ عالیان اور شایان کو دیکھ کر میں ان دونوں کے گلے لگ کر بہت آنسو بہائے..... میں نے دادا جی کی نصیحت کو اپنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اب میں نے کبھی نہ رونے کا ایک بہت بڑا دل میں تہیہ کر لیا تھا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

ایک سال بعد.....!

گھر میں مہرال کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ ہم لوگ تیاریوں میں کافی مصروف ہو گئے تھے۔ آج عالیان اور شایان امریکہ سے واپس آ رہے تھے۔ بھائی اور بھابی کا بعد میں آنے کا پروگرام تھا۔ میں ان دونوں کو لینے ائیر پورٹ کے لیے نکلنے لگی تھی۔ مہرال یار آ جاؤ تم بھی ہمارے ساتھ، حمزہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے۔ اب اس سے کم شرمایا کرو۔ آپی پلیز فلسفے مت جھاڑو آپ جاؤ اب حمزہ آپ کا انتظار کر رہا ہوگا۔ میں گھر میں رہ کر اپنے عالی اور شانی کے لیے ان کے پسند کے کھانے تیار کرتی ہوں۔ میں نے گاڑی ریورس گیئر میں ڈالی اور گیٹ سے باہر نکل گئی۔ باہر نکلتے ہوئے چوکیدار انکل بولے! سلوئی بٹیا میرے دونوں بابو کو دھیان سے لانا..... جی انکل انشاء اللہ میں مسکراتے ہوئے گاڑی چلا دی..... بٹالہ کالونی سے نکل کر میں گاڑی کا رُخ اپنے دوسرے گھر کی طرف کر دیا۔ دادا جی کی وفات کے بعد مجھے اس گھر میں وحشت سی ہونے لگ گئی تھی۔ اس گھر کی در و دیواریں میرے ہوتے ہوئے بھی تنہا ہو چکی تھیں۔ یا شاید میں ابھی بھی اسی گھر میں رہتی تو رونا کبھی نہ بھول پاتی اس لیے اعجاز انکل کو کہہ کر ہم نے اپنا سارا سامان بٹالہ کالونی والے گھر میں شفٹ کر دیا تھا۔ اور وہ لوگ ہمارے اس گھر میں شفٹ ہو گئے تھے۔ اعجاز انکل لوگوں نے اپنا گھر بھی تعمیر کر لیا تھا۔ لیکن میرے ہی اصرار کرنے پر وہ ہمارے ہی گھر شفٹ ہوئے تھے۔ میں نے گاڑی کا ہارن دیا تو حمزہ صاحب الہ دین کے چراغ کی طرح حاضر ہو گئے۔ گاڑی میں بیٹھے ہوئے حمزہ بتا رہا تھا کہ عبداللہ کہہ رہا تھا کہ یہ کیا بات ہوئی میرے دوست آ رہے ہیں اور میں گھر پر نہیں ہوں۔ تو کس نے اسے بولا تھا اتنی دور جا کر یونیورسٹی میں داخلہ لے..... اسلام آباد اسلام یونیورسٹی میں داخلہ لینے کا بھوت سوار تھا اس کے ذہن میں..... خیر ویسے وہ یونیورسٹی اچھی ہے، اوہ سچ میں ایک اور بات تو بتانی بھول گیا..... ایک لڑکا آیا تھا گھر آپ کا پوچھ رہا تھا۔ لیکن آپ ہی نے منع کر دیا تھا کہ کوئی آئے تو کسی کو بھی نہیں بتانا کہ ہم لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔ اس لیے میں نے ٹال مٹول کر کے اسے بھیج دیا تھا۔ لیکن اس دن کے بعد میں لگاتار اسے گھر کے باہر کھڑا دیکھتا ہوں وہ کچھ دیر گھر کو دیکھتا رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ چلا جاتا ہے۔ پتا نہیں کیوں مجھے ایسا لگتا ہے۔ جیسے وہ کوئی بہت قریبی ہے آپ کا..... ورنہ وہ روز ایسے گھر کے باہر نہ آتا۔ حمزہ کی باتوں سے میرے دل میں کچھ ہلچل ہوئی۔ 'کہیں احسن تو نہیں۔' میرا دل زور سے دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ میں نے ویسے سب کو منع کر رکھا تھا کہ اس گھر کا ایڈریس کسی کو پتا نہ چلے..... یہاں تک کہ میں نے رحیم انکل کو بھی منع کر رکھا تھا۔ تو وہ یقیناً احسن ہی ہوگا..... یا پھر کوئی اور بھی ہو سکتا ہے۔ میں دل کو تسلی دینے کے لیے..... بس ایسا کہہ رہی تھی کہ شاید وہ احسن ہو، یا نہیں..... اس بات کو گول مول کرنے کے لیے میں حمزہ کے ساتھ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنا شروع ہو گئی تھی۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

نو سال وہ کہاں ''جی'' رہا تھا، جواب مجھے مزید تکلیف دینے کے لیے آ گیا۔ میں نے اس کی یادوں سے بہت بغاوت کی ہے۔ جو کہ ہر بار میرے لیے ناممکن رہی..... کیوں لوٹ آیا میری زندگی میں وہ کسی بھولے بھٹکے ہوا کے جھونکے کی طرح..... مشاعرے پر رحیم انکل تو واقف تھے نا میرے ماضی کے بارے میں اسی لیے جب میں اسے پہچاننے سے انکار کیا تو انکارِ عمل نارمل ہی تھا۔ تو اس دن حمزہ نے جو بتایا تھا تو یقیناً وہ پوچھنے والا احسن ہی تھا۔ جتنا خود کو اس شخص سے دور کیا اتنا ہی نزدیک آ کر کھڑی ہوتی گئی..... آج وہ پیچھا کرتے ہوئے گھر تک بھی آ گیا..... پاکستان سے جب وہ گیا تھا۔ اس نے سب سے رابطے ختم کر دیئے تھے۔ پاکستان آ کر اس نے دوبارہ سب سے رابطہ بحال کیا تھا۔ یہاں تک کہ انکل رحیم کے ساتھ بھی۔ میں اس کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی ہوں..... نہیں مجھے اس کے بارے میں اتنا سوچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے دادا جی کی کہی ہوئی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ کہ اگر کبھی وہ زندگی میں واپس لوٹ آیا تو اسے اپنا لوں، اور معاف بھی کر دوں..... معاف کرنا آسان تھا۔ لیکن اپنانا..... ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ایک ایسا انسان جسے گھر والوں کے بعد سب سے زیادہ پیار کیا جائے۔ گھر والوں سے پیار تو ایک الگ بات ہوتی ہے، لیکن احسن کے ساتھ میرا پیار روح کا تھا۔ اعتماد کا تھا، بھروسے کا..... وہ شخص تب بھی نہ آیا جب میرے ماں، باپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے، وہ تب بھی نہ آیا جب میرے دادا جی بھی اس دنیا سے چلے گئے..... میرے وہ دادا جو اس انسان سے بھی کتنا پیار کرتے تھے۔ کتنا مان تھا دادا جی کو احسن پر..... میرا ایک رشتہ ٹوٹا تو بعد ہر کوئی عمر بڑی کا طعنہ دے کر چلا جاتا۔ اس کی ماں نے مجھے بے حیا بدچلن کہا میں خاموش کھڑی سنتی رہی..... تو اس شخص کو کیا معاف کرنا اتنا آسان کام تھا۔ مجھے بے شک محبت اب بھی ہے اس سے لیکن میں جتنی ٹوٹ گئی ہوں..... پتا نہیں کبھی خود کو جوڑ بھی پاؤں گی کہ نہیں۔ اور اب اسکا اس طرح میرا پیچھا کرنا بے معنی تھا۔ ویسے بھی شادی کر کے بھی وہ اس طرح پیچھے آئے گا تو بہت بری سوچ ہے اس کی۔ جب سے وہ مشاعرے پر نظر آیا تھا۔ زندگی پھر ماضی کو اکھیڑ کر میرے سامنے لا کھڑا کر رہی تھی۔ میں جتنا اس سے بھاگ رہی تھی، وہ ایک پرچھائیں کی طرح اتنے ہی میرے قریب آتا جا رہا تھا۔ آخر کیوں؟

دادا جی آپ کے وہ کہے ہوئے آخری لفظ مجھے مشکل میں ڈال رہے ہیں۔ آپ کیوں مجھے کہہ گئے تھے کہ میں اسے اپنا لوں..... کیوں کیوں.....

خالہ بی وہ رضوان بھائی کی کال آئی تھی۔ وہ لوگ بھی پاکستان آ چکے ہیں کل کے۔ لہٰذا میں سوچ رہی تھی کہ بھابی کے لیے بھی ایک سوٹ لے آئیں گے، ہماری طرف سے مہرال کی شادی کا تحفہ ہو جائے گا۔ مہندی کی

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

رسم پر وہ بھی ہمارے جیسا سوٹ پہن لیں گی..... ساری لڑکیوں کے ایک جیسے ہو جائیں گے۔ ایک تو آج ٹھنڈ بھی بہت ہے سلوئی بیٹا، ایسا کرو آج آپ دونوں بہنیں چلی جاؤ شاپنگ کے لیے مجھ سے تو جایا نہیں جائے گا اتنی سردی میں..... آنٹی آپ چلیں گی؟ کہ آپ کے بھی ارادے نیک ہی ہیں؟ نہیں سلوئی..... ہاں تم ویسے ٹھیک ہی کہہ رہی ہو آج تم اور مہرال چلی جاؤ عالی کے ساتھ، میں اور آپا پھر کسی دن چلی جائیں گی۔ چلیں ٹھیک ہے۔ جیسی آپ دونوں کی مرضی..... عالی تیار ہو کر آ گیا تھا۔ کیوں بھئی لیڈیز تیار ہو آپ سب؟ ہاں چلو چلتے ہیں۔ آنٹی اور خالہ بی نہیں جا رہیں۔ عالی گاڑی کی چابی گھماتا ہوا باہر کی جانب چلا گیا..... ہم بھی خدا حافظ کہہ کر باہر کھڑی گاڑی کی طرف آ گئیں..... عالی وہ شانی کدھر ہے؟ اس نے نہیں جانا کیا ہمارے ساتھ؟ میں شانی کا ذکر کر ہی رہی تھی کہ وہ ہمارے پیچھے ہی کب کا کھڑا تھا شاید..... میری دو پیاری پھوپھوئیں میری بات کان کھول کر سن لو دونوں..... میں اور مہرال ایک دوسرے کا منہ دیکھنا شروع ہو گئیں کہ اب اس کی فضول حرکتیں شروع ہو گئی ہیں۔ پھوپھو دراصل وہ میں آج نا اپنی..... پھوپھو اس نے کوئی نہیں جانا بس آپ دونوں کو پکار رہا ہے..... عالی جو گاڑی سٹارٹ کر کے ہمارے لیے کھڑا تھا، وہ بولا..... مہرال گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی تھی۔ عالی بیٹا رک اب میں اس کی پٹائی لگا کر آؤں گی۔ اے میری ماں چلیں پھوپھو اب آپ مجھے ماریں گی؟ میں نے شانی کے کان پکڑ کر کھینچے..... پھوپھو رکیں تو یار وہ دراصل میرا اور عبداللہ کا آج کہیں اور جانے کا ارادہ ہے۔ اس لیے آپ لوگ جاؤ..... وہ میرے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے گاڑی تک لے آیا۔ فرنٹ ڈور کھول کر مجھے اندر بٹھا دیا۔ میں نے پیار سے شانی کی گال تھپتھپائی..... اور سنو اپنا خیال رکھنا جہاں بھی جاؤ..... شانی نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کر دیا..... میں نے عالی کو دیکھا جو مزے سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ اب یہ دونوں ہی تو میری زندگی تھے۔ میں نے پیار سے عالیان کی طرف دیکھا۔

یہ کون ہے آخر جو ہماری گاڑی کا پیچھا کر رہا تھا۔ اور اب شاپنگ مال میں پہنچ کر بھی وہ ہمارے پیچھے ہی تھا۔ عالیان کیا ہوا میری جان؟ پھوپھو کچھ نہیں وہ بس ایسے ہی مجھے لگا وہاں میرا کوئی دوست کھڑا ہے۔ لیکن نہیں میرا وہم تھا بس۔ گاڑی پارکنگ لاٹ میں کھڑی کر کے ہم تینوں شاپنگ مال میں داخل ہو گئے۔ لیکن میں نے اب بھی (نوٹس) کیا تھا کہ جیسے وہ آدمی ابھی بھی ہمارے پیچھے ہے، جونہی میں پیچھے مڑ کر دیکھتا وہ غائب ہو جاتا۔ آپی کیوں نا پہلے لہنگے کا کام نبٹا لیتے ہیں..... لہنگا تیار ہو گیا ہو گا..... اس کے بعد پھر ادھوری شاپنگ مکمل کر لیں گے۔ ہم دونوں لہنگے والی دوکان کے اندر داخل ہو گئیں جبکہ عالی باہر ہی کھڑا رہا..... پھوپھو آپ لوگ شاپنگ کریں میں آتا ہوں..... تم کہاں جا رہے ہو؟ پھوپھو دراصل وہ واقعی میں میرا دوست ہی ہے۔ اب میں نے غور کیا تو وہی تھا۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

اچھا چلو تم اس سے مل آؤ، اور ہاں اسے بھی شادی کے لیے انوائیٹ کر دینا۔ اچھا پھوپھو ٹھیک ہے۔ اور سنیں اگر میں نے دیری کی تو مجھے آپ کال کر لینا۔ میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

کالے رنگ کی جیکٹ، گلے میں مفلر لپیٹے، نیلی جینز اور سفید رنگ کے شوز پہنے یہ خوبصورت نوجوان کون ہوسکتا ہے؟ اس نے ابھی تک مجھے نہیں دیکھا تھا۔ اس کی میری طرف کمر تھی۔ یا وہ جان بوجھ کر انجان بنا کھڑا تھا۔ کیا پتا وہ جان گیا ہو کہ اب میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں..... اچانک اس کی نظر میری طرف اٹھی..... میں اس انسان کو دیکھ کر جیسے فریز ہو گیا تھا۔ حرکت کرنا بھول گیا۔ احسن بھائی..... جب میں ان کی طرف بڑھا تو وہ تیز قدم اٹھاتے ہوئے مال کے باہر کی طرف بڑھ گئے..... اس سے پہلے کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوتے میں نے انہیں آواز دی..... احسن بھائی پلیز رکیں۔ وہ میرے اس طرح بلانے پر رک گئے تھے۔ میں بھاگتا ہوا ان کے گلے جا لگا..

احسن بھائی کہاں چلے گئے تھے آپ؟ میں نے بہت تلاش کیا آپ کو..... وہ سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھ رہے تھے آپ نے مجھے پہچانا نہیں نا کیسے پہچانو گے۔ نو سال آپ کہیں غائب ہی رہے ہو..... نو سال کے وقفے میں ایک دفعہ میں نے آپ کو انگلینڈ دیکھا، لیکن اس کے بعد آپ مجھے کہیں بھی نہ دِکھے..... اوہ ویری آئی [illegible] خوش ہوں کہ سب کچھ بتانا بھول گیا۔ میں عالیان ہوں انہوں نے میرا نام سنتے [illegible] لیا۔ چلیں آئیں کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔ ہم دونوں ایک کیفے ٹیریا کی طرف بڑھ گئے۔

انگلینڈ میں کالج کے ٹور (Tour) کے ساتھ گیا تھا۔ وہاں بھی ایک ریسٹورنٹ میں میری آپ پر نظر پڑی، پہلے تو میں کافی دیر یہ ہی ڈن نہیں کر پا رہا تھا کہ یہ آپ ہی ہو..... پھر کسی نے پیچھے سے جب آپ کو پکارا تو میں کنفرم ہو گیا کہ یہ آپ ہی ہو۔ لیکن میرے آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی اس آواز دینے والے شخص کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ خاموشی کے بعد احسن بھائی بولے تھے۔ (لاحولہ ولاقوۃ) میں اندازے لگائے جا رہا تھا۔ کبھی تمہیں دیکھ کر کہتا کہ شاید سلویٰ کے شوہر ہو تو کبھی کہتا کہ مہرال کے۔ پھر خاموشی درمیان میں آ گئی۔ احسن بھائی نے کافی کا آرڈر دے دیا تھا..... بھائی لگتا ہے انگلینڈ کی ٹھنڈ نے آپ کو کافی پینا سکھا دیا ہے۔ نہیں یہ بات نہیں ہے، اس کافی کا ٹھنڈ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ دراصل سلویٰ سے دوری کے بعد میں نے چائے پینا ختم کر دیا تھا۔ اس سے اچھی چائے دنیا میں کوئی نہیں بنا سکتا۔ مشعال آنٹی کا سنائیں، وہ کیسی ہیں؟ مجھے کیا پتہ وہ کیسی ہے، ہاں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ اس کی شادی ہو چکی ہے۔ تو مطلب آپ کی شادی؟ ہاں یہی مطلب ہے عالیان میں نے شادی نہیں کی ابھی تک بس بوجھ دل میں لیے جی رہا ہوں۔ اور زخم ہیں کہ بھرنے کا نام ہی نہیں لے رہے۔ اور سناؤ گھر میں سب کیسے ہیں؟ انکل، آنٹی اور دادا جی۔ احسن بھائی کے ان سوالوں نے

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

میری آنکھیں نم کر دی تھیں۔ وہ اتنے بے بس اور لاچار ہو جائیں گے میں نے کبھی نا سوچا تھا۔ اس دنیا میں ان سے زیادہ لاچار اور بے بس مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ احسن بھائی تین سال پہلے دادا جی انتقال کر گئے، اور چھ سال پہلے دادو اور دُدو ایک کار کے حادثے میں وفات پا گئے تھے۔ احسن بھائی یہ سب سن کر اپنا سر پکڑ کر رہ گئے۔ ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی دور تک روشنی چمک رہی تھی۔ لیکن انہوں نے بہت محنت کے ساتھ اپنے اوپر قابو پالیا۔ کیفے کے اندر چند لوگ ہی تھے۔ اور خاموشی بے حساب جو دل کو سکون مہیا کر رہی تھی۔ تم لوگ کب پاکستان آئے ہو؟ مجھے اور شایان کو دو ہفتے ہو گئے ہیں، جبکہ ماما اور بابا پھوپھو کی شادی سے دو دن پہلے آئیں گے۔

پھوپھو کی شادی؟ جی احسن بھائی مہرال پھوپھو کی شادی ہے۔ اور سلوئی؟ میں مسکراتے ہوئے..... احسن بھائی وہ آپ کے لیے ہی بنی ہیں۔ ان کی شادی بھی ابھی تک نہیں ہوئی۔ میرے لب جو مسکرانا بھول گئے تھے۔ وہ خوشی سے کھل اٹھے، لیکن کچھ دیر بعد میں پھر مسکرانا بھول گیا..... کہ وہ مجھ جیسے انسان کو کبھی معاف کرے گی بھی یا نہیں؟ احسن بھائی وہ آپ کو ضرور معاف کریں گی، ان کے دل میں ابھی بھی آپ ہی بستے ہو۔ میں خاموش لبوں سے مسکرایا۔ اچھا ابھی میں چلتا ہوں، یہ نہ ہو کہ وہ دونوں ہمیں یہاں دیکھ لیں..... میں جانے کے لیے مڑا، لیکن پھر رک گیا احسن بھائی کبھی کبھی سلوئی پھوپھو کے ساتھ صبح جاگنگ کے لیے جاتا ہوں، ہو سکے تو آپ بھی کل صبح میرے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ جایئے گا۔ میں ٹیکسٹ میسج کر دونگا آپ کو۔ عالیان جا چکا تھا۔ پھر سے میری زندگی کے وہ رنگ جو بے رنگ ہو چکے تھے۔ ان میں رنگ بھرنا شروع ہو گئے تھے۔ میری سلوئی مجھے ہمیشہ کے لیے مل جائے گی۔ خوشیاں میرے سواگت میں کھڑی تھیں۔

خالہ بی وہ شخص اگر نو دس سال کے بعد واپس لوٹا بھی ہے تو کیا وہ میرے لیے واپس آیا ہے؟؟ اچھا میں مان بھی لوں کہ وہ میرے لیے آیا ہے یا مجھے دیکھ کر اس کا دل نرم پڑ بھی گیا ہے تو آپ کہتی ہو میں اسے معاف کر دوں؟ خالہ بی کیا وہ میرے گزرے ہوئے نو دس سال مجھے واپس لوٹا سکتا ہے؟ جن سالوں میں میرے ماں، باپ مجھ سے بچھڑ گئے۔ میرے دادا جی، وہ دادا جو میرے دادا کم دوست زیادہ تھے وہ بچھڑ گئے۔ اور اس نے مجھے ایک فون تک کرنا مناسب نا سمجھا، اور آپ کہتی ہو میں اسے معاف کر دوں۔ ایک ایسے شخص کو معاف کر دوں جو بہت خود غرض ہے۔ جسے اپنے سوا کوئی دکھائی نہیں دیا تھا۔ میرے منہ پر پڑا ہوا وہ طمانچہ جسے میں کبھی بھول نہیں پائی۔ میں کچھ بھی نہیں بھولی خالہ بی اور آپ کہہ رہی ہو میں اسے معاف کر دوں۔ میرے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ زندگی پھر سے اِک نئے موڑ پر آ کر رک گئی تھی۔ کچھ پرانی یادوں اور اذیتوں کے ساتھ۔ لیکن کیا کروں مجھے وہ شخص بہت پیارا ہے، میں اسے معاف کر دوں گی ضرور کر دوں گی معاف خالہ بی۔ میں اسے معاف کر دوں گی۔ میں روتے ہوئے خالہ بی کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ اور دور کہیں سوچوں میں کھو گئی۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

عالی بس مجھ سے اب اور نہیں چلنے ہو رہا۔ میں تھک گئی ہوں پلیز تم جاؤ..... میں پارک میں پڑے ہوئے ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔ عالی چلا گیا تھا اور ایک راؤنڈ لگانے کے لیے۔ صبح کی ٹھنڈی ہوئیں دل کو بہت سکون دے رہی تھیں۔ کچھ دنوں سے بہت ٹھنڈ ہو گئی تھی۔ نومبر شروع ہو گیا تھا۔ ہمارے گھر جانے تک بھائی اور بھابی بھی آ گئے ہوں گے۔ رضوان بھائی کی ڈیوٹی لگائی تھی انہیں ائیر پورٹ سے لانے کے لیے۔ ٹھنڈی ہوائیں میرے چہرے کو چھوتی ہوئیں آگے بڑھ رہی تھیں۔ سلویٰ..... یہ وہ آواز تھی جسے میں ہزاروں، لاکھوں، اربوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ جسے سننے کے لیے میرے کان ترس گئے تھے۔ میری آنکھیں تھک چکی تھیں۔ میری آنکھیں اوپر کو اٹھیں تو جھکنا ہی بھول گئی تھیں، میں مجسمہ بنی احسن کو دیکھے جا رہی تھی بس۔ جو اتنی باتیں کرتی تھی، کہ کبھی معاف نہ کروں گی ''یہ وہ'' سب کچھ بھول گئی تھی۔ سلویٰ میں تمہارا گنہگار ہوں مجھے معاف کر دو۔ کب سے تمہارا پیچھا کر رہا ہوں، لیکن اللہ نے آج مجھے موقع دیا ہے صفائی پیش کرنے کا..... وہ موقع مجھ سے مت چھیننا۔ میں یہاں سے چلے جانے کے لیے اٹھی..... لیکن میرا ہاتھ ایک مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں آ چکا تھا۔ سلویٰ میں تمہیں ایسے جانے نہیں دوں گا، پلیز ایک دفعہ میری بات سن لو پھر بے شک چلی جانا۔ میں پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔ اس مجبور انسان کی مجبوریاں سننے کے لیے۔ احسن بھی میرے ساتھ بینچ پر بیٹھ گئے تھے۔ احسن کے جسم سے اٹھنے والی کیلون کی خوشبو آج بھی ویسی ہی تھی، جو نو سال پہلے تھی۔ وہ ابھی تک وہی خوشبو استعمال کرتے تھے جو میں نے انہیں گفٹ کی تھی۔

سلویٰ تم یہ ہرگز نہ سوچنا کبھی بھی کہ جب میں پاکستان سے گیا تو میں نے ہر ایک بندے سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ میں نے تم سے جو بدسلوکی کی تھی، اس کے بعد میں کبھی چین سے نہیں رہ پایا..... ایک ایک لمحہ میں نے اذیت میں گزارا ہے۔ سلویٰ میں تمہارے بغیر نامکمل ہوں۔ تمہارے ایکسیڈنٹ کا سن کر میں بھاگ نہیں گیا تھا، بلکہ ہسپتال میں تمہارے پاس بیٹھ کر دن، رات آنسو بہائے تھے میں نے..... یہ ہرگز مت سمجھنا کہ یہاں میں اپنی اچھائیاں بیان کرنے آیا ہوں، بس میں اپنی سچائی میں کچھ صفائی پیش کرنے آیا ہوں..... اس کے بعد فیصلہ تمہارا ہوگا۔ کچھ دیر ہمارے درمیان خاموشی چھا گئی تھی سورج اپنی کرنیں زمین پر پھیلا رہا تھا۔ جس سے ٹھنڈ کا احساس بھی کم ہو رہا تھا۔ پرندے اپنے گھونسلوں سے نکل کر درختوں پر چہچہا رہے تھے۔ اور عالی کہیں غائب ہی ہو گیا تھا۔ جس دن مجھے یقین ہو گیا کہ تم اب ٹھیک ہو، ہوش میں آ چکی ہو، میں تمہارے ماتھے سے بوسہ لے کر کمرے سے نکل آیا تھا۔ تم اس وقت غنودگی میں تھی۔ میں آرام سے احسن کی باتیں سن رہی تھی، اور مجھے میرا ضمیر ملامت کر رہا تھا۔ کہ میں نے احسن کو بہت غلط سمجھا۔

میں نے دادا جی کو منع کر دیا تھا کہ وہ تمہیں کچھ مت بتائیں میرے بارے میں..... بلکہ میں نے یہی کہا کہ تم یہی سمجھو میں۔ ہسپتال نہیں آیا اور تمہیں چھوڑ کر چلا گیا..... تاکہ تم میرے جیسے انسان سے نفرت کر سکو۔ جو

Waqar Azeem Pakistanipoint.com

تمہیں پیار تک نہیں دے سکا، کم سے کم نفرت تم نفرت تو کرو گی نا مجھ سے میں یہی کہتا ہوا پاکستان سے چلا گیا..... ایک بیٹا آخر اپنی ماں سے کتنا ناراض رہ سکتا ہے بھلا، لیکن میں نے کتنی دیر اپنی ماں سے منہ پھیرے رکھا..... میں اسی لیے پاکستان سے کوسوں دور چلا گیا۔ امی نے اپنی ضد پھر بھی نہ چھوڑی..... کچھ خاموشی..... لیکن جب مشعال نے خود اس رشتے سے انکار کیا تو تب جا کر انہیں میری اہمیت کا احساس ہوا..... مشعال کے بھاگنے کی خبر جب تمہارے جانے کے بعد ہمیں ہوئی تو تب بھی میری ماں کو یہ بات جھوٹی ہی لگی۔ پھر اس کا انجام میرا پاکستان سے دور جانا ہی میں نے بہتر سمجھا۔

مشعال کے نکاح کی خبر انہیں تب ہی ہوئی جب مشعال نے خود میری ماں کو بتایا..... وہ امی کو اتنا کہہ کر چلی گئی، کہ پھوپھو' احسن صرف سلویٰ کے لیے بنا ہے۔ ان دونوں کے ساتھ زبردستی کریں گی تو آپ اپنا احسن گنوا دیں گی۔'' احسن کی آنکھوں میں آئے آنسو میرے دل پر کسی کانٹے کی طرح چبھ رہے تھے۔ میرا دل کیا کہ احسن کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کروں، لیکن ہمت نہ ہوئی۔ امی نے تمہیں کیا کچھ نہ کہا، ایسے کڑوے لفظوں سے تو سینہ چھلنی ہو جاتا ہے۔ تم نے سب کچھ سہا..... میں یہ سب باتیں یاد نہیں کرنا چاہتی، لہٰذا آپ ماضی کو دوبارہ سے نہ کھنگالیں..... میرے اندر اتنی قوت نہیں بچی احسن کہ میں یہ سب اب یاد کر سکوں۔ میں نے اپنے آپ سے اس چیز کا اقرار کیا تھا کہ اب کبھی نہیں روؤں گی۔ لیکن میری گود میں دھرے ہوئے میرے ہاتھوں پر آنسو موتی بن کر گرنا شروع ہو گئے تھے۔ میرے سامنے رونا بند کرو، میرے اندر اتنی قوت برداشت نہیں ہے سلویٰ کہ تمہارے آنسو دیکھ سکوں، میں تمہیں روتا ہوا کیسے دیکھوں..... پلیز رونا بند کرو..... میں نے اپنی انگلیوں کی پوروں سے سلویٰ کے آنسو پونچھے..... مجھے معاف کر دو سلویٰ..... جب تک تم مجھے معاف نہیں کرو گی میں تمہارے سامنے نہیں آؤں گا..... میری تم سے کی ہوئی بدسلوکی کا ازالہ ہو سکے شاید..... اور اب میں تمہیں کبھی روتا ہوا نہ دیکھوں..... ہو سکے تو ایک دفعہ آ کر میری ماں سے مل جانا وہ تمہاری راہ تکتی رہتی ہیں۔ چلتا ہوں..... احسن اٹھ کر جا چکے تھے۔ میں دور جاتے ہوئے احسن کو دیکھ رہی تھی۔ احسن کاش آپ میری آنکھیں پڑھ لیتے، ان آنکھوں نے ہمیشہ آپ کا انتظار کیا ہے، اور آپ پھر مجھے یہاں تنہا چھوڑ کر چلے گئے..... میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتی ہوں ہمیشہ..... آپ کے ہاتھ پکڑ کر قدم سے قدم ملا کر..... کیوں آپ مجھے ساتھ لے کر نہیں گئے..... ابھی بھی آپ میرا فیصلہ چاہتے ہیں..... اور میں تو کب کا فیصلہ کیے بیٹھی ہوں کہ ''میں آپ کی ہوں'' آپ کے ''سفر محبت'' کی مسافر..... محبت گواہی اور ثبوت نہیں مانگتی احسن، آپ اک دفعہ پیار سے کہتے کہ میرے ساتھ چلو، تو میں بنا سوچے آپ کے ساتھ چل پڑتی۔ میں نے اپنے چہرے سے اک ادھ گرا ہوا آنسو پونچھا اور آنے والی خوشیاں جو میرے انتظار میں کھڑی تھیں بانہیں پھیلائے ان کے اندر سمٹ جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

گھر پہنچتے ہی بھائی اور بھابی سے ملی۔ عالی دونوں سے مل کر پھر سے سونے کے لیے چلا گیا تھا۔ مہرال اور خالہ بی کچن میں ناشتے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔ میں بھی کچن میں جانے کے لیے اٹھی..... سلوی رکو۔ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ بھائی کے کہنے پر میں پھر سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی، دو دن بعد مہرال کی شادی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی شادی کے ساتھ تمہاری بھی اسی دن کر دی جائے..... میرے چہرے پر ہلکی سی مسکان گنگنانے لگ گئی۔ مجھے عالیان نے ساری بات بتا دی ہے۔ اور رہی بات احسن کی وہ بے قصور ہے۔ احسن کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو وہ یہی کرتا کیونکہ مشعال ان کے گھر کی عزت تھی بنا کسی دلیل کے ان کا سلوک یہی ہونا تھا۔ اور احسن مجھے شروع سے پسند ہے۔ احسن جیسے لڑکے کو ہم کھو نہیں سکتے۔ لہٰذا کل ہی سب ان کے گھر چلیں گے، اور ساری غلط فہمیوں کا اعتراف کر کے شادی کا بھی بتا آئیں گے۔ میں نے احسن سے بات کر دی ہے کہ ہم لوگ کل آ رہے ہیں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ بھائی ابھی بھی آپ کو میری رائے کی ضرورت ہے، جبکہ سب کچھ تو آپ طے کر چکے ہیں۔ میں مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ بھائی کو میرا جواب مل چکا تھا۔ آج برسوں بعد کچھ گنگنانے کو دل کیا تھا۔ کچھ اقرار کرنا تھا۔ کوئی شکوے تھے جو لب پر تھے۔ کچھ وعدے تھے جو ساتھ رہ کر نبھانے تھے۔ میں دل ہی دل میں بہت خوش تھی۔ اور مجھے اب خوش ہی رہنا تھا۔

جانے کہاں گیا ہے وہ جو ابھی یہاں تھا
وہ جو ابھی یہاں تھا وہ کون تھا کہاں تھا
تا لمحہ گزشتہ یہ جسم اور سائے
زندہ تھے رائیگاں میں جو کچھ تھا رائیگاں تھا
اب جس کی دید کا ہے سودا ہمارے سر میں
وہ اپنی ہی نظر میں اپنا ہی ایک سماں تھا
کیا کیا نہ خون تھوکا میں نے اس گلی میں یارو
سچ جاننا وہاں تو جو فن تھا رائیگاں تھا
یہ وار کر گیا ہے پہلو سے کون مجھ پر
تھا میں ہی دائیں بائیں اور میں ہی درمیاں تھا
عمریں گزر گئی تھیں ہم کو یقیں سے بچھڑے
اور لمحہ اک گماں کا صدیوں میں بے اماں تھا

جون ایلیا

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سلویٰ میری بچی مجھے معاف کردو..... آنٹی یہ آپ کیا کر رہی ہیں مجھے آپ سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے۔ آپ میری ماں ہیں، اور بچوں سے ماں معافی نہیں مانگتی..... آپ بار، بار مجھے شرمندہ نہ کریں۔ سب ہی کے چہروں پر خوشی رقص کر رہی تھی۔ لیکن میری نظر اِدھر اُدھر بس کسی کی دید میں ہی بھٹک رہی تھی۔ احسن شاید ابھی تک اسی لیے ہی سامنے نہیں آرہے تھے۔ انہیں یہی لگتا ہوگا کہ میں نے انہیں معاف نہیں کیا۔ سلویٰ احسن کو دیکھ رہی ہو؟ جاؤ بیٹا وہ اپنے کمرے میں ہے اسے بلا لاؤ۔ میں آنٹی کی تائید میں اٹھ کر احسن کے کمرے کی تلاش میں چلی گئی۔ احسن کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا، وہ بھی شاید میرے انتظار میں ہوں گے۔ میں بنا آہٹ کیے کمرے کے اندر داخل ہوگئی۔ احسن اپنے کمرے میں کھڑے اس دیوار کو دیکھ رہے تھے، جس پر ایک بہت بڑا درخت پینٹ کیا گیا تھا۔ اس درخت کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ وہ کتنا اداس درخت بنایا گیا ہے۔ سلویٰ تم آگئی؟ میں تمہارے ہی انتظار میں کھڑا اس درخت کو دیکھ رہا تھا۔ یہ بہت اداس درخت ہے۔ اس نے بھی ہم دونوں کی دوری میں تکلیفیں سہی ہیں..... لیکن اب ہم اپنی محبت کے رنگوں سے اس درخت سے اداسی ختم کردیں گے۔ احسن نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا..... ٹیبل پر پڑی ہوئی سرخ رنگ کی ڈبیہ میں سے انگوٹھی نکالی اور میری انگلی میں پہنا دی..... یہ میری کامیاب محبت کی پہلی یادگیری..... میں نے ہنستے ہوئے احسن کو دیکھا۔ وہ میری جانب ہی دیکھ رہے تھے۔ میں نے شرماتے ہوئے اپنی آنکھیں جھکالی تھیں۔ احسن میرے اور قریب آگئے تھے۔ میں ہاتھ چھڑا کر بھاگتے ہوئے احسن کے کمرے سے نکل گئی۔ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے محبت کے ادھورے رنگ بھر گئے تھے، جن میں اب صرف میری اور احسن کی محبت شامل ہوگی۔

تو نے جب پیار سے تھا، نام پکارا میرا
کاش اس وقت بناتا، میری تصویر کوئی
ڈاکٹر فخر عباس

میرا اور مہرال کا نکاح ہوگیا تھا۔ احسن ہمیشہ کے لیے میرے ہوگئے تھے۔ میرے انتظار کا صبر مجھے احسن کی صورت میں ملا تھا۔ میں بہت خوش تھی۔ عالی اور شانی اندر آئے، چلو بھئی دلہنو وہاں تم لوگوں کے دلہے انتظار میں سوکھ کر تیلا ہو جائیں گے۔ چلو اٹھو اب دونوں سٹیج پر چلنا ہے۔ عالی نے مجھے تھاما اور شانی نے مہرال کو ہم دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے سٹیج کی جانب بڑھ گئیں۔ سلویٰ پھوپھو اتنا وزن آپ کا نہیں ہوگا یار جتنا آپ کے لہنگے کا ہے۔ میں مسکرادی۔ ویسے ایک بات کہوں، آپ بہت پیاری لگ رہی ہو، کہ نظر تو ٹھہر ہی جائے گی آپ کے اوپر احسن بھائی کی۔ سٹیج کے پاس پہنچ کر احسن میرا ہاتھ تھام چکے تھے۔ میں پیار بھری نظروں سے احسن کی جانب دیکھا۔ میرے کان کے قریب آکر بولے! یقین کرو بہت پیاری لگ رہی ہو، میں اپنا آپ واردوں تم پر..... میری

Waqar Azeem
www.pakistanipoint.com

سلوئی.....احسن کی مضبوط گرفت میں مجھے اپنے پن کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ اپنا پن جس کا میں نے برسوں سے بے تابی سے انتظار کیا تھا۔ ان کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ پکڑائے ہوئے ہماری ''سفر محبت'' کی داستان کا سفر شروع ہو گیا تھا۔

اچھی آنکھوں کے پجاری ہیں میرے شہر کے لوگ
تو میرے شہر میں آئے گا تو چھا جائے گا
ہم قیامت بھی اٹھائیں گے تو ہوگا نہیں کچھ
تو فقط آنکھ اٹھائے گا تو چھا جائے گا
پھول تو پھول ہیں، وہ شخص اگر کانٹے بھی
اپنے بالوں میں سجائے گا تو چھا جائے گا
یوں تو ہر رنگ بھی سجتا ہے برابر تجھ پر
سُرخ پوشاک میں آئے گا تو چھا جائے گا
پنکھڑی ہونٹ، مدھر لہجہ اور آواز اُداس
یار! تو شعر سنائے گا تو چھا جائے گا
جس مصور کی نہیں بکتی کوئی بھی تصویر
تیری تصویر بنائے گا تو چھا جائے گا

ختم شد

PakistaniPoint
www.pakistanipoint.com